مقتلِ مفید

سید الشہداء حضرت امام حسینؑ اور آپؑ کے انصار و اصحاب
اور اقرباء کے مصائب و آلام پر مشتمل جامع کتاب



مترجم
حجۃ الاسلام علامہ آزاد حسین مشہدی

مقتلِ مفید

بروایت شیخ مفیدؒ

مؤلف

محدث کبیر حضرت علامہ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ آزاد حسین مشہدی

نظرثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون: 35425372

نام کتاب	:	مقتلِ مفید (بروایت شیخ مفیدؒ)
مؤلف	:	محدثِ کبیر حضرت علامہ شیخ مفید علیہ الرحمہ
مترجم	:	حجۃ الاسلام علامہ آزاد حسین مشہدی
نظرثانی	:	حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم
پروف ریڈنگ	:	عمران حیدر چودھری
اشاعت	:	مارچ 2015ء
ہدیہ	:	350 روپے

ملنے کا پتہ

اِدارہ مِنہاجُ الصّالِحِین ۔ لاھور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

ای۔ میل: idaraminhajulsalheen@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مقتل مفید

بروایت شیخ مفیدؒ

ترتیب

فصل چہارم

فصل پنجم

فصل ششم

فصل ہفتم

فصل ہشتم

فصل نہم

***

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنِ ناشر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”جو کوئی ہمارے اُوپر ہونے والے ظلم وستم کی وجہ سے غمگین ہو، اس کی سانس تسبیح اور ہماری خاطر اس کا غم عبادت شمار ہوتا ہے“۔(امالی شیخ صدوق: ص ۳۳۸)

جو کتابیں مقتل الحسینؑ کے نام سے لکھی گئی ہیں ان تمام میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (مقتل یعنی قتل ہونے کی جگہ) اور جو کتب کربلا کے متعلق لکھی گئی ہیں انھیں کتبِ مقتل کہا جاتا ہے۔

بنی اُمیہ کے غاصب حکمرانوں کی نابودی کے بعد تاریخ نگاروں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی تحریک اور حماسہ عاشورا کو اُجاگر کرنے کے لیے بہت کچھ لکھا اور اس کی نشرواشاعت بھی کی (اگرچہ عباسی حکمرانوں کی بھی یہی کوشش رہی کہ آئمہ علیہم السلام پر ڈھائے گئے اپنے ظلم وستم کو مخفی کریں)۔

اوّل: مرحوم حاج آقا بزرگ تہرانی نے چھے مورد ”مقتل“، انسٹھ مورد ”مقتل اباعبداللہ الحسینؑ“ اور تین مورد ”مقتل الحسینؑ“ کے نام سے ذکر کیے ہیں (الذریعہ: ۲۲، ص ۲۱ تا ۳۵)

دوم: مرحوم شیخ مفیدؒ کی کتاب "الارشاد" کا کچھ حصہ مقتل ابا عبداللہؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ کتاب اپنے مؤلف کے مانند اس قدر معتبر ہے کہ اس میں قیل وقال کی ذرا برابر کوئی گنجائش نہیں ہے۔ علماء محققین کے ہاں اس کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ انتہائی دقیق اور سلیس ہے کہ جو تین جلدوں پر مشتمل کتاب "موسوعۃ شہادۃ المعصومینؑ" (جس کا فارسی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے) کے مؤلفین میں سے ایک بزرگوار سیّد علی رضا جعفری صاحب کی کاوش ہے کہ جنھوں نے ۱۹۸۶ء میں حوزہ علمیہ قم میں ادبیات عرب میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور حضرت امام خمینیؒ قدس سرہٗ کی جانب سے انعام بھی حاصل کیا ہے۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ جس قدر ہو سکے کہ عربی عبارتوں پر اپنے تسلط کی وجہ سے انھیں آسان فارسی زبان میں منتقل کیا جائے۔

ادارہ منہاج الصالحین کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ اسے فارسی سے اُردو زبان میں شائع کر کے مومنین کے استفادہ کے لیے پیش کیا جائے۔

اُمید ہے کہ یہ ترجمہ جو کہ ہمارے فاضل دوست مولانا آزاد حسین مشہدی نے کیا ہے حضرت امام زمان علیہ السلام کی بارگاہ میں مورد قبول ہو اور آں حضرتؑ کے پیروکاروں کے لیے زادِ راہ واقع ہو۔

والسلام علی عباد اللہ الصالحین

طالب دعا

ریاض حسین جعفری فاضل قم

جنابِ شیخ مفیدؒ کے حالاتِ زندگی

جناب شیخ مفیدؒ ۱۱ ذیقعدہ ۳۳۶ قمری① کو بغداد کے محلہ عکبرا میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے انتہائی ذہانت و فطانت کے مالک تھے۔ آپ کلام، عقائد، فقہ، روایت اور دوسرے عصری علوم کی مہارت رکھنے میں سرفہرست تھے۔ آپ نے اپنی کتب میں انتہائی دقیق اور متین عبارتوں کے ذریعے شیعہ اعتقادات کو بیان فرمایا ہے۔ آپ پر حضرت ولی عصر حجۃ بن العسکری علیہ السلام کی خاص توجہ اور عنایت تھی۔

ایک خط جو آپؑ نے جناب شیخ مفید کے نام لکھا، اس میں آپؑ نے شیخ مفید کو لِلْاَخِ السَّدِیْدِ وَالْوَلِیِّ الرَّشِیْد② (مضبوط برادر اور ہدایت یافتہ دوست) کے عنوان سے یاد فرمایا۔ ایک اور خط میں جناب شیخ مفیدؒ کو یوں یاد فرمایا ہے:

سَلَامُ اللهِ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّاصِرُ لِلْحَقِّ الدَّاعِیْ اِلَیْهِ بِكَلِمَتِ الصِّدْقِ

"سلام ہو آپ پر اے حق کی مدد کرنے والے اور سچائی کے ساتھ اس طرف ہدایت کرنے والے......"۔③

جناب شیخ مفید کو اہلِ بیت علیہم السلام کے ساتھ خاص عشق تھا۔ آپ نے کتاب "الارشاد" ولایت کے ساتھ عشق و محبت کی وجہ سے تحریر کی ہے۔ یہ کتاب جو آپ

---

① رجال نجاشی: رقم ۱۰۶۷

② مستدرک الوسائل، مرزا حسین نوری: ج ۳، ص ۵۱۷-۵۱۸ ③ سابقہ حوالہ

کے دست مبارک میں ہے اسی کا کچھ حصّہ ہے۔

آپ نے اپنی زندگی شیعہ عقائد کی ترویج کرنے میں گزاری۔ آپ کی رحلت ۴۱۳ ہجری قمری میں ماہ مبارک رمضان میں ہوئی ہے۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات کو بیان کیا گیا ہے:

① حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے بعد امام کون ہے؟

② ان کی تاریخ ولادت کیا ہے؟

③ ان کی امامت کی نشانیاں کون سی ہیں؟

④ ان کا روضہ مبارکہ کہاں پر ہے؟

⑤ ان کی اولاد کی تعداد کتنی ہے اور ان کی حیات طیبہ سے مربوط دوسری اخبار و روایات۔

فصل اول

حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت پر دلیلیں اور اُن کے مختصر فضائل

وَالْإِمَامُ بَعْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام أَخُوهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، اِبْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِنَصِّ أَبِيهِ وَجَدِّهِ عليه، وَوَصِيَّةِ أَخِيهِ الْحَسَنِ اِلَيْهِ ـ كُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِاللهِ ، وُلِدَ بِالْمَدِينَةِ لِخَمْسِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ أَربعٍ مِنَ الْهِجرَةِ، وَجَاءَتْ بِهِ أُمُّهُ فَاطِمَةُ علیہا السلام اِلَى جَدِّهِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاسْتَبْشَرَبِهِ وَسَمَّاهُ حُسَيْنًا وَعَقَّ عنه كَبْشًا، وَهُوَ وَأَخُوهُ بِشَهَادَةِ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَيِّدا شَبَابِ أَهلِ الْجَنَّةِ، وَبِالِاتِّفَاقِ الَّذِي لامِرْيَةَ فِيهِ سِبطا نَبِيِّ الرَّحمَةِ۔ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام يُشْبِهُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ صَدرِهِ اِلَى رَأْسِهِ ، وَالْحُسَيْنُ يُشْبِهُ بِهِ مِن صَدْرِهِ اِلَى رِجْلَيهِ ،وَكَانَ علیہ السلام حَبِيبَي رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِن بَيْنِ جَمِيعِ أَهْلِهِ وَوُلْدِهِ۔

رَوَى زَاذَانُ عَن سلمانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ فِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّي

أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُمَا﴾۔

وَقَالَ صلى الله عليه وآله وسلم: ﴿مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عليهما السلام أَحْبَبْتُهُ وَمَنْ أَحْبَبْتُهُ أَحَبَّهُ اللهُ ، وَمَنْ أَحَبَّهُ اللهُ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا أَبْغَضْتُهُ ، وَمَنْ أَبْغَضْتُهُ أَبْغَضَهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُ اللهُ خَلَّدَهُ فِي النَّارِ﴾۔

وَقَالَ صلى الله عليه وآله وسلم: إِنَّ ابْنَيَّ هٰذَيْنِ رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔

وَرَوَىٰ زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يُصَلِّي فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عليهما السلام فَارْتَدَفَاهُ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا أَخْذًا رَفِيقًا ، فَلَمَّا عَادَ عَادَا ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَجْلَسَ هٰذَا عَلَىٰ فَخِذِهِ وَهٰذَا عَلَىٰ فَخِذِهِ، وَقَالَ: ﴿مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ﴾۔

وَكَانَا عليهما السلام حُجَّةَ اللهِ تَعَالَىٰ لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي الْمُبَاهَلَةِ ، وَحُجَّةَ اللهِ مِنْ بَعْدِ أَبِيهِمَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام عَلَى الْأُمَّةِ فِي الدِّينِ وَالْإِسْلَامِ وَالْمِلَّةِ۔

وَرَوَىٰ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ رِجَالِهِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: ﴿قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام لِأَصْحَابِهِ: إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَىٰ مَدِينَتَيْنِ: إِحْدَاهُمَا فِي الْمَشْرِقِ ، وَالْأُخْرَىٰ فِي الْمَغْرِبِ ، فِيهِمَا خَلْقٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَهُمُّوا بِمَعْصِيَةٍ لَهُ قَطُّ ، وَاللهِ مَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَهُمَا حُجَّةٌ لِلّٰهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ غَيْرِي وَغَيْرُ أَخِي الْحُسَيْنِ﴾۔

وَجَاءَتِ الرِّوَايَةُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ

لِأَصْحَابِ ابنِ زِيَادٍ: ﴿مَا بَالُكُمْ تَنَاصَرُونَ عَلَيَّ؟! أَمَ وَاللهِ لَئِن قَتَلْتُمونِي لَتَقْتُلُنَّ حُجَّةَ اللهِ عَلَيْكُمْ، لَا وَاللهِ مَا بَيْنَ جَابَلْقَا وَجَابَرسَا ابنُ نَبِيٍّ احْتَجَّ اللهُ بِهِ عَلَيْكُمْ غَيْرِي﴾ يَعْنِي بِجَابَلْقَا وَجَابَرسَا الْمَدِينَتَيْنِ اللَّتَيْنِ ذَكَرَهُمَا الْحَسَنُ أَخُوهُ عليه السلام.

وَكَانَ مِنْ بُرْهَانِ كَمَالِهِمَا وَحُجَّةِ اخْتِصَاصِ اللهِ لَهُمَا بَعْدَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنْ مُبَاهَلَةِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله بِهِمَا بَيْعَةُ رسولِ اللهِ لَهُمَا، وَلَمْ يُبَايِعْ صَبِيًّا فِي ظَاهِرِ الْحَالِ غَيْرَهُمَا، وَنُزُولُ الْقُرْآنِ بِإِيجَابِ ثَوَابِ الْجَنَّةِ لَهُمَا عَلَى عَمَلِهِمَا مَعَ ظَاهِرِ الطُّفُولِيَّةِ فِيهِمَا، وَلَمْ يَنْزِلْ بِذٰلِكَ فِي مِثْلِهِمَا، قَالَ اللهُ عَزَّ اسمه فِي سورةِ هَلْ أَتَىٰ: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ○ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ○ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ○ فَوَقَاهُمُ اللهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ○ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ○ (سورۃ الانسان ۸-۲۱)

فَعَمَّهُمَا هٰذَا الْقَوْلُ مَعَ أَبِيهِمَا وَأُمِّهِمَا عليهم السلام، وَتَضَمَّنَ الْخَبَرُ نُطْقَهُمَا فِي ذٰلِكَ وَضَمِيرَهُمَا الدَّالَّيْنِ عَلَى الْآيَةِ الْبَاهِرَةِ فِيهِمَا، وَالْحُجَّةِ الْعُظْمَىٰ عَلَى الْخَلْقِ بِهِمَا، كَمَا تَضَمَّنَ الْخَبَرُ عَنْ نُطْقِ الْمَسِيحِ عليه السلام فِي الْمَهْدِ وَكَانَ حُجَّةً لِنُبُوَّتِهِ، وَاخْتِصَاصِهِ مِنَ اللهِ بِالْكَرَامَةِ الدَّالَّةِ

عَلٰی مَحَلِّهِ عِنْدَهُ فِی الْفَضْلِ وَمَکَانِهِ۔
وَقَدْ صَرَّحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّصِّ عَلٰی اِمَامَتِهِ وَاِمَامَةِ أَخِیهِ مِنْ قَبْلِهِ بِقَوْلِهِ: اِبْنَایَ هٰذَانِ اِمَامَانِ قَامَا أَوْ قَعَدَا۔
وَدَلَّتْ وَصِیَّةُ الْحَسَنِ علیہ السلام اِلَیْهِ عَلٰی اِمَامَتِهِ، کَمَا دَلَّتْ وَصِیَّةُ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ اِلَی الْحَسَنِ عَلٰی اِمَامَتِهِ، بِحَسَبِ مَا دَلَّتْ وَصِیَّةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ اِلٰی أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ عَلٰی اِمَامَتِهِ مِنْ بَعْدِهِ۔

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام کے بعد ان کے بھائی اور رسول خدا ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کے بیٹے حضرت حسین بن علی علیہما السلام امام ہیں کیوں کہ ان کے جدّ امجد اور پدر بزرگوار نے ان کی امامت کے بارے میں صراحت سے فرمایا تھا۔ اسی طرح ان کے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام نے بھی ان کی امامت کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔

آپؑ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپؑ چوتھی ہجری میں پانچ ① شعبان کو دنیا میں تشریف لائے۔ آپؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ علیہا السلام آپؑ کو آپؑ کے جد امجد رسولؐ خدا کی خدمت میں لائیں۔ آپؐ اس نوزاد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، آپؐ کا نام حسینؑ رکھا، آپؑ کے عقیقہ کے لیے ایک گوسفند ذبح کیا گیا۔

رسولؐ خدا کی گواہی کے مطابق امام حسن علیہ السلام اور ان کے بھائی امام حسین علیہ السلام دونوں بہشتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اس میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ دونوں پیغمبرِ رحمت کے نواسے ہیں۔

---

① تین شعبان مشہور ہے۔

امام حسن بن علی علیہما السلام سر سے لے کر سینے تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے اور حسین بن علی علیہما السلام سینے سے لے کر پاؤں تک پیغمبر اکرمؐ سے مشابہت رکھتے تھے۔ یہ دونوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہلِ بیتؑ اور اولاد میں سے ان کے حبیب اور پیارے تھے۔

زاذان نے جناب سلمانؓ سے یوں نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسین علیہما السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”خدایا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی ان سے محبت کر اور جو کوئی ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت کر“۔

رسولؐ خدا نے ایک اور مرتبہ فرمایا:

”جو کوئی بھی حسن و حسین علیہما السلام سے محبت کرے میں اس سے محبت کرتا ہوں، جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے خدا بھی محبت کرے گا اور جس سے خدا محبت کرتا ہے اسے بہشت میں داخل کرے گا، جو کوئی ان دونوں سے دشمنی کرے گا، میں اس سے دشمنی کروں گا اور جس سے میں دشمنی کروں گا اس سے خدا بھی دشمنی کرے، اور جس سے خدا دشمنی کرے گا تو وہ اسے ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دے گا“۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میرے دونوں فرزند دنیا کے دو پھول ہیں (کہ انھیں دیکھنے سے میرا غم و اندوہ ختم ہو جاتا ہے)“۔

زر بن حبیش نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا نماز پڑھنے میں مشغول تھے کہ حسن و حسین علیہما السلام تشریف لائے اور آں حضرتؐ کی پشت پر سوار ہو گئے۔ جب اُنھوں نے سجدے سے سر اُٹھایا تو انھیں آرام سے پکڑا (اور نیچے بٹھا دیا)۔ جب آں حضرتؐ دوبارہ سجدے میں گئے تو دونوں پھر آں حضرتؐ کی

پشت پر سوار ہو گئے۔ جب آں حضرتؐ کی نماز ختم ہوئی تو ایک کو ایک زانو پر اور دوسرے کو دوسرے زانو پر بٹھا کر فرمایا:

''جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے''۔

دونوں شہزادے (حسن و حسین علیہما السلام) روز مباہلہ رسولؐ خدا کے لیے خدا کی دو حجتیں تھے اور اپنے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ کے بعد اُمت پر دین، اسلام اور آئین میں رسولؐ خدا کی حجت تھے۔

محمد بن ابی عمیر اپنی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں روایت کرتے ہیں کہ امام حسن بن علی علیہما السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

خداوند متعال کے دو شہر ہیں: ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں۔ ان دونوں شہروں میں خداوند متعال کی ایسی مخلوقات آباد ہیں جو کبھی گناہ کے بارے میں نہیں سوچتی ہیں۔

خدا کی قسم! ان دونوں شہروں اور اُن کے درمیان (یہ پوری زمین سے ایک کنایہ ہے)۔ میرے اور میرے بھائی کے علاوہ خداوند کی مخلوق پر کوئی حجت نہیں ہے۔

اسی طرح ایک روایت حضرت امام حسین علیہ السلام سے بھی نقل ہوئی ہے کہ اُنھوں نے ابن زیاد (لعنۃ اللہ علیہ) کے اصحاب سے فرمایا:

''تم لوگوں نے میری دشمنی میں کیوں ہاتھ میں ہاتھ دے رکھا ہے؟ ہاں، خدا کی قسم! اگر تم مجھے قتل کرو گے تو تم نے اسے قتل کیا جو تمھارے اُوپر حجت خدا ہے۔ خدا کی قسم! جابلقا اور جابرسا دو کے درمیان میرے علاوہ کوئی بھی ایسا پیغمبرؐ زادہ نہیں ہے کہ

خداوند جس کے ذریعے تمھارے اُوپر احتجاج کرے"۔

حضرت کی جابلقا اور جابرسا سے مراد وہی دو شہر ہیں جو حضرت امام حسن علیہ السلام کی گفتگو میں بیان ہوئے تھے (یہ زمین کے تمام نقاط سے کنایہ ہے)۔

یہ دونوں بزرگوار اگرچہ بچے تھے ان کے کمال وعظمت کی دلیلیں کہ جن کا ذکر واقعۂ مباہلہ میں ہوا ہے کے علاوہ اور بھی ہیں۔

① رسولؐ خدا کی ان دونوں کے لیے بیعت ہے، ظاہراً ان دونوں بچوں کے سوا کسی اور کے لیے ایسا نہیں فرمایا ہے۔

② اگرچہ وہ دونوں بچے تھے، انھوں نے جو کام انجام دیا، اس کے عوض ان دونوں کے لیے پاداش کو واجب جاننے کے متعلق آیہ قرآن کا نزول، ان دونوں کے علاوہ کسی اور کے لیے ایسی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ خداوند متعال نے سورۂ هَلْ اَتٰی (دہر) میں فرمایا، جس کا مفہوم اس طرح ہے: "انھوں نے اپنی غذا مسکین، یتیم اور اسیر کو دی"۔ (درحالانکہ انھیں خود کو اس غذا کی زیادہ احتیاج تھی)۔

انھوں نے یوں فرمایا: "ہم فقط تمھیں رضائے الٰہی کی خاطر اطعام کرتے ہیں اور ہمیں کسی آپ لوگوں سے اجر اور شکریہ ادا کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ ہم اپنے پروردگار سے اس دن سے ڈرتے ہیں جو وحشت ناک اور سخت ہے۔ خدا نے بھی انھیں اس دن کے شر سے امان میں رکھا اور انھیں خوشی و سرور میں غرق کیا اور ان کے صبر کی پاداش بہشت اور ریشمی لباس قرار دی"۔ (الانسان (دہر): ۸ / ۱۲)

پس خداوند عالم کا یہ کلام ان دونوں کے پدر و مادر گرامی اور ان کی عظیم شخصیت کو اُجاگر کرتا ہے۔ نیز ان کی نیک گفتار اور خالص نیت کی حکایت کرتا ہے کہ یہ دونوں ان دو بزرگوں کی امامت کی نشانیاں اور لوگوں پر عظیم حجت و دلیل ہیں۔ (خداوند متعال ان دونوں بزرگوار ہستیوں کے توسط سے مخلوق پر اپنی حجت قائم

فرمائے گا)۔ جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گہوارے میں گفتگو کے واقعہ کو ذکر فرمایا ہے اور یہ کہ گہوارے میں ان کا گفتگو کرنا ہی ان کی نبوت پر دلیل تھی۔ یہ وہی کرامت تھی کہ جو خداوند کی جانب سے ان کے ساتھ مخصوص کی گئی اور ان کی فضیلت اور مقام و مرتبہ کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے قبل ان (امام حسینؑ) اور ان کے بھائی کی امامت کے بارے میں وضاحت سے فرمایا:

"میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں خواہ کھڑے ہوں (قیام کریں) یا بیٹھیں (صلح کریں)"۔

ان (امام حسین علیہ السلام) کی امامت پر ایک اور دلیل حضرت امام حسنؑ کی وصیت ہے جیسا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی امامت پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی وصیت دلالت کرتی ہے اور اسی طرح رسولؐ خدا کے بعد ان کی وصیت حضرت امیر المومنینؑ کی امامت پر دلیل ہے۔

❋❋❋

فصل دوم

امیر شام کی موت کے بعد امام حسین علیہ السلام کے اقدامات

وَكَانَتْ إِمَامَةُ الْحُسَيْنِ عليه السلام بَعْدَ وَفَاةِ أَخِيهِ بِمَا قَدَّمْنَاهُ ثَابِتَةً، وَطَاعَتُهُ لِجَمِيعِ الْخَلْقِ لَازِمَةً، وَإِنْ لَمْ يَدْعُ إِلَى نَفْسِهِ عليه السلام لِلتَّقِيَّةِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا، وَالْهُدْنَةِ الْحَاصِلَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَالْتَزَمَ الْوَفَاءَ بِهَا، وَجَرَى فِي ذٰلِكَ مَجْرَى أَبِيهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَثُبُوتِ إِمَامَتِهِ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم مَعَ الصُّمُوتِ، وَإِمَامَةِ أَخِيهِ الْحَسَنِ عليه السلام بَعْدَ الْهُدْنَةِ مَعَ الْكَفِّ وَالسُّكُوتِ، وَكَانُوا فِي ذٰلِكَ عَلَى سُنَنِ نَبِيِّ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ فِي الشِّعْبِ مَحْصُورٌ، وَعِنْدَ خُرُوجِهِ مُهَاجِراً مِنْ مَكَّةَ مُسْتَخْفِيًا فِي الْغَارِ وَهُوَ مِنْ أَعْدَائِهِ مَسْتُورٌ۔

فَلَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ وَانْقَضَتْ مُدَّةُ الْهُدْنَةِ الَّتِي تَمْنَعُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عليهما السلام مِنَ الدَّعْوَةِ إِلَى نَفْسِهِ، أَظْهَرَ أَمْرَهُ بِحَسَبِ الْإِمْكَانِ، وَأَبَانَ عَنْ حَقِّهِ لِلْجَاهِلِينَ بِهِ حَالًا بِحَالٍ، إِلَى أَنِ اجْتَمَعَ لَهُ فِي الظَّاهِرِ الْأَنْصَارُ۔ فَدَعَا عليه السلام إِلَى الْجِهَادِ وَشَمَّرَ لِلْقِتَالِ، وَتَوَجَّهَ بِوُلْدِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ مِنْ حَرَمِ اللهِ وَحَرَمِ رَسُولِهِ نَحْوَ الْعِرَاقِ ،

لِلْاِسْتِنْصَارِ بِمَنْ دَعَاهُ مِن شِیعَتِهِ عَلَی الْأَعْدَاءِ۔ وَقَدَّمَ أَمَامَهُ ابْنَ عَمِّهِ مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ وَأَرْضَاهُ، لِلدَّعوۃِ اِلَی اللهِ وَالْبَیعَۃِ لَه عَلَی الْجِهَادِ، فَبَایَعه أَهلُ الْکُوفَۃِ عَلٰی ذٰلِكَ وَعَاهَدُوه، وَضَمِنُوا لَهُ النُّصرَۃَ وَوَثَّقُوا لَهُ فِي ذٰلِكَ وَعَاقَدُوه، ثُمَّ لَمْ تَطُلِ الْمُدَّۃُ بِهِمْ حَتّٰی نَکَثُوابیعَتِه وَخَذَلُوه وَأَسْلَمُوه، فَقُتِلَ بَینَهم وَلَم یَمْنَعُوه وَخَرَجُوا اِلَی الْحُسَیْنِ علیہ السلام فَحَصَرُوه وَمَنَعُوهُ المسیرَ فِي بِلَادِ اللهِ، وَاضطَرُّوه اِلٰی حَیثُ لَایَجِدُ نَاصِراً وَلَا مَهرباً مِنْهُمْ، وَحَالُوا بَینَه وَبَیْنَ مَاءِ الْفُرَاتِ، حَتّٰی تَمَکَّنُوا مِنه وَقَتَلُوه، فَمَضٰی علیہ السلام ظَمآنَ مُجَاهِداً صَابِراً مُحْتَسِباً مَظلُوماً، قَدْ نُکِثَتْ بَیعَتُه، وَاستُحِلَّتْ حُرمَتُه، وَلَمْ یُوفَ لَهُ بِعَهدٍ، وَلَا رُعِیَتْ فِیهِ ذِمَّۃُ عَقْدٍ، شَهِیْداً عَلٰی مَا مَضٰی عَلَیْهِ أَبُوه وَأَخُوه علیہما السلام۔

"جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس کی بنا پر اپنے بھائی (امام حسن علیہ السلام) کی شہادت کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت ثابت تھی اور تمام مخلوق پر ان کی اطاعت و پیروی کرنا واجب تھی۔ اگرچہ اُن کا اس تقیہ کی بنا پر کہ جس کی رعایت کرنا ان پر لازم تھا اور وہ اس کے پابند تھے اور اس صلح کی خاطر کہ جوآں حضرتؑ اور امیر شام کے درمیان قائم تھی، اس پر باقی رہنا ضروری تھا۔ کیونکہ امیر المومنینؑ اس کے باوجود کہ رسولؐ خدا کے بعد ان کی امامت ثابت تھی وہ خاموش رہے۔ اسی طرح

امام حسن علیہ السلام باوجود اس کے کہ ان کی امامت واضح و روشن تھی انھوں نے امیر شام کے ساتھ صلح کرنے کے بعد قیام نہ کیا اور سکوت اختیار کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے اس مسئلے میں وہی روش اپنائی جو رسولؐ خدا نے شعب ابی طالبؑ میں محاصرے کے دوران اختیار کی تھی نیز وہی کام کیا جو آں حضرتؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت دشمن سے چھپنے کے لیے کچھ دنوں تک غار میں چھپ کر کیا۔

امیر شام کی موت کے بعد صلح کا وہ دورانیہ گزر گیا (جو اس میں رکاوٹ تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں) تو جہاں تک ممکن ہو سکا آں حضرتؐ نے اپنی امامت کا اظہار کیا اور ہر موقع پر ان لوگوں پر حقیقت کو آشکارا کیا جو حق امامؑ سے جاہل تھے حتیٰ کہ ظاہری طور پر انھیں کچھ اصحاب مل گئے لہٰذا انھیں جہاد کی دعوت دی اور کمر ہمت باندھ کر جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اپنے بچوں اور اہلِ بیتؑ کے ہمراہ خدا اور رسولؐ کے حرم کو الوداع فرما کر عراق کی جانب روانہ ہوئے تا کہ اپنے ان محبوں کی مدد کے لیے پہنچیں، جنھوں نے انھیں اپنی مدد کے لیے دعوت دی تھی۔ انھوں نے پہلے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؑ کو بھیجا، تا کہ وہ لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دیں اور ان سے جہاد کے لیے بیعت حاصل کریں۔

اہلِ کوفہ نے جہاد کے لیے ان کی بیعت کی، عہد و پیمان باندھا

اور اس سے نصرت و خیر خواہی کرنے کی ضمانت لی اور اس مورد میں مضبوط وعدہ اور نہ ٹوٹنے والا عہد باندھا، لیکن کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انھوں نے اپنی بیعت توڑ دی۔ ان کی مدد کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا اور انھیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ وہ ان کے درمیان ہی موجود تھے کہ انھیں شہید کر دیا گیا اور کسی حوالے سے بھی ان کا دفاع نہیں کیا۔

اس کے بعد وہ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے باہر نکل آئے حتیٰ کہ انھوں نے آں حضرت کو محاصرے میں لے لیا اور شہروں کی طرف جانے سے روک دیا۔ انھیں ایسی سرزمین کی طرف جانے پر مجبور کیا کہ جہاں پر وہ اپنا کوئی مددگار پا سکیں نہ کہیں اور جا سکیں۔ وہ لوگ آں حضرتؑ اور آب فرات کے درمیان حائل ہو گئے حتیٰ کہ وہ آں حضرتؑ پر غالب آ گئے اور انھیں شہید کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اس حال میں شہید ہوئے کہ وہ پیاسے، مجاہد، صابر و شکیبا تھے۔ انھوں نے اپنا اجر خدا سے مانگا اور وہ مظلوم تھے۔ ان کی بیعت توڑ دی۔ ان کی حرمت پامال کی گئی۔ ان لوگوں نے اپنے کسی بھی وعدے کو وفا نہ کیا اور جو بھی وعدہ کیا اس پر عمل نہ کیا۔ آپؑ اسی طرح سے مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے جس طرح ان کے پدر بزرگوار اور برادر محترم شہید ہوئے۔

❀❀❀

فصل سوم

امام علیہ السلام کی دعوتِ قیام اور شہادت کا سبب

فَمِنْ مُخْتَصَرِ الْاَخْبَارِ الَّتِي جَاءَتْ بِسَبَبِ دَعْوَتِهِ علیہ السلام، وَمَا أَخَذَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْجِهَادِ مِنْ بَيْعَتِهِ، وَذِكْرِ جُمْلَةٍ مِنْ أَمْرِهِ وَخُرُوجِهِ وَمَقْتَلِهِ: مَا رَوَاهُ الْكَلْبِيُّ وَالْمَدَائِنِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَصْحَابِ السِّيرَةِ۔

قَالُوا: لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہما السلام تَحَرَّكَتِ الشِّيعَةُ بِالْعِرَاقِ وَكَتَبُوا إِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام فِي خَلْعِ مُعَاوِيَةَ وَالْبَيْعَةِ لَهُ، فَامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ عَهْداً وَعَقْداً لَا يَجُوزُ لَهُ نَقْضُهُ حَتَّى تَمْضِيَ الْمُدَّةُ، فَإِنْ مَاتَ مُعَاوِيَةُ نَظَرَ فِي ذٰلِكَ۔

آں حضرت علیہ السلام کی دعوت، دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے لوگوں سے بیعت لینے کے لیے قیام کرنے اور شہادت کے سبب کے بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ من جملہ ان میں سے ایک روایت کہ جسے کلبی، مدائنی اور بہت سے دوسرے مؤرخین اور سیرت نویسوں نے نقل کیا ہے، درج ذیل ہے:

وہ یوں نقل کرتے ہیں: جب امام حسن بن علی علیہ السلام درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے تو عراق کے شیعوں نے جوش میں آ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام لکھا کہ ہم امیر شام کو خلافت سے برکنار کرتے اور آپؑ کی بیعت میں آتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے اس بات کو قبول نہ کیا اور یاد دہانی کرائی کہ ان کے اور امیر شام کے درمیان ایسا عہد ہے کہ جب تک اس کا وقت ختم نہیں ہوتا وہ اُسے ختم نہیں کرے گا یا اس کی موت کے بعد اس مسئلے کے بارے میں غور وفکر کروں گا۔

امیر شام کی موت اور یزید کے لیے بیعت لینا

فَلَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ وَذٰلِكَ لِلنِّصفِ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجرةِ كَتَبَ يَزِيدُ اِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ عَلَى الْمَدِينَةِ مِنْ قِبَلِ مُعَاوِيَةَ أَنْ يَأخُذَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام

بِالبَيْعَة لَهُ وَلَا يُرَخِّصُ لَهُ فِي التَّأَخُّرِ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْفَذَ الْوَلِيدُ اِلَى الْحُسَيْنِ فِي اللَّيْلِ فَاسْتَدْعَاهُ ، فَعَرَفَ الْحُسَيْنُ الَّذِي أَرَادَ فَدَعَا جَمَاعَةً مِن مَوَالِيهِ وَأَمَرَهُم بِحملِ السِّلاحِ، وَقَالَ لَهُمْ: ﴿إِنَّ الْوَلِيدَ قَدِ اسْتَدعَانِي فِي هٰذَا الْوَقتِ ، وَلَستُ آمَنُ أَنْ يُكَلِّفَنِي فِيهِ أَمراً لا أُجِيبُه اِلَيْهِ وَهُو غَيرُ مَأمُونٍ، فَكُونُوا مَعِي، فَإِذَا دَخَلتُ اِلَيهِ فَاجلِسوا عَلَى الْبَابِ ، فَإِنْ سَمِعتُم صَوتِي قَدْ عَلَا فَادْخُلوا عَلَيهِ لِتَمنعوهُ مِنِّي﴾۔

فَصَارَ الْحُسَينُ علیہ السلام اِلَى الْوَلِيدِ ، فَوَجَدَ عِندَهُ مَروَانَ بنَ الْحكمِ ، فَنَعَى الوَلِيدُ اِلَيهِ مُعَاوِيَةَ فَاستَرجَعَ الْحُسَينُ علیہ السلام ثُمَّ قَرَأَ كِتَابَ يَزِيدَ وَمَا أَمرَهُ فِيهِ مِن أَخذِ الْبَيعةِ مِنه لَهُ ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَينُ علیہ السلام : ﴿اِنِّي لَا أَرَاكَ

تَقْنَعُ بِبَيعتِي لِيزيدَ سِرًّا حَتّٰى أُبَايِعَه جَهراً ، فَيعرف
النَّاسُ ذٰلِكَ﴾ فَقَالَ الْوَلِيدُ لَهُ اَجَلْ فَقَالَ الْحُسَيْنُ
﴿فتصبح وترى رايك فى ذٰلِكَ﴾ فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ:
اِنْصَرِفْ عَلٰى اِسمِ اللهِ تَعَالٰى حَتّٰى تَأتِينَا مَعَ جَمَاعةِ
النَّاسِ۔ فَقَالَ لَهُ مَروَانُ : وَاللهِ لَئِنْ فَارَقَكَ الْحُسَيْنُ
السَّاعَةَ وَلَمْ يُبَايِعْ لَا قَدَرتَ مِنْهُ عَلٰى مِثْلِهَا أَبَدًا حَتّٰى
يكثُرَ الْقَتْلٰى بَيْنَكُمْ وبَينَه ، اِحبِس الرَّجلَ فَلَا يَخرُجُ مِنْ
عِندِكَ حَتّٰى يُبَايِعَ أَو تَضرِبَ عُنقَه ، فَوَثَبَ عِنْدَ ذٰلِكَ
الْحُسَينُؑ وَقَالَ: ﴿اَنْتَ يَا ابنَ الزَّرقَاءِ تَقْتُلُنِي أَو
هُوَ؟ كَذَبتَ وَاللهِ وَأَثِمتَ﴾ وَخَرَجَ يَمْشِي وَمَعَهُ مَوَالِيهِ
حَتّٰى أَتٰى مَنزِلَه۔

فَقَالَ مَروانُ لِلْوَلِيدِ: عَصيتَنِي ، لَا وَاللهِ لَا يُمكِنُكَ مِثلَهَا
مِنْ نَفسِه أَبَدًا ، فَقَالَ الوليدُ: وَيْحَ غَيْرِكَ يَامروانُ،
اِنَّكَ اختَرتَ لِيَ الَّتِي فِيهَا هَلَاكُ دِينِي، وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ
لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيهِ الشَّمسُ وَغَرَبَتْ عَنهُ مِن مَالِ الدُّنيَا
وَمُلكِهَا وَأَنِّي قَتَلتُ حُسَينًا ، سُبحَانَ اللهِ! أَقتُلُ حُسَينًا
أَنْ قَالَ : لَا أُبَايِعُ؟! وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ امرءًا يُحَاسَبُ
بِدَمِ الْحُسَينِ خَفِيفُ الْمِيزَانِ عِندَ اللهِ يَومَ القِيَامَةِ ۔
فَقَالَ لَهُ مَروَانُ : فَإِذَا كَانَ هٰذَا رَأْيُكَ أَصَبتَ فِيمَا
صَنَعتَ، يَقُولُ هٰذَا وَهُوَ غَيرُ الْحَامِدِ لَهُ فِي رَأْيِه۔

امیر شام کی موت کے وقت پندرہ رجب ۶۰ ہجری تھی۔ یزید نے ولید بن

عتبہ بن ابی سفیان کہ جو امیر شام کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا، کے نام خط لکھا کہ وہ کسی تاخیر کے بغیر امام حسین علیہ السلام سے اس کی بیعت لے اور کسی بھی عذر کے باعث اسے مہلت نہ دے۔ ولید نے رات کے وقت کسی شخص کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ وہ آئیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اس کی نیت سمجھ گئے تھے۔ انھوں نے اپنے کچھ افراد کو بلایا اور فرمایا: اپنا اپنا اسلحہ اُٹھا لیں ان سے مزید فرمایا: ''ولید نے مجھے رات کے اس وقت بلایا ہے اور میں مطمئن نہیں ہوں۔ وہ مجھے کسی ایسے کام پر مجبور کرے گا کہ جسے میں رد کردوں اور وہ شخص قابل اطمینان نہیں ہے، لہٰذا میرے ساتھ آئیں۔ جب میں اندر جاؤں تو آپ دروازے پر کھڑے رہنا۔ اگر آپ لوگوں نے میری آواز بلند ہوتے ہوئے سنی تو اندر داخل ہو جانا اور میرا دفاع کرنا''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ولید کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پر پہنچے تو مروان بن حکم کو بھی وہاں پر پایا۔ ولید نے آں حضرتؑ کو امیر شام کے مرنے کی اطلاع دی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''ہم سب خدا کی جانب سے ہیں اور اس کی طرف ہی لوٹ جانا ہے''۔ اس کے بعد ولید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سامنے یزید کا خط پڑھا کہ جس میں آں حضرتؑ سے بیعت لینے کا حکم دیا گیا تھا۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تم میری اس چھپ کر بیعت کرنے سے قانع ہو گے بلکہ تمہارا ہدف یہ ہو کہ میں علانیہ بیعت کروں تا کہ لوگوں کو بھی معلوم ہو سکے۔

ولید نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آج کی رات صبح تک صبر کرو تا کہ میں دیکھوں کیا ہوتا ہے۔

ولید نے کہا: خدا کا نام لے کر لوٹ جائیں اور کل ایک جماعت کے ہمراہ بیعت کرنے کے لیے میرے پاس آئیں۔

مروان نے ولید سے کہا: خدا کی قسم! اگر حسینؑ اب تم سے جدا ہوگیا اور بیعت نہ کی تو پھر جب تک تمہارے اور اس کے درمیان قتل و غارت نہ ہو تم کبھی انھیں ہاتھ میں نہیں لے سکو گے۔ اسے قید خانے میں ڈال دو۔ یہ اس وقت تک آپ کے ہاں سے نہ جائے جب تک بیعت نہ کرلے یا اس کی گردن اُڑا دو۔

اس دوران حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی جگہ سے بلند ہوئے اور فرمایا: اے ابن زرقا! (نیلی آنکھوں والی عورت کے بیٹے ...... یہ مروان کے پیچ اور پست ہونے سے کنایہ ہے) کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو یا وہ؟ خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو اور بے جا بک رہے ہو۔

اس کے بعد آں حضرتؑ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔

مروان نے ولید سے کہا: تم نے میری بات نہیں مانی ہے۔ اس کے بعد تمھیں ایسا موقع ہاتھ نہیں آئے گا کہ اسے پا سکو۔

ولید نے کہا: اے مروان! افسوس تجھ پر، تُو نے مجھے ایسا راستہ اختیار کرنے کی پیش کش کی ہے کہ جس سے میرے دین کی بربادی تھی، خدا کی قسم! جس پر سورج چمکتا اور غروب ہوتا ہے (یہ دنیا کے تمام اموال سے کنایہ ہے) سب کچھ میری ملکیت ہوجائے، میں تب بھی پسند نہیں کروں گا کہ حسینؑ کو قتل کروں۔ سبحان اللہ! فقط یہ کہ حسینؑ کہے کہ میں بیعت نہیں کرتا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اسے قتل کردوں۔ خدا کی قسم! میں خیال نہیں کرتا کہ روز قیامت خدا جس سے خونِ حسینؑ کا بدلہ لے گا، اس کی سزا کوئی آسان ہو۔

مروان نے اس سے کہا: اگر ایسا ہے اور حقیقت میں تمہاری فکر بھی یہی ہے تو تم نے صحیح کام کیا ہے۔ اس نے ایسا کہا جب کہ اس کی رائے اسے پسند نہیں آئی تھی (اور اس نے ایک طرح سے اس کا مذاق اُڑایا)۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدینہ سے مکہ کی طرف روانگی

فَأَقَامَ الْحُسَيْنُ عليه السلام فِي مَنْزِلِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَهِيَ لَيْلَةُ السَّبْتِ لِثَلَاثٍ بَقِينَ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ۔ وَاشْتَغَلَ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ بِمُرَاسَلَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْبَيْعَةِ لِيَزِيدَ وَامْتِنَاعِهِ عَلَيْهِ۔ وَخَرَجَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ لَيْلَتِهِ عَنِ الْمَدِينَةِ مُتَوَجِّهًا إِلَى مَكَّةَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ الْوَلِيدُ سَرَّحَ فِي أَثَرِهِ الرِّجَالَ، فَبَعَثَ رَاكِبًا مِنْ مَوَالِي بَنِي أُمَيَّةَ فِي ثَمَانِينَ رَاكِبًا، فَطَلَبُوهُ وَلَمْ يُدْرِكُوهُ فَرَجَعُوا۔

فَلَمَّا كَانَ آخِرُ ﴿نَهَارِ يَوْمِ﴾ السَّبْتِ بَعَثَ الرِّجَالَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام لِيَحْضُرَ فَيُبَايِعَ الْوَلِيدَ لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ: ﴿أَصْبِحُوا ثُمَّ تَرَوْنَ وَنَرَى﴾ فَكَفُّوا تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَنْهُ وَلَمْ يُلِحُّوا عَلَيْهِ۔ فَخَرَجَ عليه السلام مِنْ تَحْتِ لَيْلَتِهِ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الْأَحَدِ لِيَوْمَيْنِ بَقِيَا مِنْ رَجَبٍ مُتَوَجِّهًا نَحْوَ مَكَّةَ وَمَعَهُ بَنُوهُ وَإِخْوَتُهُ وَبَنُو أَخِيهِ وَجُلُّ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِيَّةِ فَإِنَّهُ لَمَّا عَلِمَ عَزْمَهُ عَلَى الْخُرُوجِ عَنِ الْمَدِينَةِ لَمْ يَدْرِ أَيْنَ يَتَوَجَّهُ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَخِي أَنْتَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَأَعَزُّهُمْ

عَلَيَّ وَلَسْتُ أُدَّخِرُ النَّصِيحَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ إِلَّا لَكَ وَأَنْتَ أَحَقُّ بِهَا ، تَنَحَّ بِبَيعَتِكَ عَن يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ وَعَنِ الْأَمْصَارِ مَا اسْتَطَعْتَ، ثُمَّ ابْعَثْ رُسُلَكَ إِلَى النَّاسِ فَادْعُهُم إِلَىٰ نَفْسِكَ ، فَإِنْ تَابَعَكَ النَّاسُ وَبَايَعُوا لَكَ حَمِدْتَ اللهَ عَلَىٰ ذٰلِكَ ، وَ إِنْ أَجْمَعَ النَّاسُ عَلَىٰ غَيْرِكَ لَمْ يَنْقُصِ اللهُ بِذٰلِكَ دِينَكَ وَلَا عَقْلَكَ وَلَا تَذْهَبُ بِهِ مُرُوءَتُكَ وَلَا فَضْلُكَ ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَدْخُلَ مِصْرًا مِنْ هَٰذِهِ الْأَمْصَارِ فَيَخْتَلِفُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ فَمِنْهُم طَائِفَةٌ مَعَكَ وَأُخْرىٰ عَلَيْكَ ، فَيَقْتَتِلُونَ فَتَكُونُ أَنْتَ لِأَوَّلِ الْأَسِنَّةِ ، فَإِذَا خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كُلِّهَا نَفْسًا وَأَبًا وَأُمًّا أَضْيَعُهَا دَمًا وَأَذَلُّهَا أَهْلًا ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام : ﴿فَأَيْنَ أَذْهَبُ يَا أَخِي؟﴾ قَالَ: إِنْزِلْ مَكَّةَ فَإِنِ اطْمَأَنَّتْ بِكَ الدَّارُ بِهَا فَسَبِيلُ ذٰلِكَ ، وَ إِنْ نَبَتْ بِكَ لَحِقْتَ بِالرِّمَالِ وَشَعَفِ الْجِبَالِ وَخَرَجْتَ مِنْ بَلَدٍ إِلَىٰ بَلَدٍ، حَتَّى تَنْظُرَ مَا يَصِيرُ أَمْرُ النَّاسِ إِلَيْهِ ، فَإِنَّكَ أَصْوَبُ مَا تَكُونُ رَأْيًا حِينَ تَسْتَقْبِلُ الْأَمْرَ اسْتِقْبَالًا ـ فَقَالَ: ﴿يَا أَخِي قَدْ نَصَحْتَ وَأَشْفَقْتَ ، وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ رَأْيُكَ سَدِيدًا مُوَفَّقًا﴾.

فَسَارَ الْحُسَيْنُ عليه السلام إِلَىٰ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾.

وَلَزِمَ الطَّرِيقَ الْأَعْظَمَ ، فَقَالَ لَهُ أَهْلُ بَيْتِهِ : لَو تَنَكَّبْتَ

الطَّرِيقَ الْأَعْظَمَ كَمَا صَنَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِئَلَّا يَلْحَقَكَ الطَّلَبُ؟

فَقَالَ: ﴿لَا وَاللهِ لَا أُفَارِقُهُ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ مَا هُوَ قَاضٍ﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہ رات اپنے گھر میں گزاری۔ وہ ۲۷ رجب ۶۰ ہجری کی رات تھی۔ ولید بن عتبہ، عبداللہ بن زبیر سے بیعت لینے کے چکروں میں تھا لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا اور وہ اسی رات مدینہ سے مکہ کی طرف فرار کر گیا۔ جب صبح ہوئی تو ولید نے بنی اُمیہ کے ایک شخص کو اسی سواروں کے ہمراہ ابن زبیر کے تعاقب میں بھیجا لیکن وہ اسے تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے اور واپس لوٹ آئے۔

ہفتے کا دن ختم ہونے کو تھا کہ ولید نے کچھ لوگوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ وہ ولید کے پاس آ کر یزید کی بیعت کرنے کا بندوبست کرے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: کل صبح تک صبر سے کام لیں تاکہ تم بھی دیکھو اور ہم بھی دیکھیں کہ کیا ہوگا۔

ان لوگوں نے وہ رات انتظار میں گزاری اور کوئی اصرار نہ کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اسی رات کہ جو پیر کی شب تھی اور ماہ رجب کی دو راتیں باقی تھیں، مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں ان کی اولاد، بھائی، بھتیجے اور خاندان کے اکثر لوگ ان کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

محمد بن حنفیہؒ کو جب پتا چلا کہ آں حضرتؑ مدینہ سے روانہ ہونے کا ارادہ کر چکے ہیں اور انھیں معلوم تھا کہ وہ کس طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔

انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے بھائی! آپؑ تمام لوگوں سے میرے نزدیک محبوب ترین ہیں اور آپؑ کو جو مشکل پیش آئے گی میرے لیے انتہائی سخت ہوگی۔ میں نے نصیحت اور خیر خواہی کو آپؑ کے علاوہ کسی اور کے لیے ذخیرہ نہیں کیا ہے۔ آپؑ میری نصیحت کے لیے انتہائی شائستہ

ترین شخصیت ہیں۔ آپؑ یزید کی بیعت سے کنارہ کشی کریں، جہاں تک ہو سکے شہروں سے دُوری اختیار کریں۔

پھر لوگوں کی جانب سے اپنے سفیر روانہ کریں اور انھیں اپنی طرف بلائیں۔ اگر وہ آپؑ کی بیعت کرلیں تو اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کریں۔ اگر وہ کسی اور کے اردگرد اکٹھے ہوجائیں تو خداوند آپ کے دین و عقل کو کم نہیں کرے گا۔ آپؑ کی فضیلت و برتری اور مروّت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے اگر آپؑ شہر بہ شہر تشریف لے گئے اور لوگ گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک گروہ آپؑ کی حمایت میں ہو اور دوسرا گروہ آپؑ کے خلاف جنگ و جدال پر آمادہ ہوجائے۔ آپ ان کے نیزوں کا پہلا نشانہ بنیں اور وہ جو اپنے نفس اور ماں باپ کے اعتبار سے ساری اُمت سے بہتر ہیں ان کا خون سب سے زیادہ ضائع اور ان کے اہلِ بیتؑ ذلیل وخوار نہ ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے میرے بھائی! مَیں کہاں جاؤں؟

انھوں نے عرض کیا: آپ مکہ میں قیام کریں۔ اگر آپ کے لیے اطمینان بخش ہو تو ٹھیک ہے ورنہ صحراؤں اور بلند و بالا پہاڑوں کی طرف تشریف لے جائیں۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کریں اور دیکھیں کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ جس وقت آپ کوئی کام کریں گے تو آپ کا نظریہ اور رائے ہر کسی کی رائے اور نظریے سے بہتر ہوگی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بھائی! آپ نے خیرخواہی اور دل سوزی کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کی نظر متین اور توفیق کے ہمراہ ہے۔

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور اس

آیت کریمہ "موسیٰ مصر سے باہر گئے درحالانکہ وہ دشمن سے خوف زدہ تھے۔ انھوں نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھے اس ظالم قوم سے نجات عطا کر" کی تلاوت کی۔

انھوں نے وہی بڑا راستہ اختیار کیا جس راستے سے اکثر مسافر آتے جاتے تھے۔

انھوں نے اہلِ بیتؑ کی خدمت میں عرض کیا: جس طرح سے ابن زبیر نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ اُس صورت میں ہمارا پیچھا کرنے والے ہمیں پکڑنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس راستے کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ خدا جو چاہے حکم کرے"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مکہ میں وُرود

وَلَمَّا دَخَلَ الْحُسَيْنُ مَكَّةَ كَانَ دُخُولُهُ إِيَّاهَا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لِثَلَاثٍ مَضَيْنَ مِنْ شَعْبَانَ ، دَخَلَهَا وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾۔ (سورۂ قصص: آیت ۲۲)

ثُمَّ نَزَلَهَا وَأَقْبَلَ أَهْلُهَا يَخْتَلِفُونَ إِلَيْهِ ، وَمَنْ كَانَ بِهَا مِنَ الْمُعْتَمِرِينَ وَأَهْلِ الْآفَاقِ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ بِهَا قَدْ لَزِمَ جَانِبَ الْكَعْبَةِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَهَا وَيَطُوفُ ، وَيَأْتِي الْحُسَيْنَ علیہ السلام فِيمَنْ يَأْتِيهِ ، فَيَأْتِيهِ الْيَوْمَيْنِ الْمُتَوَالِيَيْنِ وَيَأْتِيهِ بَيْنَ كُلِّ يَوْمَيْنِ مَرَّةً ، وَهُوَ أَثْقَلُ خَلْقِ اللهِ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ ، قَدْ عَرَفَ أَنَّ أَهْلَ الْحِجَازِ لَا

يُبَايِعُونَهُ مَادَامَ الْحُسَيْنُ عليه السلام فِي الْبَلَدِ، وَأَنَّ الْحُسَيْنَ أَطْوَعُ فِي النَّاسِ مِنْهُ وَأَجَلُّ۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو شب جمعہ تھی اور ماہ شعبان کی تین راتیں بیت چکی تھیں۔ انھوں نے اس وقت یہ آیہ کریمہ پڑھی:

"اور جب موسیٰ مدین کی جانب متوجہ ہوئے تو کہا: اُمید ہے کہ میرا پروردگار مجھے راہ راست کی ہدایت فرمائے گا"۔

آپؑ نے مکہ میں قیام کیا، مکہ اور دوسرے شہروں سے عمرہ کرنے کے لیے آئے ہوئے لوگ ٹولیوں کی صورت میں آپ کی زیارت کے لیے آپ کی منزل گاہ پر حاضر ہونے لگے۔

ابن زبیر کہ جو مکہ میں کعبہ کے نزدیک نماز وطواف میں مشغول تھا، دوسرے لوگوں کے ہمراہ بعض اوقات ہر روز بلاناغہ اور بعض اوقات ہر دوسرے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کو ملنے آتا لیکن امام علیہ السلام کی مکہ میں موجودگی اس کے لیے انتہائی سخت تھی کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ جب تک آں حضرتؑ مکہ میں تشریف فرما ہیں حجاز کے لوگ اس کی بیعت نہیں کریں گے کیوں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقام ومرتبہ بالاتر اور لوگوں کا ان کی طرف رجحان زیادہ ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی روانگی سے متعلق کوفیوں کا آگاہ ہونا

وَبَلَغَ أَهْلَ الْكُوفَةِ هَلَاكُ مُعَاوِيَةَ فَأَرْجَفُوا بِيَزِيدَ، وَعَرَفُوا خَبَرَ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَامْتِنَاعَهُ مِنْ بَيْعَتِهِ، وَمَا كَانَ مِنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي ذٰلِكَ، وَخُرُوجَهُمَا إِلَى مَكَّةَ، فَاجْتَمَعَتِ الشِّيعَةُ بِالْكُوفَةِ فِي مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ،

فَذَكَرُوا هَلَاكَ مُعَاوِيَةَ فَحَمِدُوا اللهَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ سُلَيْمَانُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ هَلَكَ ، وَ إِنَّ حُسَيْنًا قَدْ تَقَبَّضَ عَلَى الْقَوْمِ بِبَيْعَتِهِ ، وَقَدْ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ ، وَأَنْتُمْ شِيعَتُهُ وَشِيعَةُ أَبِيهِ ، فَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّكُم نَاصِرُوهُ وَمُجَاهِدُو عَدُوِّهِ فَاعْلِمُوهُ، وَ إِنْ خِفْتُمُ الْفَشَلَ وَالْوَهْنَ فَلَا تَغِرُّوا الرَّجُلَ فِي نَفْسِهِ؟ قَالُوا: لَا ، بَلْ نُقَاتِلُ عَدُوَّهُ، وَنَقْتُلُ أَنْفُسَنَا دُونَهُ، قَالَ: فَكَتَبُوا:

جب کوفہ کے لوگ امیر شام کی موت سے آگاہ ہوئے تو انھوں نے یزید کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا جب کہ ان تک یہ خبر بھی پہنچ چکی تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی بیعت نہیں کی ہے۔ اسی طرح ابن زبیر نے بھی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور دونوں مکہ پہنچ چکے ہیں۔ کوفہ کے شیعوں نے سلیمان بن صُرد کے گھر اجتماع کیا اور امیر شام کی موت کی خبر کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد انھوں نے خدا کی حمد وثنا بجالائی۔

سلیمانؒ نے کہا: امیر شام کی موت ہو چکی ہے اور حسینؑ بن علیؑ نے بنی اُمیہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہے اور وہاں سے مکہ تشریف لے گئے ہیں۔ تم لوگ آپؑ اور آپؑ کے پدر بزرگوار کے شیعہ ہیں۔ اگر تم لوگ یقیناً ان کی مدد کریں اور ان کے دشمن کے خلاف جنگ کریں تو انھیں اس بات سے آگاہ کر دیں۔ اگر تم لوگ ڈرتے ہو کہ تمھارے اندر سستی و کاہلی ہے اور ان کی مدد نہیں کر سکتے تو انھیں دھوکا مت دیں۔

انھوں نے کہا: ایسا نہیں ہے، ہم ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کریں گے اور ان پر اپنی جان قربان کر دیں گے۔

سلیمانؒ نے کہا: ان کے نام خط بھیجیں اور یوں تحریر کریں:

اہلِ کوفہ کے خطوط

لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، وَالْمُسَيَّبِ ابْنِ نَجَبَةَ، وَرِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ، وَحَبِيبِ بْنِ مُظَاهِرٍ، وَشِيعَتِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: سَلَامٌ عَلَيْكَ، فَإِنَّا نَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ أَمَّا بَعْدُ: فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَصَمَ عَدُوَّكَ الْجَبَّارَ الْعَنِيدَ، الَّذِي انْتَزَى عَلَى هٰذِهِ الْأُمَّةِ فَابْتَزَّهَا أَمْرَهَا، وَغَصَبَهَا فَيْئَهَا، وَتَأَمَّرَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ رِضًى مِنْهَا، ثُمَّ قَتَلَ خِيَارَهَا وَاسْتَبْقَى شِرَارَهَا، وَجَعَلَ مَالَ اللهِ دُوْلَةً بَيْنَ جَبَابِرَتِهَا وَأَغْنِيَائِهَا، فَبُعْدًا لَهُ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ۔ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْنَا إِمَامٌ، فَأَقْبِلْ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْحَقِّ، وَالنُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ فِي قَصْرِ الْإِمَارَةِ لَسْنَا نُجَمِّعُ مَعَهُ فِي جُمُعَةٍ وَلَا نَخْرُجُ مَعَهُ إِلَى عِيدٍ، وَلَوْ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّكَ أَقْبَلْتَ إِلَيْنَا أَخْرَجْنَاهُ حَتّٰى نُلْحِقَهُ بِالشَّامِ إِنْ شَاءَ اللهُ

ثُمَّ سَرَّحُوا الْكِتَابَ مَعَ عَبْدِاللهِ بْنِ مِسْمَعٍ الْهَمْدَانِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ وَالٍ، وَأَمَرُوهُمَا بِالنَّجَاءِ، فَخَرَجَا مُسْرِعَيْنِ حَتّٰى قَدِمَا عَلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام بِمَكَّةَ، لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

وَلَبِثَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَوْمَيْنِ بَعْدَ تَسْرِيحِهِمْ بِالْكِتَابِ وَأَنْفَذُوا قَيْسَ بْنَ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيَّ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ

عَبْدِ اللهِ الْاَرحِبِی وَعمارَۃَ بْنَ عَبْدِ السَّلُولِیِّ اِلَی الْحُسَیْنِ علیہ السلام وَمَعَهُمْ نَحوٌ مِن مِائَةٍ وَخَمْسِیْنَ صَحِیفَةً مِنَ الرَّجُلِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْاَرْبَعَةِ۔

ثُمَّ لَبِثُوا یَومَیْنِ آخَرَیْنِ وَسَرَّحُوا اِلَیْهِ هَانِیَ بْنَ هَانِیَ السَّبِیعِیِّ وَسَعِیدَ بن عَبْدِاللهِ الْحَنَفِیِّ، وَكَتَبُوا اِلَیْهِ:

لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ علیہما السلام مِنْ شِیعَتِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَحَیَّ هَلَّا، فَاِنَّ النَّاسَ یَنْتَظِرُونَكَ، لَارَأْیَ لَهُمْ غَیْرَكَ، فَالْعَجَلَ الْعَجَلَ، ثُمَّ الْعَجَلَ الْمُعَجَّلَ، وَالسَّلَام۔

وَكَتَبَ شَبَثُ بْنُ رِبعِیٍّ، وَحَجَّارُ بْنُ اَبجَرَ، وَیَزِیدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رُوَیْمٍ، وَعُروَةُ ﴿عزرة﴾ بْنُ قَیْسٍ وَعَمرو بنُ الْحَجَّاجِ الزُّبَیدِیُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمرو ﴿عمیر﴾ التَّیمِیُّ ﴿التمیمی﴾: اَمَّا بَعْدُ! فَقَدِ اخْضَرَّ الْجَنَابُ ﴿الجنّات﴾ وَاَیْنَعتِ الثِّمَارُ، فَاِذَا شِئْتَ فَاقْدِمْ عَلَی جُنْدٍ لَكَ مُجَنَّدٍ، وَالسَّلَامُ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مظاہر، کوفہ کے مومنوں، مسلمانوں اور شیعیانِ حسینؑ کی طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام!

السلام علیکم! ہم حمد و سپاس بجا لاتے ہیں اس خدا کی کہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد! تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے ظالم گمراہ کرنے والے آپ کے دشمن کو توڑ

چھوڑ کر رکھ دیا۔ وہی تو ہے کہ جس نے اس اُمت پر حملہ کیا۔ ان کی مرضی کے بغیر ان کی باگ ڈور ہاتھ میں لے لی، ان کے اموال غارت کیے اور ان کی رضا کے بغیر ان کا امیر بن بیٹھا۔ اس کے بعد اُمت کے نیک و پارسا لوگوں کو شہید کیا، فسادیوں کو باقی رکھا اور مال خدا کو جابروں اور ثروت مندوں کی دولت بنا دیا لہٰذا وہ رحمتِ خدا سے دُور ہو جائیں، جس طرح قوم ثمود رحمت الٰہی سے دُور ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا کوئی امام و رہبر نہیں ہے، لہٰذا آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں، اُمید ہے کہ خداوند آپ کے مبارک وجود کے سبب ہمیں حق کے اردگرد اکٹھا کرے گا۔ کوفہ میں یزید کی طرف سے منسوب شخص نعمان بن بشیر گورنر ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہے (اور اپنے آپ کو ہمارا امیر سمجھتا ہے) لیکن ہم اس کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے نہیں جاتے ہیں اور نہ عید کے ایام میں نماز پڑھنے کے لیے اس کے ہمراہ روانہ ہوتے ہیں۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہماری طرف آرہا ہے تو ہم اسے شہر سے باہر نکال دیں گے تاکہ وہ شام کے ساتھ ملحق ہو جائے۔ ان شاء اللہ!"

کوفہ کے لوگوں نے اس خط کے دو روز بعد امام علیہ السلام کی خدمت میں اور خطوط بھی لکھے جو قیس بن مسہر صیداوی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی اور عمارہ بن عبد سلولی کو دے کر بھیجے۔ انھوں نے تقریباً ایک سو پچاس خطوط بھیجے۔ ان میں سے ہر خط ایک، دو، تین یا چار افراد کی طرف سے تھا۔ اس کے دو روز بعد پھر ہانی بن ہانی سبیعی اور

سعید بن عبداللہ حنفی کو آں حضرتؑ کی خدمت میں بھیجا اور ان کی خدمت میں یوں تحریر کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط حسین بن علی علیہ السلام کے مسلمان اور مومن شیعوں کی جانب سے آں حضرت کے نام!

اما بعد! جتنی جلدی ہو سکے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں کیوں کہ لوگ شدت سے آپ کے منتظر ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی اور ان کے پیش نظر نہیں ہے لہٰذا جلدی کریں، جلدی کریں پھر جلدی کریں، جلدی کریں۔ والسلام!

شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج اور محمد بن عمرو تیمی نے بھی یوں لکھا:

اما بعد! باغات سرسبز اور پھل پک چکے ہیں لہٰذا اگر آپ چاہیں تو ایک مسلح لشکر کی طرف جلدی سے تشریف لائیں۔ والسلام!

حضرت امام حسین علیہ السلام کا کوفہ کے لوگوں کے نام خط

وَتَلَاقَتِ الرُّسُلُ كُلُّهَا عِنْدَهُ، فَقَرَأَ الْكُتُبَ وَسَأَلَ الرُّسُلَ عَنِ النَّاسِ ، ثُمَّ كَتَبَ مَعَ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَكَانَا آخِرَ الرُّسُلِ:

﴿مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ إِلَى الْمَلَأِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ هَانِئًا وَسَعِيْدًا قَدِمَا عَلَيَّ بِكُتُبِكُمْ، وَكَانَا آخِرَ مَنْ قَدِمَ عَلَيَّ مِنْ رُسُلِكُمْ، وَقَدْ

فَهِمْتُ كُلَّ الَّذِي اقْتَصَصْتُمْ وَذَكَرْتُمْ ، وَمَقَالَةُ جُلِّكُمْ: أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْنَا إِمَامٌ فَأَقْبِلْ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْهُدٰى وَالْحَقِّ، وَإِنِّي بَاعِثٌ إِلَيْكُمْ أَخِي وَابْنَ عَمِّي وَثِقَتِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِي ، فَإِنْ كَتَبَ إِلَيَّ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ وَذَوِي الْحِجَا وَالْفَضْلِ مِنْكُمْ عَلٰى مِثْلِ مَا قَدِمَتْ بِهِ رُسُلُكُمْ وَقَرَأْتُ فِي كُتُبِكُمْ، أَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَشِيكًا إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَعَمْرِي مَا الْإِمَامُ إِلَّا الْحَاكِمُ بِالْكِتَابِ، الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ ، الدَّائِنُ بِدِيْنِ الْحَقِّ، الْحَابِسُ نَفْسَهُ عَلٰى ذَاتِ اللهِ، وَالسَّلَامُ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے (کوفہ کے) بزرگ مومنوں اور مسلمانوں کے نام!

”امابعد! ہانی اور سعید نے آپ لوگوں کے خطوط مجھ تک پہنچائے ہیں، یہ آپ لوگوں کی جانب سے بھیجے ہوئے آخری ایلچی تھے، جو کچھ آپ لوگوں نے نقل کیا اور جس کا تذکرہ کیا، میں اس سے آگاہ ہوا ہوں۔ آپ لوگوں کی زیادہ تر بات یہ ہے کہ ”ہمارا کوئی امام و رہبر نہیں ہے، لہٰذا ہماری طرف تشریف لائیں۔ ہوسکتا ہے کہ خداوند آپ کی برکت سے ہمیں حق و ہدایت کے اردگرد اکٹھا کرے“۔ اب میں آپ لوگوں کی طرف اپنے چچازاد اور اہلِ بیتؑ میں سے قابلِ وثوق شخص کو بھیج رہا ہوں۔ اگر وہ مجھے لکھے کہ تمہارے بزرگوں اور اہلِ عقل و فضل کی نگاہ اور نظریہ وہی ہے جو میں نے تمہاری طرف سے بھیجے ہوئے

خطوط میں پڑھا ہے تو ان شاء اللہ بہت جلد آپ لوگوں تک پہنچوں گا۔ مجھے میری جان کی قسم! امام اور رہبر وہی ہو سکتا ہے جو لوگوں کے درمیان قرآن کی اساس پر فیصلے کرے، عدل و انصاف کو قائم کرے۔ دین حق کا پابند ہو اور اپنے آپ کو خدا کے لیے وقف کر رکھا ہو۔ والسلام!"

حضرت امام حسین علیہ السلام کے سفیر مسلمؑ بن عقیلؑ کی کوفہ روانگی

وَدَعَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہما السلام مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام فَسَرَّحَهُ مَعَ قَيْسِ بْنِ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيِّ وَعُمَارَةَ بْنِ عَبْدٍ السَّلُولِيِّ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَرْحَبِيِّ ، وَأَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ وَكِتْمَانِ أَمْرِهِ وَاللُّطْفِ، فَإِنْ رَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ مُسْتَوْسِقِينَ ﴿مُسْتَوْثِقِينَ﴾ عَجَّلَ إِلَيْهِ بِذٰلِكَ۔

فَأَقْبَلَ مُسْلِمٌ حَتّٰى أَتَى الْمَدِينَةَ فَصَلّٰى فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَوَدَّعَ مَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ اسْتَأْجَرَ دَلِيلَيْنِ مِنْ قَيْسٍ، فَأَقْبَلَا بِهِ يَتَنَكَّبَانِ الطَّرِيقَ، فَضَلَّا وَأَصَابَهُمْ عَطَشٌ شَدِيدٌ فَعَجَزَا عَنِ السَّيْرِ، فَأَوْمَيَا لَهُ إِلٰى سَنَنِ الطَّرِيقِ بَعْدَ أَنْ لَاحَ لَهُمَا ذٰلِكَ ، فَسَلَكَ مُسْلِمٌ ذٰلِكَ السَّنَنَ وَمَاتَ الدَّلِيلَانِ عَطَشًا۔

فَكَتَبَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ علیہ السلام مِنَ الْمَوْضِعِ الْمَعْرُوفِ بِالْمَضِيقِ مَعَ قَيْسِ بْنِ مُسْهِرٍ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّنِي أَقْبَلْتُ

مِنَ الْمَدِیْنَةِ مَعَ دَلِیْلَیْنِ لِی فَجَارا عَنِ الطَّرِیْقِ فَضَلَّا وَاشْتَدَّ عَلَیْنَا ﴿علیهما﴾ الْعَطْشُ فَلَمْ یَلْبَثا أَنْ مَاتَا، وَأَقْبَلْنَا انْتَهَیْنَا إِلَی الْمَاءِ فَلَم نَنْجُ إِلَّا بِحُشَاشَةِ أَنْفُسِنَا، وَذٰلِكَ الْمَاءُ بِمَكَانٍ یُدْعَی الْمَضِیْقَ مِنْ بطنِ الْخَبْتِ، وَقَدْ تَطَیَّرْتُ مِنْ وَجْهِي هٰذَا، فَإِنْ رَأَیْتَ أَعْفَیْتَنِي مِنه وَبَعَثْتَ غَیْرِي! وَالسَّلَامُ۔

فَكَتَبَ إِلَیْهِ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ علیہما السلام ﴿أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ خَشِیْتُ أَنْ لَا یَكُونَ حَمَلَكَ عَلَی الْكِتَابِ إِلَیَّ فِي الْاِسْتِعْفَاءِ مِنَ الْوَجْهِ الَّذِي وَجَّهْتُكَ لَهُ إِلَّا الْجُبْنُ، فَامْضِ لِوَجْهِكَ الَّذِي وَجَّهْتُكَ لَهُ، وَالسَّلَامُ﴾۔

فَلَمَّا قَرَأَ مسلمٌ الْكِتَابَ قَالَ: أَمَّا هٰذَا فلستُ أَتَخَوَّفُهُ عَلٰی نَفْسِي۔ فَأَقْبَلَ حَتّٰی مَرَّ بِمَاءٍ فَنزل بِهِ ثُمَّ ارْتَحَلَ مِنْهُ، فَإِذَا رَجُلٌ یرمی الصَّیْدَ فَنَظَرَ إِلَیْهِ قَدْ رَمَی ظَبْیًا حِیْنَ أَشْرَفَ لَهُ فَصَرَعَهُ، فَقَالَ مسلمٌ: نَقْتُلُ عَدُوَّنَا إِنْ شَاءَ اللهُ ۔ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰی دَخَلَ الْكُوفَةَ ، فَنَزَلَ فِي دَارِ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَیْدٍ وَهِيَ الَّتِي تُدْعَی الْیَوْمَ دَارَ سلمِ بْنِ الْمُسَیَّبِ ۔ وَأَقْبَلَتِ الشِّیْعَةُ تَخْتَلِفُ إِلَیْهِ ، فَكُلَّمَا اجْتَمَعَ ﴿اجتمعا﴾ إِلَیْهِ مِنْهُمْ جَمَاعَةٌ قَرَأَ عَلَیْهِمْ كِتَابَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ علیہما السلام وَهُمْ یَبْكُونَ، وَبَایَعَه النَّاسُ حَتّٰی بَایَعَه مِنْهُم ثَمَانِیَةَ عَشَرَ أَلْفًا ، فَكَتَبَ مسلمٌ رحمہ اللہ إِلَی الْحُسَیْنِ علیہ السلام یُخْبِرُه بِبَیْعَةِ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ أَلْفًا وَیَأْمُرُه

بِالْقُدُومِ۔ وَجَعَلَتِ الشِّيْعَةُ تَخْتَلِفُ اِلٰى مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ حَتّٰى عُلِمَ مَكَانِهٖ ﴿بمکانه﴾۔

حسین بن علی علیہما السلام نے مسلمؑ بن عقیلؑ بن ابی طالبؑ کو طلب کیا اور انھیں قیس بن مسہر صیداوی، عمارہ بن عبد سلولی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی کے ہمراہ کوفہ کی جانب بھیجا اور انھیں تقویٰ الٰہی، دینی ماموریت کو مخفی رکھنے اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا، تاکہ تحقیق کریں اور دیکھیں کہ اگر کوفہ کے لوگ اپنے عہد کے پابند ہیں اور جو کچھ انھوں نے اپنے خطوط میں لکھا ہے ان کے مطابق آمادہ ہیں تو جتنی جلدی ہو سکے آں حضرتؑ تک اس کی اطلاع پہنچائے۔

مسلمؑ بن عقیلؑ مدینہ پہنچے، مسجدِ رسولؐ خدا میں نماز بجالائی، اپنے رشتہ داروں کو خدا حافظ کہا اور قبیلہ قیس کے دو افراد کو راہ نما کے طور پر اجیر بنا کر اپنے ہمراہ لیا۔ وہ اصلی راستے سے ہٹ کر چلتے رہے لیکن راستہ گم کر بیٹھے۔ پیاس ان پر سخت غالب آگئی یوں کہ وہ سفر کو جاری رکھنے سے عاجز آگئے چونکہ ان میں چلنے کی طاقت نہیں تھی۔ انھوں نے راستے کی علامتیں معلوم کرنے کے بعد اشارے سے وہ جناب مسلمؑ کو سمجھائیں اور خود پیاس کی شدت کی وجہ سے جان دے بیٹھے۔

مسلمؑ بن عقیلؑ جب "مضیق" کے منطقہ میں پہنچے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا جو قیس بن مسہر کے ذریعے بھیجا۔ اس خط کی عبارت یوں ہے:

اما بعد! مَیں نے مدینہ سے دو راہ نما اجیر کیے اور کوفہ کی جانب روانہ ہوا۔ ہم ان دونوں کی راہ نمائی میں اصل راستے سے ہٹ کر سفر کرتے رہے، لیکن وہ راستہ گم کر بیٹھے۔ ان پر پیاس نے شدید غلبہ کیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ دنیا سے چل بسے ہیں۔ ہم نے اپنا سفر جاری رکھا اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں پر

پانی تھا۔ البتہ ہمارے اندر بھی زندگی کی تھوڑی سی رمق باقی تھی۔ پانی کا یہ مقام درہ خبث ہے جسے مضیق کہتے ہیں۔ میں نے اس حادثے کو فال بد خیال کیا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اس ماموریت سے معاف فرمادیں اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیں۔ والسلام

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کے جواب میں یوں تحریر فرمایا:

اما بعد! مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں نے جس ماموریت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ کو بھیجا ہے اس میں تمھارا ہدف خوف کے علاوہ کچھ نہ ہو لہٰذا میں نے جس لیے آپ کو بھیجا ہے اسے جاری رکھیں۔ والسلام

جب جناب مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھا تو اپنے آپ سے کہا: یہ کہ میں خوف زدہ ہو گیا ہوں، ایسا نہیں ہے۔ اس کے بعد اپنا سفر جاری رکھا اور اس پانی تک پہنچ کر جس کا تعلق قبیلہ طی سے تھا، وہاں پر قیام کیا پھر وہاں سے بھی روانہ ہوئے۔ اچانک انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو شکار کھیلنے میں مشغول تھا۔ وہ اسے دیکھ رہے تھے کہ اس نے ایک ہرن کو تیر کا نشانہ بنایا اور زمین پر گرا دیا۔

مسلمؑ بن عقیلؑ نے اپنے آپ سے خطاب کیا: ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے دشمن کو نابود کر دیں گے۔

اس کے بعد اپنا سفر جاری رکھا اور کوفہ میں پہنچے اور مختار بن ابی عبید کے گھر گئے۔ یہ وہی گھر ہے کہ جو اب مسلم بن مسیب کے نام سے معروف ہے۔ شیعہ ان سے ملاقات کرنے کے لیے حاضر ہوئے، جب کچھ لوگ وہاں پر اکٹھے ہو گئے تو مسلمؑ بن عقیلؑ نے حسینؑ بن علیؑ کا خط انھیں پڑھ کر سنایا تو وہ گریہ کرنے لگے۔ آہستہ

آہستہ اٹھارہ ہزار افراد نے ان کی بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام خط لکھا اور انھیں آگاہ کیا کہ اٹھارہ ہزار افراد نے بیعت کرلی ہے۔ انھوں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کوفہ تشریف لے آئیں۔ مسلمؑ بن عقیلؑ کی قیام گاہ پر شیعوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری تھا کہ ان کے ٹھکانے کا راز فاش ہوگیا۔

مسلمؑ بن عقیلؑ کی کوفہ میں آمد سے یزید کا باخبر ہونا

فَبَلَغَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ذٰلِكَ وَكَانَ وَالِياً عَلَى الْكُوفَةِ مِن قِبَلِ مُعَاوِيَةَ فَأَقَرَّه يَزِيدُ عَلَيْهَا فَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ: فَاتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ وَلَا تُسَارِعُوا إِلَى الْفِتْنَةِ وَالْفُرْقَةِ، فَإِنَّ فِيهَا يَهلِكُ الرِّجَالُ، وَتُسفَكُ الدِّمَاءُ وَتُغْتَصَبُ ﴿تُغصَب﴾ الأَمْوَالُ، إِنِّي لَا أُقَاتِلُ مَن لَا يُقَاتِلُنِي، وَلَا آتِي عَلٰى مَن لَمْ يَأْتِ عَلَيَّ وَلَا أُنَبِّهُ نَائِمَكُمْ، وَلَا أَتَحَرَّشُ بِكُمْ، وَلَا آخُذُ بِالْقَرْفِ وَلَا الظِّنَّةِ وَلَا التُّهْمَةِ، وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ أَبْدَيْتُم صَفْحَتَكُمْ لِي وَنَكَثْتُم بَيْعَتَكُم وَخَالَفْتُمْ إِمَامَكُمْ، فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُه، لَأَضْرِبَنَّكُمْ بِسَيْفِي مَا ثَبَتَ قَائِمُهُ فِي يَدِي، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لِي مِنكُمْ نَاصِرٌ۔ أَمَا إِنِّي أَرجُو أَن يَكُونَ مَنْ يَعرِفُ الْحَقَّ مِنكُمْ أَكْثَرَ مِمَّن يُرْدِيهِ الْبَاطِلُ۔

فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُاللهِ بْنِ مُسلِمِ بْنِ رَبِيعَةَ الْحَضْرَمِيِّ، حَلِيفُ بَنِي أُمَيَّةَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُصْلِحُ مَا تَرٰى إِلَّا

الْغَشْمُ، اِنَّ هٰذَا الَّذِی اَنْتَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ عَدُوِّكَ رَأْیُ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ۔ فَقَالَ لَهُ النُّعْمَانُ: ﴿لئن﴾ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ فِیْ طَاعَةِ اللهِ، اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَكُوْنَ مِنَ الْاَعَزِّیْنَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللهِ ثُمَّ نَزَلَ ۔ وَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ اِلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ: اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ قَدْ قَدِمَ الْكُوْفَةَ، فَبَایَعَتْهُ الشِّیْعَةُ لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ، فَاِنْ یَكُ لَكَ فِی الْكُوْفَةِ حَاجَةٌ فَابْعَثْ اِلَیْهَا رَجُلًا قَوِیًّا، یُنَفِّذُ اَمْرَكَ وَیَعْمَلُ مِثْلَ عَمَلِكَ فِیْ عَدُوِّكَ، فَاِنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ رَجُلٌ ضَعِیْفٌ اَوْ هُوَ یَتَضَعَّفُ، ثُمَّ كَتَبَ اِلَیْهِ عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ بِنَحْوٍ مِنْ كِتَابِهِ، ثُمَّ كَتَبَ اِلَیْهِ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی خبر نعمان بن بشیر تک بھی پہنچ گئی۔ (نعمان وہ شخص ہے کہ جو امیر شام کی جانب سے کوفہ کا گورنر تھا۔ یزید نے بھی اسے اسی عہدے پر باقی رکھا ہوا تھا)۔ نعمان منبر پر گیا اور خدا کی حمد وثنا بجالائی اور کہا:

امابعد! اے خدا کے بندو! خدا سے ڈرو اور فتنہ وفساد کی طرف مت جاؤ کیوں کہ اس کی وجہ سے مرد قتل ہوں گے، خون بہایا جائے گا اور اموال غارت ہوں گے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ جو ہمارے ساتھ جنگ نہیں کرے گا ہم بھی اس کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے اور جو ہمارے اُوپر حملہ آور نہیں ہوگا ہم بھی اس پر حملہ نہیں کریں گے۔ آپ سوئے ہوئے افراد کو بیدار نہیں کریں گے، ہمیں آپ لوگوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ صرف

تہمت، بہتان اور بدگمانی کی وجہ سے آپ لوگوں کو گرفتار نہیں
کریں گے البتہ اگر آپ لوگ میرے مقابلے میں آنا چاہتے
ہو، اپنی بیعت ختم کرو گے اور اپنے پیشوا کی مخالفت کرو گے تو
مجھے اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے، جب
تک شمشیر میرے ہاتھ میں رہے گی تو تمھاری گردنیں اُڑاتا
رہوں گا اگرچہ آپ لوگوں میں سے کوئی بھی میری مدد کرنے والا
نہ ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ میں سے ایسے لوگ زیادہ ہوں گے
جو حق کو پہچانتے ہیں اور جنھیں باطل ہلاک کردے گا۔

اس دوران بنی اُمیہ کا چیلا عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ حضرمی کھڑا ہوا اور بولا: اے امیر! یہ مشکل خون گرائے بغیر حل نہیں ہوگی اور دشمن کے مقابلے میں ایسا موقف اختیار کرنا کمزور لوگوں کی رائے ہے۔

نعمان نے اسے جواب میں کہا: اگر میں خدا کی اطاعت وپیروی میں ناتواں وکمزور ہوجاؤں تو میرے لیے یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ میں خدا کی نافرمانی میں قدرت مند ہوجاؤں۔

اس کے بعد وہ منبر سے نیچے اُتر آیا۔

عبداللہ بن مسلم بھی نکلے اور یزید بن معاویہ کے نام یوں لکھا:

اما بعد! مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں آچکے ہیں اور شیعوں نے حسینؑ
ابن علیؑ کے لیے اس کی بیعت کرلی ہے، لہٰذا اگر تمھیں کوفہ کی
ضرورت ہے تو کسی طاقت ور آدمی کو بھیجو، جو اس شہر میں تمہارا
حکم لاگو کرے اور تمہارے دشمنوں کے ساتھ تمھاری طرح
(سختی) سے پیش آئے۔ کیوں کہ نعمان بن بشیر ایک کمزور اور

ناتواں شخص ہے یا کم از کم یوں اظہار کر رہا ہے کہ وہ کمزور ہے۔

اس کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی اسی طرح کا خط بھیجا۔

حکومت کوفہ کے لیے عبید اللہ بن زیاد کا انتصاب

فَلَمَّا وَصَلَتِ الْكُتُبُ اِلٰى يَزِيدَ دَعَا سَرْجُونَ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: مَا رَأْيُكَ؟ اِنَّ حُسَيْنًا قَدْ وَجَّهَ اِلَى الْكُوفَةِ مُسلمَ بنَ عَقِيلٍ يُبَايِعُ لَهُ، وَقَدْ بَلَغَنِي عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ ضَعفٌ وَقولٌ سَيِّئٌ ، فَمَنْ تَرَى اَنْ اَسْتَعمَلَ عَلَى الْكُوفَةِ؟ وَكَانَ يَزِيدُ عَاتِبًا عَلٰى عُبَيدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ سَرْجُونُ: اَرَأَيتَ مُعَاوِيَةَ لو نُشِرَ لَكَ ﴿لو يشيرُ لَكَ مُعَاوِيَةُ﴾ حَيًّا اَمَا كُنْتَ آخِذاً بِرَأْيِهِ؟ قَالَ: نَعَم۔ قَالَ: فَاَخْرَجَ سَرْجُونُ عَهدَ عُبيدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ عَلَى الْكُوفَةِ وَقَالَ:هٰذَا رَأْيُ مُعَاوِيَةَ، مَاتَ وَقَد اَمَرَ بِهٰذَا الْكِتَابِ، فَضَمَّ الْمِصْرَيْنِ اِلٰى عُبِيدِ اللهِ بْنَ زياد فقال له يزيد افعل ابعث بعهد عبيد الله اليه ثم دعا مسلم بن عَمرو الْبَاهِلِي وكَتَبَ اِلٰى عُبيدِ الله بْن زِيَادٍ معه: اَمَّا بَعدُ: فَاِنَّهُ كَتَبَ اِلَيَّ شِيعَتِي من اَهْلِ الْكُوفَةِ، يُخبِرُونِي اَنَّ ابنَ عَقِيلٍ بِهَا يَجْمَعُ الْجُمُوعَ وَيَشُقُّ ﴿ليشق﴾ عَصَا الْمُسْلِمِينَ ، فَسِرْ حِينَ تَقرأُ كِتَابِي هٰذَا حَتّٰى تَاْتِيَ الْكُوفَةَ، فَتطلَبَ ابْنَ عَقِيلٍ طَلَبَ الْخُرْزَةِ حَتّٰى تَثْقَفَهُ

فَتُوثِقَهُ أَوْ تَقْتُلَهُ أَوْ تَنْفِيَهُ، وَالسَّلَام۔

جب یزید کے پاس مذکورہ خطوط پہنچے تو اس نے معاویہ کے غلام سرجون کو طلب کیا اور اس سے کہا: اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟۔ حسینؑ نے مسلمؑ ابن عقیلؑ کو کوفہ میں بھیجا ہے تاکہ وہ ان سے حسینؑ بن علیؑ کے لیے بیعت لے۔ دوسری طرف سے مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ نعمان بن بشیر کمزور شخص ہے اور نہ ہی اس سے اس بارے میں کوئی سخت بات سنی گئی ہے۔ تیری رائے کے مطابق کوفہ کے لیے کس کا انتخاب مناسب ہے؟

یہ اس دور کی بات ہے کہ جب یزید بصرہ کے والی عبیداللہ بن زیاد سے کوئی زیادہ راضی نہیں تھا۔

سرجون نے کہا: اگر تیرا باپ زندہ ہوتا اور اس بارے میں رائے دیتا تو کیا تم اس کی رائے پر عمل پیرا ہوتے؟

یزید نے کہا: ہاں۔

سرجون نے حکومت کوفہ کے لیے امیر شام کی طرف سے عبیداللہ بن زیاد کے انتصاب کا حکم نکالا، یزید کو دکھایا اور کہا: تیرے باپ کی رائے۔ وہ مرچکا ہے درحالانکہ اس نے یہ حکم لکھنے کا فرمان صادر کیا تھا لہٰذا دونوں شہر یعنی بصرہ و کوفہ اس کے سپرد کردو۔

یزید نے کہا: ایسا ہی کروں گا۔ عبید کے انتصاب کا حکم بھیج دو۔ اس کے بعد مسلم بن عمرو باہلی کو بلایا اور اس کے ہاتھ عبیداللہ بن زیاد کے نام خط بھیجا۔ اس خط کی عبارت یوں تھی:

امابعد! اہلِ کوفہ سے میری اطاعت کرنے والوں نے یوں لکھا ہے کہ ابن عقیل وہاں پر لشکر اکٹھا کر رہا ہے تاکہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالے۔ لہٰذا جونہی میرا

خط پڑھو تو فوراً کوفہ جاؤ اور ابن عقیلؓ کو یوں تلاش کرو جیسے (گم شدہ گوہر کو) جوہری تلاش کرتا ہے۔ (اسے تلاش کرنے کے بعد) یا اسے گرفتار کرلو، یا قتل کردو یا شہر بدر کردو۔

عبیداللہ بن زیاد کا کوفہ کی طرف جانا

وَسَلَّمَ إِلَيْهِ عَهْدَهُ عَلَى الْكُوفَةِ.

فَسَارَ مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى عُبَيْدِ اللهِ بِالْبَصْرَةِ، فَأَوْصَلَ إِلَيْهِ الْعَهْدَ وَالْكِتَابَ.

فَأَمَرَ عُبَيْدُ اللهِ بِالْجِهَازِ مِنْ وَقْتِهِ، وَالْمَسِيرِ وَالتَّهَيُّؤِ إِلَى الْكُوفَةِ مِنَ الْغَدِ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ وَاسْتَخْلَفَ أَخَاهُ عُثْمَانَ، وَأَقْبَلَ إِلَى الْكُوفَةِ وَمَعَهُ مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ وَشَرِيكُ بْنُ أَعْوَرَ الْحَارِثِيُّ وَحَشَمُهُ وَأَهْلُ بَيْتِهِ، حَتّٰى دَخَلَ الْكُوفَةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَهُوَ مُتَلَثِّمٌ، وَالنَّاسُ قَدْ بَلَغَهُمْ إِقْبَالُ الْحُسَيْنِ عليه السلام إِلَيْهِمْ فَهُمْ يَنْتَظِرُونَ قُدُومَهُ، فَظَنُّوا حِينَ رَأَوْا عُبَيْدَ اللهِ أَنَّهُ الْحُسَيْنُ، فَأَخَذَ لَا يَمُرُّ عَلٰى جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا سَلَّمُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا: مَرْحَبًا بِابْنِ رَسُولِ اللهِ، قَدِمْتَ خَيْرَ مَقْدَمٍ.

فَرَأَى مِنْ تَبَاشُرِهِمْ بِالْحُسَيْنِ مَا سَاءَهُ، فَقَالَ مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو لَمَّا أَكْثَرُوا: تَأَخَّرُوا هٰذَا الْأَمِيرُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ. وَسَارَ حَتّٰى وَافَى الْقَصْرَ فِي اللَّيْلِ، وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ قَدِ

اَلْتَفُّوا بِهِ لَا یَشُکُّوْنَ اَنَّهٗ الْحُسَیْنُ علیہ السلام، فَاَغْلَقَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ عَلَیْهِ وَعَلٰی حَامَّتِهٖ ﴿خاصتہ﴾، فَنَادَاهُ بَعْضُ مَنْ کَانَ مَعَهٗ لِیَفْتَحَ لَهُمُ الْبَابَ، فَاطَّلَعَ اِلَیْهِ النُّعْمَانُ وَهُوَ یَظُنُّهٗ الْحُسَیْنَ فَقَالَ: اُنْشُدُکَ اللهَ اِلَّا تَنَحَّیْتَ، وَاللهِ مَا اَنَا مُسَلِّمٌ اِلَیْکَ اَمَانَتِیْ، وَمَا لِیْ فِیْ قِتَالِکَ مِنْ اَرَبٍ، فَجَعَلَ لَا یُکَلِّمُهٗ، ثُمَّ اِنَّهٗ دَنَا وَتَدَلَّی النُّعْمَانُ مِنْ شَرَفٍ فَجَعَلَ یُکَلِّمُهٗ، فَقَالَ: اِفْتَحْ لَا فَتَحْتَ، فَقَدْ طَالَ لَیْلُکَ۔ وَسَمِعَهَا اِنْسَانٌ خَلْفَهٗ فَنَکَصَ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ مِنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ عَلٰی اَنَّهٗ الْحُسَیْنُ فَقَالَ: اَیْ قَوْمِ! ابْنُ مَرْجَانَةَ وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ۔ فَفَتَحَ لَهُ النُّعْمَانُ وَدَخَلَ وَضَرَبُوا الْبَابَ فِیْ وُجُوْهِ النَّاسِ فَانْفَضُّوْا۔

وَاَصْبَحَ فَنَادٰی فِی النَّاسِ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ۔ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ، فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَّانِیْ مِصْرَکُمْ وَثَغْرَکُمْ وَفَیْئَکُمْ، وَاَمَرَنِیْ بِاِنْصَافِ مَظْلُوْمِکُمْ وَ اِعْطَاءِ مَحْرُوْمِکُمْ، وَالْاِحْسَانِ اِلٰی سَامِعِکُمْ وَمُطِیْعِکُمْ کَالْوَالِدِ الْبَرِّ، وَسَوْطِیْ وَسَیْفِیْ عَلٰی مَنْ تَرَکَ اَمْرِیْ وَخَالَفَ عَهْدِیْ، فَلْیُبْقِ ﴿فلیتق﴾ امْرُؤٌ عَلٰی نَفْسِهٖ، ﴿اَلصِّدْقُ یُنْبِیْ عَنْکَ لَا الْوَعِیْدُ﴾۔ ثُمَّ نَزَلَ فَاَخَذَ الْعُرَفَاءَ وَالنَّاسَ اَخْذًا شَدِیْدًا فَقَالَ: اُکْتُبُوْا اِلَی الْعُرَفَاءِ وَمَنْ فِیْکُمْ مِنْ

طَلَبَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَنْ فِيكُم مِنَ الْحَرُورِيَّةِ وَأَهْلِ الرَّيْبِ، الَّذِينَ رَأْيُهُمُ الْخِلَافُ وَالشِّقَاقُ، فَمَنْ يَجِيءُ بِهِمْ لَنَا فَبَرِيءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكْتُبْ لَنَا أَحَداً فَلْيَضْمَنْ لَنَا مَا فِي عِرَافَتِهِ أَلَّا يُخَالِفَنَا مِنْهُمْ مُخَالِفٌ، وَلَا يَبْغِ عَلَيْنَا مِنْهُمْ بَاغٍ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَحَلَالٌ لَنَا دَمُهُ وَمَالُهُ، وَأَيُّمَا عَرِيفٍ وُجِدَ فِي عِرَافَتِهِ مِنْ بُغْيَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَحَدٌ لَمْ يَرْفَعْهُ إِلَيْنَا، صُلِبَ عَلَى بَابِ دَارِهِ، وَأُلْغِيَتْ تِلْكَ الْعِرَافَةُ مِنَ الْعَطَاءِ۔

عبیداللہ بن زیاد نے اسی وقت حکم دیا کہ زاد راہ تیار کیا جائے تا کہ کل کوفہ کی طرف روانہ ہوا جائے۔ جب وہ بصرہ سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو اپنا جانشین بنایا اور کوفہ کی طرف چل نکلا۔ اس سفر میں اس کے ہمراہ مسلم بن عمرو باہلی، شریک بن اعور حارثی، حشم اور کچھ اس کے رشتہ دار تھے۔ جب وہ کوفہ میں داخل ہوئے تو عبیداللہ ابن زیاد نے سر پر سیاہ عمامہ رکھا اور منہ لپیٹا ہوا تھا۔ چوں کہ لوگوں نے یہ سن رکھا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں لہٰذا ان کی انتظار میں تھے۔ اسی وجہ سے جب انھوں نے عبیداللہ کو دیکھا تو سمجھے کہ وہ حسینؑ بن علیؑ ہیں۔ وہ جہاں سے بھی گزرتا لوگ اس کا استقبال کرتے، اسے سلام کرتے اور کہتے: اے فرزندِ رسولؐ! مرحبا! خوش آمدید، آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔

ابن زیاد نے یہ منظر دیکھا تو سخت ناراض ہوا۔ مسلم بن عمرو نے جب دیکھا کہ بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں تو اس نے کہا: پیچھے ہٹ جاؤ، یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہے۔

ابن زیاد جب محل کے نزدیک پہنچا تو شام کا وقت تھا۔ اس کے اردگرد کچھ

لوگوں کا جمگھٹا تھا اور انھیں اس میں ذرا برابر شک نہیں تھا کہ وہ حسینؑ بن علیؑ ہی ہیں۔ نعمان بن بشیر کہ جو کوفہ کا گورنر تھا اور اسے اپنے معزول ہونے کی کوئی خبر نہیں تھی، نے ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے لیے دروازہ نہ کھولا۔

ابن زیاد کے بعض ساتھیوں نے پکار کر کہا: دروازہ کھولو۔

نعمان بن بشیر نے اس خیال سے کہ یہ حسینؑ بن علیؑ اور ان کے ساتھی ہیں، کہا: میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہاں سے چلے جائیں۔ خدا کی قسم! جو امانت میرے سپرد ہے (حکومتِ کوفہ) وہ آپ کے حوالے نہیں کروں گا اور نہ ہی مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت تک عبیداللہ نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھا اور نعمان محل کے اُوپر سے آگے آیا ہوا تھا اور نیچے کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔

ابن زیاد نے جو اس کے قریب ہو چکا تھا، آرام سے کہا: دروازہ کھولو، خدا تمھارے اُوپر سعادت کے دروازے نہ کھولے، تمھاری رات لمبی ہو چکی ہے۔

جو کوئی شخص ابن زیاد کے پیچھے کھڑا تھا اس نے یہ بات سن لی اور ان لوگوں سے کہ جنھوں نے ابن زیاد کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا اور یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ حسینؑ بن علیؑ ہیں، کہا: اے لوگو! میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے، یہ ابن مرجانہ ہے۔ اس کے بعد نعمان نے دروازہ کھول دیا اور عبیداللہ ابن زیاد اندر داخل ہوا تو محافظوں نے لوگوں کے لیے دروازہ بند کر دیا اور لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے۔

جب صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگوں کو بلند آواز سے نماز جماعت میں شامل ہونے کے لیے کہا، لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ابن زیاد ان کے پاس آیا (اور مسجد میں جا کر منبر پر بیٹھا) اس نے خدا کی حمد و ثنا بجا لانے کے بعد کہا:

امابعد! امیرالمومنین (یزید) نے مجھے تمھارے شہر، سرحدوں اور اموال کا والی (گورنر) بنایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ مظلوموں سے انصاف اور آپ کے محروموں کو حق عطا کروں، نیز ان لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کروں جو بات سنتے اور حکم کی اطاعت و فرماں برداری کرتے ہیں۔ اسی طرح مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ کوڑے اور تلوار ان لوگوں کے لیے کھول کر رکھوں جو میرے حکم کو ترک اور میرے فرمان کی مخالفت کریں لہٰذا ضروری ہے کہ ہر کوئی اپنے آپ سے خوف زدہ ہو (اور اپنی گفتگو میں ایک ضرب المثل بھی استعمال کی)۔ سچائی آپ کو مصیبت سے دُور کرتی ہے نہ کہ تہدید اور دھمکی۔

اس کے بعد وہ منبر سے نیچے اُترا اور خواص و عوام پر سختی شروع کردی اور کہا: مجھے مشہور افراد اور یزید کے طرف داروں کے نام لکھ کر دو۔ اسی طرح ان لوگوں کے نام بھی دو جو حروریہ (خوارج) ہیں، نیز ان لوگوں کے اسما بھی دو جو شک و تردید میں مبتلا ہیں۔ لوگوں کے درمیان اختلاف ایجاد کرنے، اختلاف ڈالنے کے چکر میں ہیں۔ جو کوئی ان لوگوں کو پکڑ کر ہمارے پاس لاسکتا ہے وہ امان میں ہوگا، لیکن وہ لوگ جو ان کے نام نہ دیں تو ضروری ہے کہ وہ ضمانت دیں کہ وہ جن لوگوں کو جانتے ہیں (ان کے ساتھ مل کر) ہمارے خلاف شورش برپا نہیں کریں گے۔ اگر انھوں نے ہمارے خلاف کوئی سازش کی تو پھر ہمارے اُوپر ان کا کوئی حق نہیں اور ان کا خون اور مال

ہمارے اُوپر حلال ہوگا۔ اگر کسی قبیلے کا وڈیرا اپنے لوگوں میں سے جانتا ہو کہ فلاں شخص یزید کا مخالف ہے، ہمیں نہ بتائے اور اسے پکڑ کر ہمارے سپرد نہ کرے تو وہ اپنے گھر کے دروازے پر سولی پر لٹکایا جائے گا اور اس کے حقوق بھی سلب کر لیے جائیں گے۔

مسلمؑ بن عقیلؑ کا ہانی کے گھر قیام

وَلَمَّا سَمِعَ مُسلِمَ بْنَ عَقِيْلٍ رضي الله عنه بِمَجِيءِ عبيدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ الْكُوفَةِ ، وَمَقَالَتِهِ الَّتِي قَالَهَا ، وَمَا أَخَذَ بِهِ الْعُرَفَاءَ وَالنَّاسَ، خَرَجَ مِنْ دَارِ الْمُخْتَارِ حَتَّى انْتَهى إِلٰى دَارِ هَانِيْ بْنِ عُروَةَ فَدَخَلَهَا ، وَأَخذتِ الشِّيعَةُ تَخْتَلِفُ إِلَيْهِ فِي دَارِ هَانِيْ عَلٰى تَسَتُّرٍ وَاسْتِخفَاءٍ مِن عُبيدِ اللهِ، وَتَوَاصَوا بِالْكِتمَانِ۔

فَدَعا ابنُ زِيَادٍ مولىً لَهُ يُقَالَ لَهُ مَعْقَلٌ ، فَقَالَ: خُذْ ثَلَاثَةَ آلَافِ دِرهمٍ، ثُمَّ اطْلُبْ مُسلمَ بْنَ عَقِيْلٍ وَالْتَمِسْ أَصْحَابَهُ، فَإِذَا ظَفَرْتَ بِوَاحِدٍ مِنهُمْ أَوْ جَمَاعَةٍ فَأَعْطِهِمْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ آلَافَ درهمٍ، وَقُلْ لَهُمْ: اِسْتَعِينُوا بِهَا عَلٰى حَرْبِ عَدُوِّكُمْ ، وَأَعلِمْهُمْ أَنَّكَ مِنهم، فَإِنَّكَ لَوْ قَدْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُم لَقَدِ اطْمَأَنُّوا إِلَيْكَ وَوَثِقُوا بِكَ وَلَم يَكْتِمُوكَ شَيْئًا مِن أَخْبَارِهِمْ، ثُمَّ اغدُ عَلَيْهِمْ وَرُحْ حَتّٰى تَعرِفَ مُسْتَقَرَّ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ، وَتَدْخُلَ عَلَيْهِ۔

فَفَعَلَ ذٰلِكَ وَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى مُسْلِمِ بْنِ عَوْسَجَةِ الاَسَدِيِّ فِي الْمَسْجِدِ الاَعْظَمِ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَمِعَ قَوْمًا يَقُوْلُوْنَ: هٰذَا يُبَايِعُ لِلْحُسَيْنِ، فَجَاءَ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ! اِنِّي امْرُؤٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ بِحُبِّ أَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ وَحُبِّ مَنْ أَحَبَّهُمْ، وَتَبَاكٰى لَهُ وَقَالَ: مَعِي ثَلَاثَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ، أَرَدْتُ بِهَا لِقَاءَ رَجُلٍ مِنْهُمْ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدِمَ الْكُوْفَةَ يُبَايِعُ لِابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ، فَكُنْتُ اُرِيْدُ لِقَاءَهُ فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَدُلُّنِي عَلَيْهِ وَلَا أَعْرِفُ مَكَانَهُ، فَاِنِّي لَجَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ الآنَ اِذْ سَمِعْتُ نَفَرًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْلُوْنَ: هٰذَا رَجُلٌ لَهُ عِلْمٌ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَ اِنِّي أَتَيْتُكَ لِتَقْبِضَ مِنِّي هٰذَا الْمَالَ وَتُدْخِلُنِي عَلٰى صَاحِبِكَ، فَاِنَّمَا أَنَا أَخٌ مِنْ اِخْوَانِكَ وَثِقَةٌ عَلَيْكَ، وَ اِنْ شِئْتَ أَخَذْتَ بَيْعَتِي لَهُ قَبْلَ لِقَائِهِ۔

فَقَالَ لَهُ مُسْلِم بْنِ عَوْسَجة رحمه الله: أَحْمَدُ اللهَ عَلٰى لِقَائِكَ اِيَّايَ فَقَدْ سَرَّنِي ذٰلِكَ، لِتَنَالَ الَّذِي تُحِبُّ، وَلِيَنْصُرَ اللهُ بِكَ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّهِ عليهم السلام، وَلَقَدْ سَاءَنِي مَعْرِفَةُ النَّاسِ اِيَّايَ بِهٰذَا الأَمْرِ قَبْلَ أَنْ يَتِمَّ، مَخَافَةَ هٰذَا الطَّاغِيَةِ وَسَطْوَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: لَا يَكُوْنُ اِلَّا خَيْرًا، خُذِ الْبَيْعَةَ عَلَيَّ، فَأَخَذَ بَيْعَتَهُ وَأَخَذَ عَلَيْهِ الْمَوَاثِيْقَ الْمُغَلَّظَةَ لَيُنَاصِحَنَّ وَلَيَكْتُمَنَّ، فَأَعْطَاهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا رَضِيَ بِهِ، ثُمَّ

قَالَ لَهُ: اخْتَلِفْ اِلَيَّ اَيَّامًا فِي مَنْزِلِي فَاَنَا طَالِبٌ لَكَ الاذن عَلٰى صَاحِبِكَ، فَاَخَذَ يَخْتَلِفُ مَعَ النَّاسِ، فَطَلَبَ لَهُ الاذن فَاَذِنَ لَهُ، فَاَخَذَ مُسلم بن عَقِيلٍ علیہ السلام بَيْعَتَهُ، وَاَمَرَ اَبَا ثُمَامَةَ الصَّائِدِيَّ فَقَبَضَ الْمَالَ مِنْهُ، وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَقْبِضُ اَمْوَالَهُمْ وَمَا يُعِينُ بِهِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَيَشْتَرِي لَهُمُ السِّلَاحَ، وَكَانَ بَصِيْرًا وَمِنْ فُرْسَانِ الْعَرَبِ وَوُجُوهِ الشِّيْعَةِ۔

وَاَقْبَلَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ يَخْتَلِفُ اِلَيْهِمْ، وَهُوَ اَوَّلُ دَاخِلٍ وَآخِرُ خَارِجٍ، حَتّٰى فَهِمَ، مَا احْتَاجَ اِلَيْهِ ابْنُ زِيَادٍ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَكَانَ يُخْبِرُهُ بِهِ وَقْتًا فَوَقْتًا۔

وَخَافَ هَانِئُ بْنُ عُرْوَةَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ عَلٰى نَفْسِهِ فَانْقَطَعَ مِنْ حُضُورِ مَجْلِسِهِ وَتَمَارَضَ، فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ لِجُلَسَائِهِ: مَا لِي لَا اَرَى هَانِئًا؟ فَقَالُوا: هُوَ شَاكٍ، فَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ بِمَرَضِهِ لَعُدْتُهُ۔

مسلمؑ بن عقیلؑ نے جب سنا کہ عبیداللہ ابن زیاد کوفہ میں داخل ہو چکا ہے، لوگوں کے ساتھ اس کی سخت لہجے میں گفتگو سے آگاہ ہوئے اور مشہور و معروف اشخاص کے ساتھ اس کی سخت گیری سے باخبر ہوئے تو وہ مختار کے گھر سے نکلے اور ہانی بن عروہؓ کے گھر چلے گئے۔ اس کے بعد شیعوں کی مسلمؑ ابن عقیلؑ کے پاس آمد و رفت مخفی طور پر ہانی کے گھر میں ہوتی رہی اور وہ ایک دوسرے سے کہتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ابن زیاد کے نوکر اس جگہ سے آگاہ ہو جائیں۔

ابن زیاد کا ایک غلام تھا کہ جس کا نام معقل تھا، اس نے اسے بلایا اور کہا:

تین ہزار درہم لے لو اور مسلم ابن عقیلؑ کا ٹھکانہ تلاش کرو۔ نیز اس کے اصحاب اور دوستوں کا پتا لگاؤ۔ اگر تمھیں ان میں سے کوئی ایک یا کوئی گروہ مل جائے تو یہ دینار اسے دینا اور کہنا کہ اس رقم کو اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے خرچ کرنا۔ انھیں یہ باور کرانا کہ تم بھی انھی میں سے ہو کیوں کہ اگر تم انھیں رقم دو گے تو وہ تمھارے اُوپر اعتماد کرلیں گے اور تمھیں ضروری معلومات دیں گے اور تم سے کوئی راز پوشیدہ نہیں رکھیں گے۔ اس کے بعد صبح وشام ان کے ساتھ نشست و برخاست کرو تاکہ تمھیں مسلمؑ بن عقیلؑ کی قیام گاہ کا پتا چل جائے۔ اس کے بعد اس کے پاس جانا۔

معقل نے اسی طرح عمل کیا، وہ سب سے پہلے مسجد اعظم میں آیا اور جا کر مسلم بن عوسجہ اسدیؓ کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ اس دوران اس نے لوگوں سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ یہ شخص (مسلم بن عوسجہؓ) حسین علیہ السلام کے لیے بیعت لے رہا ہے۔ غلام مزید آگے بڑھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جب اس کی نماز ختم ہوگئی تو اس نے کہا: اے خدا کے بندے! میں شام کا رہنے والا ہوں، خدا نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے کہ مَیں اہلِ بیتؑ کا دوست بنوں نیز دوستوں کا بھی دوست بنوں۔

اس دوران اُس نے گریہ کرتے ہوئے کہا: میرے پاس تین ہزار درہم ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے کسی شخص سے ملاقات کروں اور یہ رقم اسے پیش کروں۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کوفہ میں آچکا ہے اور رسولؐ خدا کی بیٹی کے فرزند کے لیے بیعت لے رہا ہے۔ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں لیکن ابھی تک مجھے کوئی بھی ایسا شخص نہیں ملا کہ مجھے ان کی قیام گاہ کا پتا دے اور مجھے ان کی قیام گاہ کی کوئی خبر نہیں ہے۔ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ بعض مومنین سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ یہ شخص اس گھر والوں کو پہچانتا ہے۔ اب میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ

یہ رقم مجھ سے لے لیں اور مجھے ان کے پاس لے چلیں کیوں کہ میں آپ کے قابل اعتماد بھائیوں میں سے ہوں۔ اگر آپ ان کے ساتھ ملاقات کرنے سے قبل مجھ سے بیعت لے لیں تو میں حاضر ہوں۔

مسلم بن عوسجہؓ نے اس سے کہا: میں اس خدا کا شکرگزار ہوں کہ جس نے تمھارے ساتھ ملاقات کی توفیق عطا کی، تمھیں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ تم اپنی آرزو تک بھی پہنچ جاؤ گے نیز خداوند متعال تمھارے وسیلہ سے اہلِ بیتؑ پیغمبرؐ کی مدد بھی کرے گا۔ میں اس طاغوت (ابن زیاد) کے خوف اور رُعب و دبدبے کی وجہ سے پسند نہیں کرتا اور مجھے تکلیف ہوگی کہ وہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچنے سے قبل لوگوں کو کسی چیز کا پتا چل جائے۔

معقل نے کہا: (آپ مطمئن رہیں) اچھائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، مجھ سے بیعت لے لو۔

مسلم بن عوسجہؓ نے اس سے بیعت لی نیز اس سے سخت قسم کا عہد و پیمان لیا کہ جس میں خیر اندیشی کے سوا کوئی ہدف نہ ہو اور اس صورت حال کو مخفی رکھنا۔ معقل نے بھی ان وعدوں کو قبول کیا اور انھیں اس طرح سے اطمینان دلایا کہ مسلم بن عوسجہؓ راضی ہو گئے۔

اس کے بعد اُس سے کہا: کچھ دنوں تک میرے گھر میں آمد و رفت رکھو تا کہ ان سے تمھارے لیے ملاقات کی اجازت حاصل کرسکوں۔

معقل لوگوں کے ہمراہ ان کے گھر میں آتا جاتا رہا اور ادھر سے مسلم بن عوسجہؓ نے اس کے لیے ملاقات کی اجازت لے لی۔ جس وقت وہ مسلمؑ بن عقیلؑ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی اس سے بیعت لی اور ابوثمامہ صائدی کو حکم دیا کہ اس سے دینار لے لے۔ ابوثمامہ صائدیؒ اموال کی نگہداری اور لوگوں کی مالی امداد کا مسئول تھا

تا کہ ان سے لوگوں کے لیے اسلحہ خرید کر سکتا۔ وہ ایک بابصیرت، روشن خیال، عرب کے بہادروں اور شیعہ بزرگان میں سے تھا۔ یہ شخص (معقل) جناب مسلم بن عقیلؑ کے ہاں آتا جاتا رہا، وہ سب سے پہلے آتا اور سب سے آخر میں جاتا تھا۔ وہ تمام کی تمام اطلاعات کہ جن کی ابن زیاد کو احتیاج تھی، اکٹھی کرتا رہتا اور فوراً ابن زیاد تک پہنچاتا۔

ہانی بن عروہ (مسلمؑ بن عقیلؑ جن کے گھر میں رہ رہے تھے) کو عبیداللہ بن زیاد سے اپنی جان کا خطرہ تھا لہٰذا وہ اس کے ہاں نہیں جاتے اور انھوں نے اپنے آپ کو مریض بنا رکھا تھا۔

ابن زیاد نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: کیا ہوا ہے کہ میں اس مجلس میں ہانی کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: وہ مریض ہے۔

اس نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کی عیادت کے لیے جاتا۔

ہانیؓ کے خلاف سازش

وَدَعَا مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ وَأَسْمَاءَ بْنَ خَارِجَةَ وَعَمْرَو بْنَ الْحِجَّاجِ الزُّبَيْدِيَّ، وَكَانَتْ رُوَيْحَةُ بِنْتُ عَمْرٍو تَحْتَ هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ وَهِيَ أُمُّ يَحْيَى بْنِ هَانِئٍ، فَقَالَ لَهُمْ: مَا يَمْنَعُ هَانِئَ بْنَ عُرْوَةَ مِنْ إِتْيَانِنَا؟ فَقَالُوا: مَا نَدْرِي وَقَدْ قِيلَ إِنَّهُ يَشْتَكِي، قَالَ: قَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ بَرِئَ وَهُوَ يَجْلِسُ عَلَى بَابِ دَارِهِ فَالْقَوْهُ وَمُرُوهُ أَلَّا يَدَعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّنَا، فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ يَفْسُدَ عِنْدِي مِثْلُهُ مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ۔

فَأَتَوْهُ حَتّٰى وَقَفُوا عَلَيْهِ عَشِيَّةً وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰى بَابِهِ ، فَقَالُوا: مَا يَمْنَعُكَ مِن لِقَاءِ الْأَمِيرِ فَإِنَّهُ قَدْ ذَكَرَكَ وَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّهُ شَاكٍ لَعُدْتُهُ، فَقَالَ لَهُمْ: الشَّكْوىٰ تَمْنَعُنِي، فَقَالُوا لَهُ: قَدْ بَلَغَهُ أَنَّكَ تَجلِسُ كُلَّ عَشِيَّةٍ عَلٰى بَابِ دَارِكَ ، وَقَدِ اسْتَبْطَأَكَ وَالْإِبْطَاءُ وَالْجَفَاءُ لَا يَحْتَمِلُهُ السُّلْطَانُ، أَقْسَمْنَا عَلَيْكَ لَمَّا رَكِبتَ مَعَنَا، فَدَعَا بِثِيَابِهِ فَلَبِسَهَا ، ثُمَّ دَعَا بِبَغلَتِهِ فَرَكِبَهَا ، حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنَ الْقَصرِ كَأَنَّ نَفسَهُ أَحَسَّتْ بِبَعْضِ الَّذِي كَانَ، فَقَالَ لِحَسَّانِ بْنِ أَسْمَاءَ بْنِ خَارِجَةَ: يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي وَاللهِ لِهٰذَا الرَّجُلِ لَخَائِفٌ ، فَمَا تَرىٰ؟ قَالَ: أَيْ عَمِّ! وَاللهِ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكَ شَيْئًا، وَلَمْ تَجْعَلْ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيلًا، وَلَمْ يَكُنْ حَسَّانَ يَعْلَمُ فِي أَيِّ شَيْءٍ بَعَثَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ اللهِ۔

فَجَاءَ هَانِئٌ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى ابْنِ زِيَادٍ وَمَعَهُ الْقَوْمُ، فَلَمَّا طَلَعَ قَالَ ابْنُ زِيَادٍ: أَتَتْكَ بِخَائِنٍ رِجلَاهُ۔ فَلَمَّا دَنَا مِنَ ابْنِ زِيَادٍ وَعِنْدَهُ شُرَيحٌ الْقَاضِي الْتَفَتَ نَحْوَهُ فَقَالَ:

أُرِيدُ حِبَاءَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي
عَذِيرَكَ مِنْ خَلِيلِكَ مِنْ مُرَادِ

وَقَدْ كَانَ أَوَّلَ مَا دَخَلَ عَلَيْهِ مُكْرِمًا لَهُ مُلطِفًا ، فَقَالَ لَهُ هَانِئٌ: وَمَا ذٰلِكَ أَيُّهَا الْأَمِيرُ؟ قَالَ: إِيهٍ يَا هَانِئَ بْنَ عُرْوَةَ، مَا هٰذِهِ، الْأُمُورُ الَّتِي تَرَبَّصُ فِي دَارِكَ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ

وَعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ؟ جِئْتَ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ فَأَدْخَلْتَهُ دَارَكَ وَجَمَعْتَ لَهُ السِّلَاحَ وَالرِّجَالَ فِي الدُّورِ حَوْلَكَ، وَظَنَنْتَ أَنَّ ذٰلِكَ يَخْفٰى عَلَيَّ؟ فَقَالَ: مَا فَعَلْتُ، وَمَا مُسْلِمٌ عِنْدِي، قَالَ: بَلٰى قَدْ فَعَلْتَ. فَلَمَّا كَثُرَ ذٰلِكَ بَيْنَهُمَا، وَأَبِي هَانِئٌ إِلَّا مُجَاحَدَتَهُ وَمُنَاكَرَتَهُ، دَعَا ابْنُ زِيَادٍ مَعْقِلًا ذٰلِكَ الْعَيْنَ فَجَاءَ حَتّٰى وَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَعَلِمَ هَانِئٌ عِنْدَ ذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ عَيْنًا عَلَيْهِمْ، وَأَنَّهُ قَدْ أَتَاهُ بِأَخْبَارِهِمْ، فَأُسْقِطَ فِي يَدِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَاجَعَتْهُ نَفْسُهُ فَقَالَ: اِسْمَعْ مِنِّي وَصَدِّقْ مَقَالَتِي، فَوَاللهِ لَا كَذَبْتُ، وَاللهِ مَا دَعَوْتُهُ إِلٰى مَنْزِلِي، وَلَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ حَتّٰى جَاءَنِي يَسْأَلُنِي النُّزُولَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَدِّهِ، وَدَخَلَنِي مِنْ ذٰلِكَ ذِمَامٌ فَضَيَّفْتُهُ وَآوَيْتُهُ، وَقَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ بَلَغَكَ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُعْطِيَكَ الْآنَ مَوْثِقًا مُغَلَّظًا إِلَّا أَبْغِيَكَ سُوءًا وَلَا غَائِلَةً، وَلَآتِيَنَّكَ حَتّٰى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِكَ، وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتُكَ رَهِينَةً تَكُونُ فِي يَدِكَ حَتّٰى آتِيَكَ، وَأَنْطَلِقَ إِلَيْهِ فَآمُرَهُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ دَارِي إِلٰى حَيْثُ شَاءَ مِنَ الْأَرْضِ، فَأَخْرُجَ مِنْ ذِمَامِهِ وَجِوَارِهِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: وَاللهِ لَا تُفَارِقُنِي أَبَدًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي بِهِ، قَالَ: لَا وَاللهِ لَا آتِيكَ بِهِ أَبَدًا، أَجِيئُكَ بِضَيْفِي تَقْتُلُهُ؟! قَالَ: وَاللهِ لَتَأْتِيَنِّي بِهِ، قَالَ: لَا وَاللهِ لَا آتِيكَ بِهِ. فَلَمَّا كَثُرَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا قَامَ

مُسلمُ بنُ عمرٍو البَاهِلِيّ وَلَيْسَ بِالكُوفَةِ شَامِيٌّ وَلَا بَصرِيٌّ غَيرُه، فَقَالَ: أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ، خَلِّنِي وَ اِيَّاهُ حَتّٰى أُكلِّمَه، فَقَامَ فَخَلَا بِهِ نَاحِيَةً مِن ابنِ زِيَادٍ، وَهُمَا مِنهُ بِحيثُ يَرَاهُمَا ، وَاِذَا رَفَعا أَصواتَهُمَا سَمِعَ مَايَقُولَانِ ، فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ: يَا هَانِئُ اِنِّي أَنشُدُكَ اللهَ أَن تَقتُلَ نَفسَكَ، وَأَن تُدخِلَ البَلَاءَ عَلٰى عَشِيرَتِكَ! فَوَاللهِ اِنِّي لَأَنفَسُ بِكَ عَنِ القَتلِ، اِنَّ هٰذَا الرَّجلَ ابنُ عَمِّ القَومِ وَلَيسُوا قَاتِلِيه وَلَا ضَائِرِيهِ، فَادفَعه اِلَيهِ فَاِنَّه لَيسَ عَلَيكَ بِذٰلِكَ مَخزاةٌ وَلَا مَنقَصَةٌ، اِنَّمَا تَدفعُه اِلَى السُّلطَانِ؟ فَقَالَ هَانِئٌ: وَاللهِ اِنَّ عَلَيَّ فِي ذٰلِكَ لَلخِزي وَالعَارُ أَنَا أَدفَعُ جَارِي وَضَيفِي وَأَنَا حَيٌّ صَحِيحٌ أَسمَعُ وَأَرى، شَدِيدُ السَّاعِدِ، كَثِيرُ الأَعوَانِ، وَاللهِ لَولَم أَكُن اِلَّا وَاحِدًا لَيسَ لِي نَاصِرٌ لَم أَدفَعه حَتّٰى أَموتَ دُونَه، فَأَخَذَ يُنَاشِدُه وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ لَا أَدفعُه أَبَدًا ۔

فَسَمِعَ ابنُ زِيَادٍ ذٰلِكَ فَقَالَ : أَدنُوه مِنِّي مِنهُ فَقَالَ: وَاللهِ لَتَأتِيَنِّي بِهِ أَو لَأَضرِبَنَّ عُنُقَكَ؟ فَقَالَ هَانِئُ اِذًا وَاللهِ تَكثُرُ البَارِقَةُ حَولَ دَارِكَ فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: وَالهَفَاهُ عَلَيكَ! أَبِا البَارِقَةِ تُخَوِّفُنِي ؟- وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّ عَشِيرَتَه سَيَمنَعُونَه- ؟ ثُمَّ قَالَ: أَدنُوه مِنِّي، فَأُدنِيَ، فَاعتَرَضَ وَجهَه بِالقَضِيبِ- فَلَم يزل يضرب وجهه وانفه وجبينه وخده حتّٰى كسر انفه وسيّل الدماء علٰى ثيابه ونثر

لحم خدہ وجبینہ علی لحیتہ حتّٰی القضیب وَضَرب ھَانیٌ
یَدَہ اِلٰی قَائِم سیفِ شُرطِیٍ، وَجَاذبہ الرَّجلُ وَمَنَعہ۔

ابن زیاد نے محمد بن اشعث، اسماء بن خارجہ اور عمرو بن حجاج زبیدی (کہ جس کی بیٹی ہانی بن عروہ کی زوجہ اور یحییٰ بن ہانی کی ماں تھی) کو بلایا اور ان سے کہا: ہانی بن عروہ کیوں میرے پاس نہیں آتا؟

انھوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن کہتے ہیں کہ وہ مریض ہے۔

ابن زیاد نے کہا: میں نے سنا ہے کہ اس کی صحت بہتر ہوگئی ہے اور اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے۔ تم لوگ جا کر اس سے ملاقات کرو اور اسے حکم دو کہ وہ ہمارے حق کو نہ چھوڑے، کیوں کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ عربوں کے ان جیسے بزرگ افراد میرے نزدیک خراب ہوں۔

غروب کا وقت تھا۔ یہ لوگ ہانی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ دروازے پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

انھوں نے ان سے کہا: تم امیر (ابن زیاد) کی ملاقات کے لیے کیوں نہیں آئے ہو۔ وہ تمھارا ذکر کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں خود اس کی تیمارداری کے لیے جاتا۔

انھوں نے کہا: کمزوری تھی اس لیے نہیں آسکا ہوں۔ انھوں نے ان سے کہا: امیر کو معلوم ہو چکا ہے تم بہتر ہو چکے ہو اور ہر شب اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتے ہو۔ وہ یہ خیال کر رہا ہے کہ تم جان بوجھ کر سستی دکھا رہے ہو۔ لہٰذا یہ روش اس کے لیے قابل برداشت نہیں ہے۔

انھوں نے کہا: ہم تمھیں قسم دیتے ہیں کہ ابھی ہمارے ہمراہ چلو۔ انھوں نے لباس منگوایا، اسے پہنا اور کہا: میرا گھوڑا ابھی لاؤ۔ وہ اس پر سوار ہوئے اور چلتے چلتے

محل کے قریب پہنچ گئے۔

ذاتی طور پر انھیں خطرے کا احساس ہو رہا تھا۔ اسی وجہ سے انھوں نے حسان بن اسماء بن خارجہ سے کہا: اے میرے بھتیجے! خدا کی قسم! مجھے اس شخص (ابن زیاد) سے خوف لگ رہا ہے، تمھارا کیا خیال ہے؟

اس نے کہا: اے چچا! خدا کی قسم (کوئی مسئلہ نہیں ہے) میں نہیں سمجھتا کہ آپ کو کوئی خطرہ ہو لہٰذا ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حسان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ابن زیاد نے جناب ہانی کو کیوں بلایا ہے۔ ہانی اندر داخل ہوئے اور ابن زیاد کے پاس گئے۔ اس کے پاس کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جونہی ہانی اندر داخل ہوئے اور ابن زیاد کی ان پر نگاہ پڑی تو اس نے یہ ضرب المثل بولی: ''اپنے پاؤں پر چل کر اپنی موت کی طرف آئے ہو''۔ جب وہ ابن زیاد کے قریب پہنچے تو قاضی شریح بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے انھیں دیکھا تو یہ شعر پڑھا:

أُرِيدُ حِبَاءَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي
عَذِيرَكَ مِنْ خَلِيلِكَ مِنْ مُرَادِ

''میں اس کی زندگی کا متمنی ہوں اور وہ میری موت کا خواہش مند۔ اپنے مرادی دوست کے لیے اپنا عذر بیان کر''۔

ابن زیاد جب کوفہ میں داخل ہوا تھا تو اس نے اس کا بہت زیادہ احترام و اکرام کیا۔

ہانیؓ نے اس سے کہا: اے امیر! کیا بات ہے، ہوا کیا ہے؟

اس نے کہا: اے ہانیؓ! چپ رہو، تمھارے گھر میں امیر المومنین (یزید) اور عامۃ المسلمین کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔ تم مسلمؑ بن عقیلؑ کو لائے ہو اور

اسے اپنے گھر میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ اُس کے لیے اپنے ہمسائیوں کے گھروں میں اسلحہ اور فوج اکٹھی کر رہے ہو اور سمجھ رہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے اور یہ چیز مجھ سے پوشیدہ رہے گی؟

ہانی نے کہا: میں نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی مسلمؑ میرے گھر میں ہے۔

ابن زیاد نے کہا: البتہ تم نے ایسا کیا ہے۔ ان کے درمیان تکرار بڑھی اور جناب ہانیؓ مسلسل انکار کرتے رہے۔

ابن زیاد نے (اپنے غلام) معقل کو بلایا کہ جو جاسوس تھا۔ معقل آکر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

ابن زیاد نے ہانیؓ سے کہا: کیا اس شخص کو پہچانتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں، انھیں پتا چل گیا کہ یہ ابن زیاد کا جاسوس تھا اور ساری اطلاعات ابن زیاد تک پہنچاتا رہا ہے۔

وہ تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ میں گم ہو گئے۔

جب ہوش آیا تو کہا: میری بات کان کھول کر سن لو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور میری بات کی تصدیق کرو۔ خدا کی قسم! میں نے مسلمؑ بن عقیلؑ کو اپنے گھر میں نہیں بلایا ہے اور نہ ہی مجھے ان کی صورت حال کا پتا ہے۔ وہ خود ہی آئے ہیں اور مجھ سے میرے گھر میں ٹھہرنے کے لیے التماس کی ہے لہٰذا میں نے شرم کی وجہ سے ان کی گزارش رد نہیں کی ہے۔ میرے اُوپر ان کا احترام کرنا بھی واجب تھا۔ اسی وجہ سے میں نے ان کی مہمان داری کی اور انھیں پناہ دی ہے۔ اس کے بعد حقیقت حال وہی ہے کہ جو تم تک پہنچی ہے۔ اب اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمھارے ساتھ پکا وعدہ کروں کہ میرا تمھارے بارے میں کوئی بُرا ارادہ نہیں ہے اور اپنا ہاتھ تمھارے ہاتھ میں دوں (تو ایسا کروں گا) اور اگر یہ چاہتے ہو کہ میں کوئی چیز تمھارے پاس گروی

رکھوں اور ان کے پاس جا کر انھیں حکم دوں کہ وہ میرے گھر سے کہیں اور چلے جائیں اور ان کی حفاظت سے متعلق اپنی ذمہ داری سے ہاتھ اٹھالوں (ایسا کرنے کے لیے بھی آمادہ ہوں)۔

ابن زیاد نے کہا: جب تک اسے میرے پاس نہیں لاؤ گے تم کہیں اور نہیں جا سکتے ہو۔

ہانیؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں انھیں کبھی تمھارے حوالے نہیں کروں گا، میں اپنا مہمان تمھارے پاس لے کر آؤں کہ تم انھیں قتل کرو؟

ابن زیاد نے کہا: خدا کی قسم! تم اسے میرے پاس لاؤ گے۔

ہانیؓ نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں انھیں کبھی تمھارے پاس لے کر نہیں آؤں گا۔

جب ان کے درمیان گفتگو طویل ہوئی تو مسلم بن عمرو باہلی کھڑا ہوا۔ کوفہ میں اس کے علاوہ کوئی بھی شامی و بصری نہیں تھا۔

اس نے کہا: خداوند امیر کے کام کی اصلاح کرے، مجھے اجازت دیں کہ میں تنہائی میں اس کے ساتھ گفتگو کروں۔

وہ وہاں سے اٹھ کر ایک کونے میں چلے گئے کہ جہاں سے ابن زیاد انھیں دیکھ رہا تھا۔ وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ چوں کہ آواز اتنی بلند تھی کہ ابن زیاد سن رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

مسلم بن عمرو نے ہانیؓ بن عروہ سے کہا: اے ہانیؓ! میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور نہ ہی اپنے رشتہ داروں کو کسی مصیبت اور بلا سے دوچار کرو۔ خدا کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ آپ قتل کر دیے جائیں گے۔ یہ شخص مسلمؑ بن عقیلؑ اس قومؑ کے چچا کا بیٹا ہے۔ یہ لوگ اس کے قاتل نہیں ہوں گے اور نہ

ہی اسے کوئی ضرر پہنچائیں گے، لہٰذا مسلمؑ بن عقیلؑ کو اس کے حوالے کر دو۔ ایسا کرنے پر تمہیں کوئی بھی کچھ نہیں کہے گا کیوں کہ آپ نے انھیں سلطان کے سپرد کیا ہے۔

ہانیؓ نے کہا: خدا کی قسم! ایسا کرنا میرے لیے ننگ و عار کا سبب ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ میں اپنے مہمان کو اس کے سپرد کر دوں جبکہ میں خود زندہ و سالم ہوں، دیکھتا بھی ہوں اور سنتا بھی ہوں۔ میں قدرت مند ہوں اور میرے مددگار فراواں ہیں؟! خدا کی قسم! اگر میں تنہا ہوتا اور میری مدد کرنے والا کوئی بھی نہ ہوتا تب بھی انھیں اس کے سپرد نہ کرتا۔

مسلم بن عمرو نے ہانیؓ کو قسمیں دینا شروع کیں لیکن ہانیؓ کہتا رہا۔ خدا کی قسم! میں کبھی انھیں اس کے حوالے نہیں کروں گا۔

ابن زیاد ان کی گفتگو سن رہا تھا اور کہا: اسے میرے پاس لے آؤ، انھیں ابن زیاد کے پاس لایا گیا۔

ابن زیاد نے کہا: خدا کی قسم! تم اسے میرے پاس لاؤ گے یا میں تمھاری گردن اُڑا دوں گا۔

ہانیؓ نے کہا: خدا کی قسم! ایسی صورت حال میں کاٹنے والی تلواریں تمھارے گھر کے اطراف کو پُر کر دیں گی۔

ابن زیاد نے کہا: برباد ہو جاؤ۔ مجھے برہنہ تلواروں سے ڈراتے ہو۔ ہانیؓ کا یہ خیال تھا کہ اس کے رشتہ دار اور قبیلہ اس کا دفاع کرے گا۔

ابن زیاد نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ۔

انھیں اس کے قریب لایا گیا تو اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی ان کے چہرے پر دے ماری۔ اسی طرح وہ ان کے چہرے، ناک، پیشانی اور رخساروں پر مارتا رہا، حتیٰ کہ ان کی ناک زخمی ہو گئی اور ان کے لباس پر خون بہنے لگا۔ ان کی

پیشانی، رخساروں اور داڑھی کے اطراف سے گوشت لٹکنے لگا۔ حتیٰ کہ اس کی چھڑی ٹوٹ گئی۔ ہانیؓ دوڑے کہ وہاں پر موجود سپاہیوں میں سے ایک کی تلوار چھین کر اپنا دفاع کروں لیکن سپاہی نے ایسا نہ کرنے دیا۔

ہانیؓ کو زندان میں ڈالنا

فَقَالَ عُبَیدُ اللهِ: أَحَرُورِيٌّ سَائِرَ الْيَوْمِ قَدْ حَلَّ لَنَا دَمُكَ، جُرُّوهُ، فَجرُّوهُ فَأَلقَوهُ فِي بَيْتٍ مِن بُيُوتِ الدَّارِ، وَأَغْلَقُوا عَلَيْهِ بَابَه، فَقَالَ: اِجْعَلُوا عَلَيْهِ حَرَسًا، فَفُعِلَ ذٰلِكَ بِهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ حَسَّانُ بنُ أَسْمَاءَ فَقَالَ لَهُ: أَرُسُلُ غَدْرٍ سَائِرَ الْيَوْمِ؟ أَمَرْتَنَا أَنْ نَجِيئَكَ بِالرَّجُلِ، إِذَا جِئْنَاكَ بِهِ هَشَّمْتَ وَجْهَه، وَسَيَّلْتَ دِمَاءَهُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، وَزعمتَ أَنَّكَ تَقْتُلُه۔ فَقَالَ لَهُ عُبَيدُ اللهِ: وَإِنَّكَ لَهَا هُنَا! فَأَمَرَ بِهِ فَلُهِزَ وَتُعْتِعَ ثُمَّ أُجْلِسَ نَاحِيَةً۔ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشعثِ: قَدْ رَضِينَا بِمَا رَآهُ الْأَمِيرُ، لَنَا كَانَ أَوْ عَلَيْنَا، إِنَّمَا الْأَمِيرُ مُؤَدِّبٌ۔

وَبَلَغَ عمرُو بنُ الْحَجَّاجِ أَنَّ هَانِئًا قَدْ قُتِلَ، فَأَقْبَلَ فِي مَذْحِجٍ حَتّٰى أَحَاطَ بِالْقَصرِ وَمَعَهُ جمعٌ عَظِيمٌ، ثُمَّ نَادٰى: أَنَا عمرُو بنُ الْحَجَّاجِ، وَهٰذِهِ فُرسَانُ مَذْحِجٍ وَوُجُوهُهَا، لَمْ تَخْلَعْ طَاعَةً، وَلَمْ تُفَارِقْ جمَاعَةً، وَقَدْ بلَغَهُم أَنَّ صَاحِبَهُمْ قَدْ قُتِلَ فَأَعظَموا ذٰلِكَ۔ فَقِيلَ لِعُبَيدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ: هٰذِهِ مَذْحِجٌ بِالْبَابِ، فَقَالَ لِشُرَيحٍ الْقَاضِي:

أُدخُلْ عَلٰی صَاحِبِهِمْ فَانْظُرْ اِلَيْهِ، ثُمَّ اخْرُجْ وَأَعْلِمْهُم أَنَّهُ حَيٌّ لَمْ يُقْتَلْ. فَدَخَلَ فَنَظَرَ شُرَيْحٌ اِلَيْهِ، فَقَالَ هَانِيٌّ لَمَّا رَأٰى شُرَيْحًا: يَا اللّٰهِ يَا لَلْمُسْلِمِيْنَ! أَهَلَكَتْ عَشِيْرَتِيْ؟! أَيْنَ أَهْلُ الدِّيْنِ؟! أَيْنَ أَهْلُ الْبَصْرِ؟! وَالدِّمَاءُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، اِذْ سَمِعَ الرَّجَّةَ عَلٰى بَابِ الْقَصْرِ فَقَالَ: اِنِّيْ لَأَظُنُّهَا أَصْوَاتَ مَذْحِجَ وَشِيْعَتِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اِنَّهُ اِنْ دَخَلَ عَلَيَّ عَشَرَةُ نَفَرٍ أَنْقَذُوْنِيْ. فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامَهُ شُرَيْحٌ خَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ: اِنَّ الْاَمِيْرَ لَمَّا بَلَغَهُ مَكَانُكُمْ وَمَقَالَتُكُمْ فِيْ صَاحِبِكُمْ، أَمَرَنِيْ بِالدُّخُوْلِ اِلَيْهِ فَأَتَيْتُهُ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَلْقَاكُمْ وَأَنْ أُعْلِمَكُمْ أَنَّهُ حَيٌّ، وَأَنَّ الَّذِيْ بَلَغَكُمْ مِنْ قَتْلِهِ بَاطِلٌ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ وَأَصْحَابُهُ: أَمَّا اِذْ لَمْ يُقْتَلْ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا.

وَخَرَجَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَمَعَهُ أَشْرَافُ النَّاسِ وَشُرَطُهُ وَحَشَمُهُ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ: أَيُّهَا النَّاسُ فَاعْتَصِمُوْا بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ أَئِمَّتِكُمْ، وَلَا تَفَرَّقُوْا فَتَهْلِكُوْا وَتَذِلُّوْا وَتُقْتَلُوْا وَتُجْفَوْا وَتُحْرَبُوْا، اِنَّ أَخَاكَ مَنْ صَدَقَكَ، وَقَدْ أَعْذَرَ مَنْ أَنْذَرَ. ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنْزِلَ فَمَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى دَخَلَتِ النَّظَّارَةُ الْمَسْجِدَ مِنْ قِبَلِ بَابِ التَّمَّارِيْنَ يَشْتَدُّوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ : قَدْ جَاءَ ابْنُ عَقِيْلٍ! قَدْ جَاءَ ابْنُ عَقِيْلٍ! فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَصْرَ

مُسِہِمَا وَأَغْلَقَ أَبْوَابَہٗ۔

عبیداللہ ابن زیاد نے کہا: کیا تم خارجی ہو چکے ہو؟ تمھارا خون بہانا میرے لیے حلال ہے۔ اسے زمین پر گھسیٹو۔ سپاہی انھیں زمین پر گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور ایک کمرے میں ڈال کر دروازہ بند کر دیا۔

ابن زیاد نے کہا: اس کے لیے محافظ کھڑا کر دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

حسان بن اسماء عبیداللہ کے پاس گیا اور کہا: تم کیوں ہانیؓ پر تہمت لگا رہے ہو کہ وہ دین سے خارج ہو چکا ہے۔ تم نے ہمیں حکم دیا کہ انھیں تمھارے پاس لائیں، ہم نے ایسا ہی کیا لیکن جب انھیں تمھارے پاس لائے تو تُو نے (مار مار کر) ان کا چہرہ برباد اور ان کی داڑھی لہولہان کر دی ہے۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ انھیں قتل کر دو گے؟

عبیداللہ نے اس سے کہا: تم یہاں پر ہو۔ اس نے حکم دیا کہ اس کی خوب پٹائی کرو۔ ان لوگوں نے ایسا کرنے کے بعد اسے مجلس کے ایک گوشے میں بٹھا دیا۔

محمد بن اشعث نے کہا: امیر جو بہتر سمجھتا ہے ہم اس پر راضی و خوشنود ہیں، خواہ وہ ہمارے نقصان میں ہو یا فائدے میں۔ فقط امیر ہی ہے کہ جو کسی کو ادب سکھا سکتا ہے۔

عمرو بن حجاج کو خبر ملی کہ ہانیؓ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اپنے قبیلہ مذحج کے افراد کو لے کر ابن زیاد کے محل کی طرف گیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا۔ اس کے ہمراہ بہت بڑی تعداد تھی۔ اس نے بلند آواز سے کہا: میں عمرو بن حجاج ہوں اور یہ مذحج کے بزرگ اور جنگ جو ہیں کہ انھوں نے امیر کے حکم کی نافرمانی کی ہے نہ جماعت مسلمین سے جدا ہوئے ہیں۔ انھیں یوں خبر دی گئی ہے کہ ان کا بزرگ قتل ہو گیا ہے۔ یہ (واقعہ) ان کے لیے انتہائی سخت ہے۔

ابن زیاد کو بتایا گیا کہ یہ قبیلہ مذحج کے لوگ ہیں کہ جو محل میں اکٹھے ہو چکے

ہیں۔ اس نے قاضی شریح سے کہا: ان کے بزرگ کے پاس جاؤ، اسے دیکھو، اس کے بعد محل سے باہر جا کر انھیں بتاؤ کہ تم نے اسے (ہانی) دیکھا ہے کہ وہ زندہ ہے اور اسے قتل نہیں کیا گیا۔ وہ اس کمرے میں گیا (جہاں پر ہانیؓ کو قید کیا ہوا تھا) اور ہانی کو دیکھا۔ ہانیؓ کی نگاہ جب شریح پر پڑی تو کہا: اے خدا! اے مسلمانو! کیا میرے رشتہ دار مر گئے ہیں۔ اہلِ دین کہاں ہیں؟! اہلِ بصیرت کدھر گئے؟ ان کی ریش سے خون اسی طرح سے جاری تھا۔ اچانک ان کے کانوں میں محل کے باہر سے آوازیں آنے لگیں۔

انھوں نے کہا: میرے خیال میں یہ قبیلہ مذحج اور مسلمانوں میں سے میری پیروی کرنے والوں کی آوازیں ہیں۔ اگر ان میں سے صرف دس لوگ بھی اندر آجائیں تو مجھے نجات دے لیں گے۔

قاضی شریح نے جب ہانیؓ کی گفتگو سنی تو وہ ان لوگوں کے پاس گیا جو محل میں اکٹھے ہو چکے تھے اور ان سے کہا: جب امیر کو تمھارے آنے اور تمھاری قوم کے بزرگ کے متعلق تمھاری گفتگو کا پتا چلا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میں ہانیؓ کے پاس جاؤں۔ لہٰذا میں اس کے پاس گیا ہوں اور اسے دیکھا ہے۔ اس کے بعد (ابن زیاد) نے مجھے حکم دیا کہ آپ لوگوں سے ملاقات کروں اور بتاؤں کہ وہ (ہانیؓ) ابھی زندہ ہے اور اس کے قتل کی افواہ بے بنیاد ہے۔

عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھیوں نے کہا: اگر وہ قتل نہیں ہوئے تو خدا کا شکر ہے اس کے بعد وہ لوٹ گئے۔

عبیداللہ ابن زیاد محل سے باہر نکلا اور منبر پر گیا۔ قوم کے بزرگ افراد، اس کے محافظ اور قریبی افراد بھی اس کے ہمراہ تھے۔ اس نے کہا:

"امابعد! اے لوگو! خدا اور اپنے رہبر کی اطاعت کرنے پر

ڈٹ جاؤ اور متفرق نہ ہوں ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ ذلت تمھارا مقدر ہوگی اور تم قتل ہوجاؤ گے، ظلم وستم کا نشانہ بنو گے، محرومیت تمھیں جکڑے گی، تمھارا بھائی وہ ہے جو سچ بولے، جو ڈرائے دھمکائے گا وہ معذور ہوگا"۔

اس کے بعد وہ منبر سے اُتر کر محل میں جانا چاہتا تھا کہ اچانک پہرے دار دوڑتے ہوئے خرما فروشوں کے بازار سے مسجد میں داخل ہوئے اور کہہ رہے تھے: ابن عقیلؑ آ گیا، ابن عقیلؑ آ گیا۔ (یہ سن کر) عبیداللہ جلدی سے محل میں داخل ہوا اور دروازے بند کردیے۔

جناب مسلمؑ کا ہانیؓ کے حالات سے آگاہ ہونا

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنِ حَازِمٍ: أَنَا وَاللهِ رَسُوْلِ ابْنِ عَقِيلٍ إِلَى الْقَصْرِ لِأَنْظُرَ مَا فَعَلَ هَانِئٌ، فَلَمَّا حُبِسَ وَضُرِبَ رَكِبْتُ فَرَسِي فَكُنْتُ أَوَّلَ أَهْلِ الدَّارِ دَخَلَ عَلَى مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ بِالْخَبَرِ، فَإِذَا نِسْوَةٌ لِمُرَادٍ مُجْتَمِعَاتٌ يُنَادِينَ: يَاعَبْرَتَاهُ! يَاثُكْلَاهُ! فَدَخَلْتُ عَلَى مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَمَرَنِي أَنْ أُنَادِيَ فِي أَصْحَابِهِ وَقَدْ مَلَأَ بِهِمُ الدُّورَ حَوْلَهُ، وَكَانُوا فِيهَا أَرْبَعَةَ آلَافِ رَجُلٍ، فَنَادَيْتُ: يَامَنْصُورُ أَمِتْ، فَتَنَادَى أَهْلُ الْكُوفَةِ وَاجْتَمَعُوا عَلَيْهِ، فَعَقَدَ مُسْلِمٌ لِرُؤُوسِ الْأَرْبَاعِ عَلَى الْقَبَائِلِ كِنْدَةَ وَمَذْحِجَ وَأَسَدَ وَتَمِيمَ وَهَمْدَانَ، وَتَدَاعَى النَّاسُ وَاجْتَمَعُوا، فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى امْتَلَأَ الْمَسْجِدُ مِنَ

النَّاسِ وَالسُّوقُ، وَمَا زَالُوا يَتَوَثَّبُوْنَ حَتَّى الْمَسَاءِ،
فَضَاقَ بِعُبَيْدِ اللهِ أَمرُهُ ،وَكَانَ أَكْثَرُ عَمَلِهِ أَنْ يُمْسِكَ
بَابَ الْقَصْرِ وَلَيْسَ مَعَهُ فِي الْقَصْرِ إِلَّا ثَلَاثُونَ رَجُلًا مِنَ
الشُّرَطِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
وَخَاصَّتِهِ ، وَأَقْبَلَ مَنْ نَأَىٰ عَنْهُ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ.
يَأْتُونَهُ مِنْ قِبَلِ الْبَابِ الَّذِي يَلِي دَارَ الرُّومِيِّيْنَ ،
وَجَعَلَ مَنْ فِي الْقَصْرِ مَعَ ابْنِ زِيَادٍ يُشْرِفُونَ عَلَيْهِمْ
فَيَنظُرُونَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَرْمُونَهُمْ بِالْحِجَارَةِ وَيَشْتِمُونَهُمْ
وَيَفْتَرُوْنَ عَلَىٰ عُبَيْدِ اللهِ وَعَلَىٰ أَبِيهِ۔

عبداللہ بن حازم کہتا ہے: خدا کی قسم! مجھے ابن عقیلؑ نے محل کی طرف بھیجا تھا تاکہ دیکھوں کہ ہانیؓ کے ساتھ کیا بیتی ہے۔ جب مَیں نے انھیں دیکھا تو انھیں مار پیٹ کر قید خانے میں ڈال رکھا تھا۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ سب سے پہلا شخص مَیں تھا کہ جو جناب مسلمؑ کے پاس گیا اور سارا واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔ باہر نکلا تو اچانک قبیلہ مراد کی عورتوں کو دیکھا کہ اکٹھی ہو کر نالہ و فریاد کر رہی تھیں۔ میں دوبارہ جناب مسلمؑ کے پاس گیا اور انھیں عورتوں کے اجتماع سے باخبر کیا۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے اصحاب اور دوستوں کو ندا دوں۔ ان کے چار ہزار دوست اطراف کے گھروں میں موجود تھے۔ میں نے بلند آواز سے پکارا۔ اے اُمت کے مددگارو! ماردو۔ کوفہ کے لوگوں نے بھی ایک دوسرے کو مطلع کیا اور جناب مسلمؑ کے قریب ہو گئے۔

جناب مسلمؑ نے بھی کندہ، مذحج، تمیم، اسد اور ہمدان قبائل کے بزرگوں کے لیے پرچم معین کیے۔ لوگ ایک دوسرے کو جنگ کرنے کے لیے پکار رہے تھے لہٰذا

سب اکٹھے ہو گئے۔کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مسجد اور بازاروں میں لوگوں کا سیلاب تھا۔شام تک ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، لہٰذا عبیداللہ کے لیے حالات مشکل ہو گئے۔ اس کا ہم وغم یہ تھا کہ وہ محل کے دروازے کی حفاظت کرے تا کہ لوگ محل کے اندر اجتماع نہ کر سکیں۔محل میں صرف تیس محافظ تھے۔ان کے علاوہ بیس افراد اور بھی تھے کہ جو کوفہ کے بزرگ اور اس کے ہم راہ آنے والے اس کے رشتہ دار تھے۔بعض بزرگ (کہ جو بنی اُمیہ کے رشتہ دار تھے) اور ابن زیاد سے ملحق ہونا چاہتے تھے۔ وہ محل کے دروازے سے اندر داخل ہو رہے تھے جو ''دارالرومیین'' کے نزدیک تھا۔ وہ لوگ جو ابن زیاد کے ہمراہ محل میں موجود تھے، وہ اُوپر سے نظارہ کر رہے تھے اور مسلمؑ بن عقیلؑ کے طرف داروں سے آنکھیں پھیر چکے تھے، انھوں نے بھی ابن زیاد کے حامیوں کا پتھروں سے استقبال کیا۔ابن زیاد اور اس کے باپ کو بُرا بھلا کہتے رہے۔

یارانِ مسلمؑ کا پراگندہ اور خوف زدہ ہونا

وَدَعَا ابْنُ زِيَادٍ كَثِيرَ بْنَ شِهَابٍ وَأَمَرَهُ أَنْ فِيمَنْ أَطَاعَهُ مِنْ مَذْحِجٍ، فَيَسِيرَ فِي الْكُوفَةِ وَيُخَذِّلَ النَّاسَ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ وَيُخَوِّفَهُمُ الْحَرْبَ وَيُحَذِّرَهُمْ عُقُوبَةَ السُّلْطَانِ، وَأَمَرَ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ أَنْ يَخْرُجَ فِيمَنْ أَطَاعَهُ مِنْ كِنْدَةَ وَحَضْرَمَوْتَ، فَيَرْفَعَ رَايَةَ أَمَانٍ لِمَنْ جَاءَهُ مِنَ النَّاسِ، وَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ لِلْقَعْقَاعِ الذُّهْلِيِّ وَشَبَثِ بْنِ رِبْعِيٍّ التَّمِيمِيِّ وَحَجَّارِ بْنِ أَبْجَرَ الْعِجْلِيِّ وَشِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ الْعَامِرِيِّ، وَحَبَسَ بَاقِيَ وُجُوهِ النَّاسِ عِنْدَهُ

اسْتِيحاشاً إِلَيْهِمْ لِقِلَّةِ عَددٍ مَنْ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ۔
فَخَرَجَ كَثِيرُ بْنُ شِهَابٍ يُخَذِّلُ النَّاسَ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ، وَخَرَجَ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ حَتَّى وَقَفَ عِنْدَ دُورِ بَنِي عُمَارَةَ، فَبَعَثَ ابنُ عَقِيلٍ إِلَى مُحَمَّد بن الْأَشْعَثِ مِنَ الْمَسْجِدِ عَبدَالرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ الشِّبَامِيَّ، فَلَمَّا رَأَى ابنُ الْأَشْعَثِ كَثْرَةَ مَنْ أَتَاهُ تَأَخَّرَ عَن مَكَانِهِ، وَجَعَلَ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ وكَثِيرُ بْنُ شِهَابٍ وَالْقَعْقَاعُ بْنُ شَوْرٍ الذُّهلِيُّ وَشَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ يَرُدُّونَ النَّاسَ عَنِ اللُّحوقِ بِمُسلِمٍ وَيُخَوِّفُونَهُم السُّلْطَانَ، حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِمْ عَدَدٌ كَثِيرٌ مِن قَوْمِهِم وَغَيْرِهِمْ، فَصَارُوا إِلَى ابْنِ زِيَادٍ مِنْ قِبَلِ دَارِ الرُّومِيِّينَ ودَخَلَ الْقَوْمُ مَعَهُمْ، فَقَالَ لَهُ كَثِيرُ بْنُ شِهَابٍ: أَصْلَحَ الْأَمِيرَ، مَعَكَ فِي الْقَصرِ نَاسٌ كَثِيرٌ مِن أَشْرَافِ النَّاسِ وَمِنْ شُرَطِكَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ وَمَوَالِيكَ، فَاخْرُجْ بِنَا إِلَيْهِمْ ، فَأَبَى عُبَيدُ اللهِ ، وَعَقَدَ لِشَبَثِ بْنِ رِبْعِيٍّ لِوَاءً فَأَخْرَجَه۔
وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَ ابنِ عَقِيلٍ يَكْثُرونَ حَتَّى الْمَسَاءِ وَأَمرُهُم شَدِيدٌ، فَبَعَثَ عُبَيدُ اللهِ إِلَى الْأَشْرَافِ فَجَمَعَهُمْ، ثُمَّ أَشْرَفُوا عَلَى النَّاسِ فَمَنَّوا أَهْلَ الطَّاعَةِ الزِّيَادَةَ وَالْكَرَامَةَ، وَخَوَّفُوا أَهلَ الْعِصْيَانِ الْحِرمَانَ وَالْعُقُوبَةَ، وَأَعْلَمُوهُمْ وُصولَ الْجُنْدِ مِنَ الشَّامِ إِلَيْهِمْ۔
وَتَكَلَّمَ كَثِيرٌ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَن تَجِبَ، فَقَالَ:

أَيُّهَا النَّاسُ اَلْحِقُوا بِاَهَالِيكُمْ وَلَا تَعَجَّلُوا الشَّرَّ، وَلَا تُعَرِّضُوا اَنْفُسَكُمْ لِلْقَتْلِ، فَاِنَّ هٰذِهِ جُنُودُ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَزِيدَ قَدْ اَقْبَلَتْ ، وَقَدْ أَعْطَى اللهُ الْاَمِيرُ عَهْدًا: لَئِنْ تَمَّمْتُمْ عَلٰى حَرْبِهِ وَلَمْ تَنْصَرِفُوا مِنْ عَشِيَّتِكُمْ أَنْ يحرم ذُرِّيَّتَكُمْ الْعِطَاءَ، وَيُفَرِّقَ مُقَاتِلَتَكُمْ فِي مَغَازِي الشَّامِ، وَأَنْ يَأْخُذَ الْبَرِيءَ بِالسَّقِيمِ وَالشَّاهِدَ بِالْغَائِبِ، حَتّٰى لَا تَبْقٰى لَهُ بَقِيَّةٌ مَنْ أَهْلِ الْمَعْصِيَةِ اِلَّا اَذَاقَهَا وَبَالَ مَا جَنَتْ اَيْدِيهَا الْاَشْرَافُ بِنَحْوٍ مِن ذٰلِكَ۔

فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ مَقَالَهُمْ اَخَذُوا يَتَفَرَّقُونَ ، وَكَانَتْ الْمَرْاَةُ تَاْتِي ابْنَهَا اَوْ اَخَاهَا فَتَقُولُ: اِنْصَرِفْ ، النَّاسُ يَكْفُونَكَ، وَيَجِئُ الرَّجُلُ اِلٰى ابنِه وَأَخِيهِ فَيَقُولُ: غَدًا يَأْتِيكَ أَهلُ الشَّامِ، فَمَا تَصنَعُ بِالْحَرْبِ وَالشَّرِّ؟ اِنْصَرِفْ، فَيَذهبُ بِهِ فَيَنْصَرِفُ۔ فَمَا زَالوا يَتَفَرَّقُونَ حَتّٰى أَمسٰى ابنُ عَقِيلٍ وَصَلَّى الْمَغربَ وَمَا مَعَهم اِلَّا ثَلَاثُونَ نَفْسًا فِي الْمَسْجِدِ ، فَلَمَّا رَاٰى اَنَّهُ قَدْ اَمْسٰى وَمَا مَعَهُ اِلَّا اُولٰئِكَ النَّفَرُ، خَرَجَ مِنَ الْمَسجِدِ مُتَوَجِّهاً نَحْوَ اَبْوَابِ كِنْدَةَ ، فَمَا بَلَغَ الْاَبْوَابَ وَمَعَهُ مِنْهُم عَشَرَةٌ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ فَاِذَا لَيْسَ مَعَهُ اِنْسَانٌ، فَالْتَفَتَ فَاِذَا هُوَ لَا يُحِسُّ أَحَدًا يَدُلُّهُ عَلَى الطَّرِيقِ، وَلَا يَدُلُّه عَلٰى مَنْزِلِهِ، وَلَا يُواسِيهِ بِنَفْسِهِ اِنْ عَرَضَ لَهُ عَدُوٌّ۔

ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلا کر حکم دیا کہ وہ قبیلۂ مذحج کے ان لوگوں کے ہمراہ جو اس کے تابع فرمان تھے محل سے باہر جا کر کوفہ کے لوگوں میں گھومیں پھریں اور لوگوں کے اندر اس چیز کو بیان کریں کہ وہ ان کی حمایت کرنے سے ہاتھ کھینچ لیں، انھیں جنگ سے ڈرائیں اور امیر کی طرف سے سزا کا خوف دلائیں۔

اسی طرح محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ قبیلہ کندہ اور حضرموت کے ان افراد کو اپنے ہمراہ لے کر محل سے نکلے جو اس کے فرماں بردار ہیں اور پناہ حاصل کرنے کے لیے پرچمِ امان فراہم کریں۔ قعقاع ذہلی، شبث بن ربعی تمیمی، حجار بن ابجر عجلی اور شمر بن ذی الجوشن عامری کو بھی اسی طرح کا حکم دیا۔ باقی بڑے بڑے لوگوں کو اس خوف سے اپنے پاس ٹھہرایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محل میں موجود افراد کی تعداد کم ہو جائے اور لوگ اس پر حملہ کر دیں۔

کثیر بن شہاب اپنے افراد کے ہم راہ قصر سے باہر نکلا اور لوگوں کو مسلمؑ بن عقیلؑ کی حمایت کے نتائج سے خوف زدہ کرنے لگا۔ محمد بن اشعث بھی اپنے حامیوں کو لے کر نکلا۔ وہ لوگ چلتے چلتے بنی عمارہ کے گھروں تک پہنچ گئے۔

جناب مسلمؑ بن عقیلؑ نے بھی عبدالرحمٰن بن شریح شبامی اور اس کے حامیوں کو ان کے ساتھ مبارزت کرنے کے لیے بھیجا۔ ابن اشعث نے جب ان کی تعداد زیادہ دیکھی تو وہ پیچھے مڑ گیا۔ ادھر سے محمد ابن اشعث، کثیر بن شاب، قعقاع بن شہود ذہلی اور شبث بن ربعی نے لوگوں کو مسلمؑ بن عقیلؑ کے نزدیک سے پراگندہ کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کو اس سزا سے خوف زدہ کیا، جو حکومت نے مخالفت کرنے والوں کے لیے تجویز کر رکھی تھی۔

اس طریقے سے ان لوگوں نے اپنی قوم اور دوسرے افراد کی کثیر تعداد کو اکٹھا کیا اور "دارالرومیتین" کی طرف ابن زیاد کے محل کی جانب چل دیے۔ کچھ اور لوگ

بھی ان کے ہمراہ محل میں داخل ہوئے۔

کثیر بن شہاب نے کہا: خداوند امیر کے اُمور کی اصلاح فرمائے۔ محل میں اشراف، سپاہیوں، عام لوگوں اور آپ کے غلاموں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ان کو ساتھ لے کر جنگ شروع کردی جائے۔

عبیداللہ نے اس رائے کو قبول نہ کیا۔ (اس نے مسلمؑ بن عقیلؑ کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے) شبث بن ربعی کو پرچم دے کر قصر سے باہر بھیجا۔

وہ لوگ جو مسلمؑ بن عقیلؑ کے ہمراہ تھے شام تک ان کے ساتھ رہے۔ ان کا کام بڑا مشکل ہوگیا۔ عبیداللہ ابن زیاد نے بھی اشراف کوفہ کو بلا کر اکٹھا کیا اور وہ بھی لوگوں سے جا کر ملے۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ جو لوگ ابن زیاد کی اطاعت کریں گے انھیں بڑے بڑے انعامات سے نوازا جائے گا اور وہ لوگ جو ابن زیاد کی نافرمانی کریں گے انھیں محرومیت اور سخت قسم کی سزا سے ڈرایا۔ انھوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ لشکرِ شام کسی بھی وقت پہنچ سکتا ہے۔ کثیر نے بھی لوگوں سے گفتگو کی اور انھیں مسلمؑ بن عقیلؑ کی حمایت سے خوف زدہ کیا۔ یہ کام غروب آفتاب تک جاری رہا۔

اس نے کہا: اے لوگو! اپنے اہل وعیال کے پاس لوٹ جاؤ اور شر کے کام میں جلدی نہ کرو۔ اپنے آپ کو معرضِ قتل میں مت قرار دو، کیوں کہ امیرالمومنین (یزید) کے لشکر شام سے روانہ ہو چکے ہیں۔

ابن زیاد نے بھی خدا سے وعدہ کر رکھا ہے کہ اگر تم لوگ اپنے ارادے پر ثابت قدم رہو گے اور آج رات تک اپنے گھروں کی طرف واپس نہ گئے تو وہ تمھاری اولاد کے حقوق بند کردے گا۔ آپ کے جنگ جو افراد کو جنگی اُمور کے لیے شام کی طرف بھیج دے گا۔ وہ بے گناہوں کو گناہ گاروں کے جرم اور غائبین کی جگہ حاضرین کو پکڑے گا۔ یہ کام اس وقت تک کرے گا جب تک نافرمانی کرنے والوں سے کوئی

بھی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ انھیں ان کے اعمال کی سزا دے گا۔ اسی طرح کوفہ کے اشراف میں سے ہر کوئی لوگوں کو اسی طرح کی باتوں سے ڈراتا رہا۔

لوگ ان کی باتیں سن کر آہستہ آہستہ جناب مسلمؑ سے دوری اختیار کرتے ہوئے پراگندہ ہو گئے۔ عورت اپنے بھائی اور بیٹے کے پاس آکر کہتی: تم لوٹ آؤ، دوسرے لوگ ہیں جو مسلمؑ کا دفاع کریں گے، تمھاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مرد تھا کہ جو اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آکر کہتا: کل ہی اہلِ شام پہنچ جائیں گے۔ اس جنگ اور غلط کام سے کیا چاہتے ہو؟ لوٹ جاؤ، لہٰذا وہ بھی ارادہ تبدیل کر کے واپس لوٹ جاتے۔

اسی طرح لوگ ایک ایک کر کے پراگندہ ہوتے رہے، حتیٰ کہ رات چھا گئی۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے جب نمازِ مغرب پڑھی تو ان کے ہمراہ صرف تیس افراد کے سوا مسجد میں کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا۔ جناب مسلمؑ نے جب یہ دیکھا کہ مغرب تک ان کے ہمراہ اس کم تعداد کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا تو وہ کندہ کے دروازوں کی جانب روانہ ہوئے (تاکہ مسجد سے باہر نکل جائیں)۔ ابھی وہ دروازوں تک نہیں پہنچے تھے کہ ان کے صرف دس ساتھی باقی رہ گئے تھے۔ جب وہ مسجد سے باہر نکلے تو ان کے ہمراہ ایک شخص بھی باقی نہیں رہا تھا کہ جو انھیں راستہ بتاتا اور منزل تک پہنچاتا یا اگر دشمن حملہ کرتا تو ان کا دفاع کرتا۔

طوعہ نامی خاتون

فَمَضٰى عَلٰى وَجهِهٖ مُتَلَدِّدًا فِي أَزِقَّةِ الْكُوفَةِ لَا يَدرِي أَيْنَ يَذهَبُ، حَتّٰى خَرَجَ إِلٰى دُورِ بَنِي جَبَلَةَ مِنْ كِنْدَةَ، فَمَشٰى حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى بَابِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: طَوْعَةُ، أُمُّ وَلَدٍ

كَانَتْ لِلْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ فَأَعتقَهَا ، فَتَزوَّجها أُسَيْدٌ الْحَضْرَمِيُّ فَوَلَدتْ لَهُ بِلَالًا، وَكَانَ بِلَالٌ قَدْ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ فَأُمُّه قَائِمَةٌ تَنْظُرهُ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ابنُ عَقِيْلٍ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّةَ اللهِ اسْقِيْنِي مَاءً، فَسَقَتْه وَجَلَسَ وَأَدْخَلتِ الإِنَاءَ، ثُمَّ خَرَجتْ فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ اللهِ أَلَمْ تَشْرَبْ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَتْ: فَاذْهَبْ إِلٰى أَهلِكَ ، فَسَكَتَ ثُمَّ أَعَادت مِثلَ ذٰلِكَ ، فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَتْ لَه فِي الثَّالثةِ: سُبْحَانَ اللهِ! يَاعبدَ اللهِ قُمْ عَافَاكَ اللهُ إِلٰى أَهلِكَ فَإِنَّهُ لَايصلحُ لَكَ الْجُلُوسُ عَلٰى بَابِي، وَلَا أُحِلُّه لَكَ

فَقَامَ وَقَالَ: يَا أَمَةَ اللهِ مَا لِي فِي هٰذَا الْمِصْرِ مَنزلٌ وَلَا عَشِيرَةٌ ، فَهَل لَكِ فِي أَجرٍ ومَعرُوفٍ، لَعَلِّي مُكَافِئُكِ بَعدَ الْيَوْمِ؟ فَقَالتْ: ياعبدَ اللهِ وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: أَنَا مُسلمُ بنُ عَقِيلٍ كَذَبَنِي هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ وغَرُّونِي وَأَخْرَجُونِي ، قَالَت: أَنْتَ مُسلمٌ؟ قَالَ نَعَم، قَالَتْ: أُدْخُلْ ، فَدَخَلَ بَيْتًا فِي دَارِهَا غَيرَ الْبَيتِ الَّذِي تَكُونُ فِيهِ ، وَفَرَشَتْ لَهُ وَعرَضتْ عليهِ الْعَشَاءَ فَلَمْ يَتعَشَّ۔

وَلَمْ يَكُنْ بِأَسْرَعَ أَن جَاءَ ابنُهَا ، فَرَآهَا تُكثِرُ الدُّخُولَ فِي الْبَيْتِ وَالْخُروجَ مِنهُ ، فَقَالَ لَهَا : وَاللهِ إِنَّهُ لَيَرِيبُنِي كَثْرَةُ دُخُولِكَ هٰذَا الْبَيْتَ مُنذُ اللَّيْلَةِ وَخُروجِكَ مِنهُ، إِنَّ لَكِ لَشَأْنًا ،قَالَتْ: يَابُنَيَّ أَلْهُ عن هٰذَا، قَالَ: وَاللهِ لَتُخْبِرِينَنِي ، قَالَتْ: أَقْبِلْ عَلٰى شَأْنِكَ وَلَا تَسأَلْنِي عَنْ

شَيءٍ، فَأَلَحَّ عَلَيهَا فَقَالَت: يَا بُنَيَّ لَا تُخبِرَنَّ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بِشَيءٍ مِمَّا أُخبِرُكَ بِهِ، قَالَ: نَعَم، فَأَخَذَت عَلَيهِ الأَيمَانَ فَحَلَفَ لَهَا، فَأَخبَرَتهُ فَاضطَجَعَ وَسَكَتَ۔

(حضرت مسلمؑ) حیرانگی کے عالم میں کوفہ کی گلیوں میں چل رہے تھے اور انھیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جائیں۔ آخرکار وہ قبیلہ کندہ کے بنی جبلہ کے محلے کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ چلتے ہوئے ایک خاتون کے دروازے پر پہنچے کہ جس کا نام طوعہ تھا اور وہ اشعث بن قیس کی کنیز تھی۔ آزاد ہونے کے بعد اُسید حضرمی نے اس سے نکاح کرلیا تھا۔ اُس سے اُس کا ایک بیٹا تھا کہ جس کا نام بلال تھا، بلال باقی لوگوں کے ہمراہ باہر گیا ہوا تھا اور اس کی ماں طوعہ دروازے پر اس کا انتظار کررہی تھی۔ جناب مسلمؑ بن عقیلؑ نے اسے سلام کیا، اس نے بھی سلام کا جواب دیا۔

حضرت مسلمؑ نے اسے فرمایا: اے کنیز خدا! مجھے پانی پلاؤ۔ وہ خاتون پانی لائی۔ جناب مسلمؑ پانی پی کر وہاں بیٹھ گئے۔ طوعہ نے پانی کا برتن گھر میں رکھا اور دروازے پر واپس آگئی۔

اس نے عرض کیا: اے بندۂ خدا! کیا آپ نے پانی نہیں پیا ہے؟

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: پی چکا ہوں۔

طوعہ نے عرض کیا: اب اپنے اہل وعیال کے پاس چلے جائیں۔

حضرت مسلمؑ نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموش رہے۔ طوعہ نے وہی جملہ دوبارہ دُہرایا۔ حضرت مسلمؑ پھر بھی کچھ نہ بولے۔ تیسری مرتبہ اس خاتون نے یوں کہا: سبحان اللہ، اے بندۂ خدا! خدا تمھیں خیر دے، اُٹھو اور اپنے اہل وعیال کے پاس جاؤ، یہ اچھا نہیں ہے آپ میرے دروازے پر بیٹھ گئے ہیں۔ میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گی۔

حضرت مسلمؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے کنیزِ خدا! اس شہر میں میرا گھر ہے نہ کوئی رشتہ دار! کیا تم نیکی کے کام میں شریک ہونا چاہتی ہو؟ شاید مَیں کسی دن اس کا تمھیں اجر دوں؟

اس عورت نے عرض کیا: وہ کون سا نیک کام ہے؟

فرمایا: میں مسلمؑ بن عقیلؑ ہوں، ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور دھوکا دیا ہے، نیز مجھے بے گھر کیا ہے۔

اس خاتون نے عرض کیا: آپؑ مسلمؑ بن عقیلؑ ہیں؟

انھوں نے فرمایا: ہاں۔

طوعہ نے عرض کیا: اندر آ جائیں۔

آپؑ اندر داخل ہوئے اور اس خاتون کے گھر کے کمروں میں سے اس کمرے میں رہنے لگے جس میں وہ خود نہیں رہتی تھی۔ طوعہ نے اس کمرے میں حضرت مسلمؑ کے لیے چٹائی بچھائی اور شام کا کھانا لائی لیکن حضرت مسلمؑ نے تناول نہ کیا۔

کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ طوعہ کا لڑکا آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی ماں اس کمرے میں رفت و آمد زیادہ کر رہی ہے۔ اس نے اپنی ماں سے کہا: خدا کی قسم! آج رات اُس کمرے میں آپ کی زیادہ آمد و رفت نے مجھے شک میں ڈال دیا ہے، وہاں پر آپ کو کیا کام ہے؟

طوعہ نے کہا: اے بیٹے! اس بات کو چھوڑو۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! مجھے ضرور بتاؤ گی۔ طوعہ نے کہا: اپنے کام سے کام رکھو اور مجھ سے مت پوچھو۔ لیکن اس کے بیٹے کا اصرار بڑھتا گیا۔ ماں نے کہا: اے میرے بیٹے! مَیں جو کچھ تمھیں بتانے جا رہی ہوں اس کے بارے میں کسی کو مت بتانا۔ لڑکے نے کہا: ٹھیک ہے۔ ماں نے

اس سے کہا قسم کھاؤ، اس نے قسم کھائی۔ اس کے بعد ماں نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔ لڑکا خاموشی سے سونے کے لیے چلا گیا۔

حضرت مسلمؑ کے دوستوں کے پراگندہ ہونے پر ابن زیاد کا اطمینان

وَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ طَالَ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ وَجَعَلَ لَا يَسْمَعُ لِأَصْحَابِ ابْنِ عَقِيلٍ صَوْتًا كَمَا كَانَ يَسْمَعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَشْرِفُوا فَانْظُرُوا ،هَلْ تَرَوْنَ مِنْهُمْ أَحَدًا؟ فَأَشْرَفُوا فَلَمْ يَرَوْا أَحَدًا، قَالَ: فَانْظُرُوهُمْ لَعَلَّهُمْ تَحْتَ الظِّلَالِ وَقَدْ كَمَنُوا لَكُمْ، فَنَزَعُوا تَخَابِيجَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا يَخْفِضُونَ شُعَلَ النَّارِ فِي أَيْدِيهِمْ وَيَنْظُرُونَ فَكَانَتْ أَحْيَانًا تُضِيءُ لَهُمْ وَأَحْيَانًا لَا تُضِيءُ كَمَا يُرِيدُونَ، فَدَلُّوا الْقَنَادِيلَ وَأَطْنَانَ الْقَصَبِ تُشَدُّ بِالْحِبَالِ ثُمَّ تُجْعَلُ فِيهَا النِّيرَانُ ثُمَّ تُدَلَّى حَتّٰى إِلَى الْأَرْضِ ، فَفَعَلُوا ذٰلِكَ فِي أَقْصَى الظِّلَالِ وَأَدْنَاهَا وَأَوْسَطِهَا حَتّٰى فُعِلَ ذٰلِكَ بِالظُّلَّةِ الَّتِي فِيهَا الْمِنْبَرُ ، فَلَمَّا لَمْ يَرَوْا شَيْئًا أَعْلَمُوا ابْنَ زِيَادٍ بِتَفَرُّقِ الْقَوْمِ ، فَفَتَحَ بَابَ السُّدَّةِ الَّتِي فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَخَرَجَ أَصْحَابُهُ مَعَهُ، فَأَمَرَهُمْ فَجَلَسُوا قُبَيْلَ الْعَتَمَةِ، وَأَمَرَ عَمْرَو بْنَ نَافِعٍ فَنَادَى: أَلَا بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الشُّرَطِ وَالْعُرَفَاءِ وَالْمَنَاكِبِ أَوِ الْمُقَاتِلَةِ صَلَّى الْعَتَمَةَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا سَاعَةٌ حَتّٰى

امْتَلَأَ الْمَسْجِدُ مِنَ النَّاسِ ، ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيَه فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَأَقَامَ الحَرَسَ خَلْفَه وَأَمَرَهُم بِحَرَاسَتِهِ مِنْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ أَحَدٌ يَغْتَالُهُ، وَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ أَحَدٌ يَغْتَالُهُ، وَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعدُ: فَإِنَّ ابنَ عَقِيلٍ السَّفِيهَ الْجَاهِلَ قَدْ أَتَى مَا قَدْ رَأَيْتُم مِنَ الْخِلَافِ وَالشِّقَاقِ، فَبَرِئَتْ ذِمَّةُ اللهِ مِنْ رَجُلٍ وَجَدْنَاهُ فِي دَارِهِ ،وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَلَهُ دِيَتُهُ ، وَاتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ وَالْزَمُوا طَاعَتَكُمْ وبيعتَكُم، وَلَا تَجعَلُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ سَبِيلًا ، يَاحُصَيْنَ بنَ نُميرٍ، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنْ ضَاعَ بَابُ سِكَّةٍ مِنْ سِكَكِ الْكُوفَةِ، أَوْ خَرَجَ هَذَا الرَّجُلُ وَلَم تَأْتِنِي بِهِ، وَقَدْ سَلَّطْتُكَ عَلَى دُورِ أَهْلِ الْكُوفَةِ ، فَابْعَثْ مَرَاصِدَ عَلَى أَهْلِ السِّكَكِ ، وَأَصبِحْ غَدًا فَاسْتَبْرِ الدُّورَ وَجُسْ خِلَالَهَا حَتَّى تَأْتِيَنِي بِهَذَا الرَّجُلِ ، وَكَانَ الْحُصَيْنُ بنُ نُميرٍ عَلَى شُرَطِهِ وَهُوَ مِن بَنِي تَمِيم۔

ثُمَّ دَخَلَ ابنِ زِيَادٍ القَصرَ،وَقَد عقدَ لِعمرو بنِ حُرَيثٍ رَايَةً وَأَمَّره عَلَى النَّاسِ۔ فَلَمَّا أَصْبَحَ جَلَسَ مَجلِسَه وَأَذِنَ لِلنَّاسِ فَدخَلُوا عَلَيْهِ ، وَأَقبلَ مُحَمَّدُ بنُ الْأَشْعَثِ، فَقَالَ: مَرْحبًا بِمَنْ لَا يُسْتَغَشُّ وَلَا يُتَّهَمُ، ثُمَّ أَقْعَدَه إِلَى جَنبِهِ۔

جس وقت لوگ حضرت مسلمؑ کے اطراف سے پراگندہ ہو گئے تو ابن زیاد نے دیکھا کہ اصحاب مسلمؑ کی پہلے کی طرح آوازیں نہیں آرہی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: نگاہ ڈالیں اور دیکھیں، کیا مسلمؑ بن عقیلؑ کے دوستوں میں سے کوئی ہے؟! وہ لوگ گئے اور دیکھ کر واپس آئے اور کہا: ان کی کوئی خبر نہیں ہے اور ان میں سے کوئی بھی نظر نہیں آرہا ہے۔

ابن زیاد نے کہا: ذرا غور سے نگاہ ڈالو، شاید سائے میں چھپ کر تمھارے لیے گھات میں بیٹھ گئے ہوں۔

وہ مسجد کی چھت پر چڑھے، چھت کے کچھ تختے اکھاڑے اور ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشعلوں سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ وہ کبھی ان کی مرضی کے مطابق مسجد کے اندرونی حصے کو روشن کرتیں اور بعض اوقات وہ لوگ جس طرح سے چاہتے تھے اس طرح سے نہیں دیکھ پاتے تھے۔ ان لوگوں نے مشعلیں نیچے لٹکائیں اور انھیں آگ لگادی کہ جس سے مسجد کا اندرونی حصہ روشن ہوگیا۔ اس طرح سے ان لوگوں نے بڑی دقت کے ساتھ تمام جگہوں کی چھان بین کی، حتیٰ کہ منبر کے نیچے تک جستجو کی۔ جب انھیں وہاں پر کوئی بھی نظر نہ آیا تو ان لوگوں نے ابن زیاد کو اطلاع دی کہ تمام کے تمام لوگ پراگندہ ہو چکے ہیں۔

اس نے باب السدہ کھولا، مسجد میں داخل ہوا، منبر پر چڑھا۔ اس کے حواری بھی اس کے ہمراہ پیچھے پیچھے آئے۔ یہ نماز عشاء سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس نے حکم دیا وہ سب وہاں پر بیٹھ گئے۔ اس نے عمرو بن نافع کو امر کیا کہ وہ جا کر کوفہ کے دروازے پر اعلان کرے کہ (الشرط) سرکردہ، معروف افراد، بزرگوں اور جنگ جو افراد میں سے جو کوئی بھی نماز عشاء مسجد کے علاوہ کہیں اور پڑھے گا تو اس کا خون اس کی اپنی گردن پر ہوگا (اور حکومت اس کی حفاظت کی ضامن نہیں ہوگی)۔ کوئی زیادہ

دیر نہیں گزری تھی کہ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔

ابن زیاد نے منادی سے کہا کہ وہ اذان دے۔ اس کے بعد اقامت پڑھی۔ اپنے محافظوں کو اپنے پیچھے ایک صف میں کھڑا کیا اور انھیں حکم دیا کہ دورانِ نماز وہ اس کی حفاظت کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک اس پر حملہ ہو جائے۔ اس نے نماز جماعت پڑھائی اور منبر پر جا بیٹھا اور خدا کی حمد ثنا بجالانے کے بعد کہا:

"امابعد! ابن عقیلؑ بے وقوف جاہل (نعوذ باللہ) تمھارے اندر اختلاف ڈالنے آیا ہے کہ جس کا تم لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ اگر ہم نے اسے کسی کے گھر میں پالیا تو اس کا خون بے کار جائے گا اور اگر کوئی اسے ہمارے سپرد کردے تو اس کی دیت کے مطابق اسے انعام دیا جائے گا۔

اے خدا کے بندو! تقویٰ الٰہی اختیار کرو، فرماں برداری اور اپنی بیعت کو فراموش مت کرو۔ اپنے لیے سزا کا راستہ ہموار نہ کرو۔ (اس کے بعد کہا:) اے حصین بن نمیر! تمھاری ماں تمھارے غم میں بیٹھے، اگر کوفہ کے دروازوں میں سے کوئی بھی دروازہ پہرے داروں کے بغیر ہوا یا یہ شخص کوفہ سے نکل گیا اور اسے میرے حوالے نہ کیا گیا (تو تمھاری خیر نہیں ہے)۔ میں نے تمھیں کوفہ کے گھروں پر مسلط کیا ہے لہٰذا تمام گلی کوچوں میں محافظ کھڑے کردو۔ جب صبح ہو جائے تو خانہ تلاشی کرو اور بڑی دقت کے ساتھ تحقیق و جستجو کرو تاکہ اس شخص کو پکڑ کر ہمارے پاس لے آؤ۔ حصین بن نمیر کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور وہ ابن زیاد کی فوج کا چیف جنرل تھا"۔

اس کے بعد ابن زیاد محل میں چلا گیا۔ عمرو بن حریث کے لیے ایک پرچم معین کیا اور اسے لوگوں کا امیر بنا دیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن زیاد تخت پر بیٹھا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی، لوگ آنا شروع ہو گئے۔ محمد بن اشعث بھی داخل ہوا۔

ابن زیاد نے اسے خطاب کر کے کہا: اسے خوش آمدید کہتا ہوں کہ جسے دھوکا دینے کی تمنا نہیں اور نہ ہی جس پر کوئی الزام لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اسے اپنے پاس بٹھایا۔

جناب مسلمؑ کی گرفتاری

وَأَصْبَحَ ابْنُ تِلْكَ الْعَجُوزِ فَغَدَا إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ فَأَخْبَرَهُ بِمَكَانِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ عِنْدَ أُمِّهِ، فَأَقْبَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى أَتَى أَبَاهُ وَهُوَ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَسَارَّهُ، فَعَرَفَ ابْنُ زِيَادٍ سِرَارَهُ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ بِالْقَضِيْبِ فِيْ جَنْبِهِ: قُمْ فَأْتِنِيْ بِهِ السَّاعَةَ، فَقَامَ وَبَعَثَ مَعَهُ قَوْمَهُ، لِأَنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّ كُلَّ قَوْمٍ يَكْرَهُوْنَ أَنْ يُصَابَ فِيْهِمْ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ، فَبَعَثَ مَعَهُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ السُّلَمِيَّ فِيْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَيْسٍ، حَتّٰى أَتَوُا الدَّارَ الَّتِيْ فِيْهَا مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ رحمه الله، فَلَمَّا سَمِعَ وَقْعَ حَوَافِرِ الْخَيْلِ وَأَصْوَاتَ الرِّجَالِ عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ أُتِيَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بِسَيْفِهِ، وَاقْتَحَمُوْا عَلَيْهِ الدَّارَ، فَشَدَّ عَلَيْهِمْ يَضْرِبُهُمْ بِسَيْفِهِ حَتّٰى أَخْرَجَهُمْ مِنَ الدَّارِ، ثُمَّ عَادُوْا إِلَيْهِ فَشَدَّ عَلَيْهِمْ كَذٰلِكَ، فَاخْتَلَفَ هُوَ وَبَكْرُ بْنُ

حُمرانَ الاَحمَرِیِّ فَضَرَبَ فَمَ مُسلِمٍ فَشَقَّ ﴿فقطع﴾ شفتَهُ العُلیَا وَأسرَعَ السَّیفُ فِی السُّفلیٰ وَنُصِلَت لَهُ ثَنِیَّتَاهُ، وَضَرَبَهُ مُسلِمٌ فِی رَأسِهِ ضَربَةً مُنکَرَةً وَثَنَّاهُ بِأُخریٰ عَلیٰ حَبلِ العَاتِقِ کَادَت تَطلَعُ عَلیٰ جَوفِهِ، فَلَمَّا رَأَوا ذٰلِکَ أَشرَفُوا عَلَیهِ مِن فَوقِ البَیتِ فَأَخَذُوا یَرمُونَهُ بِالحِجَارَةِ، وَیُلهِبُونَ النَّارَ فِی أَطنَانِ القَصَبِ ثُمَّ یُلقُونَهَا عَلَیهِ مِن فَوقِ البَیتِ، فَلَمَّا رَأَیٰ ذٰلِکَ خَرَجَ عَلَیهِم مُصلِتًا بِسَیفِهِ فِی السِّکَّةِ، فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بنُ الاَشعَثِ: لَکَ الاَمَانُ، لَا تَقتُل نَفسَکَ، وَهُوَ یُقَاتِلُهُم وَیَقُولُ:

أَقسَمتُ لَا أُقتَلُ اِلَّا حُرًا ... اِنِّی رَأَیتُ المَوتَ شَیئًا نُکرًا

وَیَجعَلُ البَارِدَ سُخنًا مُرًّا ... رُدَّ شُعَاعُ الشَّمسِ فَاستَقَرًّا

کُلُّ امرِیٍٔ یَومًا مُلَاقٍ شَرًّا ... أَخَافُ أَن أُکذَبَ أَو أُغَرًّا

فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بنُ الاَشعَثِ: اِنَّکَ لَا تُکذَبُ وَلَا تُغَرُّ، فَلَا تَجزَع، اِنَّ القَومَ بَنُو عَمِّکَ وَلَیسُوا بِقَاتِلِیکَ وَلَا ضَائِرِیکَ۔ وَکَانَ قَد أُثخِنَ بِالحِجَارَةِ وَعَجَزَ عَنِ القِتَالِ، فَانبَهَرَ وَأَسنَدَ ظَهرَهُ اِلیٰ جَنبِ تِلکَ الدَّارِ، فَأَعَادَ ابنُ الاَشعَثِ عَلَیهِ القَولَ: لَکَ الاَمَانُ، فَقَالَ: آمِنٌ أَنَا؟ قَالَ: نَعَم ۔ فَقَالَ لِلقَومِ الَّذِینَ مَعَهُ: لِیَ الاَمَانُ؟ فَقَالَ القَومُ لَهُ: نَعَم، اِلَّا عُبَیدَ اللّٰهِ بنَ العَبَّاسِ السُّلَمِیِّ فَاِنَّهُ قَالَ: لَا نَاقَةَ لِی فِی هٰذَا وَلَا جَمَلَ، وَتَنَحّیٰ،

فَقَالَ مُسلِمٌ: اَمَا لَولَمْ تُؤْمِنُونِي مَا وَضَعْتُ يَدِی فِي اَيدِيكُمْ۔

وَاُتِيَ بِبَغْلَةٍ فَحُمِلَ عَلَيْهَا ، وَاجْتَمَعُوا حَوْلَه وَانْتَزَعُوا سَيْفَه ، فَكَاَنَّهُ عِنْدَ ذٰلِكَ آيَسَ مِنْ نَفسِه وَدَمعَتْ عَيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا اَوَّلُ الْغَدرِ، قَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْاَشْعثِ: اَرْجُو اَلَّا يَكُونَ عَلَيْكَ بَاْسٌ، فَقَالَ: وَمَا هُوَ اِلَّا الرَّجَاءُ، اَيْنَ اَمَانُكُمْ؟ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ! وَبَكٰی۔ فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ بنُ الْعَبَّاسِ السُّلَمِيّ: اِنَّ مَنْ يَطْلُبُ مِثْلَ الَّذِی تَطلُبُ ، اِذَا نَزَلَ بِهٖ مِثْلُ الَّذِی نَزَلَ بِكَ لَمْ يَبْكِ؟ قَالَ: اِنِّي وَاللهِ مَا لِنَفْسِي بَكَيْتُ، وَلَا لَهَا مِنَ الْقَتلِ اَرثِيْ، وَ اِنْ كُنتُ لَمْ اُحِبَّ لَهَا طَرْفَةَ عَيْنٍ تَلَفًا ، وَلٰكِنْ اَبْكِي لِاَهْلِي الْمُقبِلِيْنَ اِلَيَّ ، اَبْكِي لِلْحُسَيْنِ عليه السلام وَآلِ الْحُسَيْنِ۔

ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی مُحَمَّدِ بنِ الْاَشْعثِ فَقَالَ: يَاعَبْدَ اللهِ اِنِّي اَرَاكَ وَاللهِ سَتعجزُ عَنْ اَمَانِي ، فَهَلْ عِنْدَكَ خَيرٌ؟ تَسْتَطِيعُ اَنْ تَبْعَثَ مِنْ عِنْدِكَ رَجُلًا عَلٰی لِسَانِي اَنْ يُبَلِّغَ حُسَيْنًا؟ فَاِنِّي لَا اَرَاهُ اِلَّا قَدْ خَرَجَ اِلَيْكُمْ الْيَوْمَ مُقْبِلًا اَوْهُوَ خَارِجٌ غَداً وَاَهلُ بَيْتِه ، وَيَقُولُ لَهُ: اِنَّ ابْنَ عَقِيلٍ بَعَثَنِي اِلَيْكَ وَهُوَ اَسِيرٌ فِي اَيدِی الْقَوْمِ ، لَا يَرٰی اَنَّهُ يُمْسِي حَتّٰی يُقْتَلَ، وَهُوَ يَقُولُ: اِرْجِعْ فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي بِاَهْلِ بَيْتِكَ وَلَا يَغُرُّكَ اَهلُ الْكُوفَةِ ، فَاِنَّهم اَصْحَابُ اَبِيكَ الَّذِی كَانَ

يَتَمَنّى فِراقَهُمْ بِالْمَوْتِ أو الْقَتْلِ، اِنَّ أهلَ الْكُوفَةِ قَدْ كَذَبُوكَ وَلَيْسَ لِمَكْذُوبٍ رَأْيٌ - فَقالَ ابنُ الْأشْعثِ: وَاللهِ لَأفْعَلَنَّ وَلَأُعْلِمَنَّ ابْنَ زِيَادٍ أنِّي قَدْ آمَنْتُكَ.

وَأقْبَلَ ابنُ الْأشعثِ بِابنِ عَقِيلٍ اِلَى بَابِ الْقَصرِ، فَاستَأذَنَ فَأذِنَ لَهُ فَدَخَلَ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ فَأخْبَرَهُ خَبَرَ ابْنِ عَقِيلٍ، وَضَربَ بَكْرٍ إيَّاهُ وَمَا كَانَ مِن أمَانِهِ لَهُ - فَقَالَ لَهُ عُبيدُ اللهِ: وَمَا أنْتَ وَالْأمَانَ؟ كَأنَّا أرْسلْنَاكَ لِتُؤْمِنَه! اِنَّمَا أرْسَلْنَاكَ لَتأتِينا بِهِ - فَسَكَتَ ابْنُ الْأشعثِ، وَانتهى بِابنِ عَقِيلٍ اِلَى بَابِ الْقَصْرِ وَقَدِ اشْتَدَّ بِهِ الْعَطَشُ، وَعَلَى بَابِ الْقَصْرِ نَاسٌ جُلُوسٌ يَنْتَظِرُونَ الْاِذْنَ فِيهِم عُمَارةُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أبِي مُعَيْطٍ، وَعَمرُو بنُ حُرَيْثٍ، وَمسلمُ بْنُ عمرٍو، وَكَثِيرُ بنُ شِهَابٍ، وَاِذَا قُلَّةٌ بَارِدَةٌ مَوضُوعَةٌ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ مُسلمٌ: اسقُونِي مِن هٰذَا الْمَاءِ، فَقَالَ لَهُ مُسلمُ بنُ عمرٍو: أتَرَاهَا؟ مَا أبرَدَهَا! لَا وَاللهِ لَا تَذُوقُ مِنْهَا قَطرَةً أبَدًا حَتّى تَذُوقَ الْحَمِيمَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ- فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَقِيلٍ: وَيلَكَ مَنْ أنتَ؟ قَالَ: أنَا مَنْ عَرَفَ الْحَقَّ اِذْ أنْكَرتَهُ، وَنَصَحَ لِاِمَامِهِ اِذْ غَشَشْتَهُ، وَأطَاعَهُ اِذْ خَالَفْتَهُ، أنَا مُسلمُ بْنُ عمرٍو الْبَاهِلِيُّ- فَقَالَ لَهُ مُسلمُ بْنُ عَقِيلٍ: لِأُمِّكَ الثَّكلُ مَا أجفَاكَ وَأفظَّكَ وَأقْسى قَلْبَكَ! أنتَ يَا ابْنَ بَاهِلَةَ أوْلَى بِالْحَمِيمِ وَالْخُلُودِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ مِنّي-

ثُمَّ جَلَسَ فَتَسَانَدَ اِلٰی حَائِطٍ۔
وَبَعَثَ عَمرُو بنُ حُرَیثٍ غُلَامًا لَهُ فَجَاءَهُ بِقُلَّةٍ عَلَیهَا مِندِیلٌ وَقَدَحٌ، فَصَبَّ فِیهِ مَاءً وَقَالَ لَهُ: اشرَبْ فَأَخَذَ کُلَّمَا شَرِبَ امتَلَأَ القَدَحُ دَمًا مِن فِیهِ، فَلَا یَقدِرُ اَن یَشرِبَ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّةً وَمَرَّتَینِ، فَلَمَّا ذَهَبَ فِي الثَّالِثَةِ لِیَشرِبَ سَقَطَت ثَنِیَّتَاهُ فِي القَدَحِ، فَقَالَ: اَلحَمدُ لِلّٰهِ، لَو کَانَ لِي مِنَ الرِّزقِ المَقسُومِ شَرِبتُهُ۔

اس بوڑھی عورت (طوعہ) کا بیٹا صبح کے وقت عبدالرحمٰن بن محمد اشعث کے پاس گیا اور اسے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے ٹھہرنے کی جگہ سے آگاہ کیا۔ عبدالرحمٰن دوڑتا ہوا اپنے باپ کے پاس گیا۔ وہ اس وقت ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس کے کان میں واقعہ کی خبر دی۔ ابن زیاد سمجھ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی سے محمد بن اشعث کی طرف اشارہ کیا کہ ابھی جاؤ اور اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ محمد بن اشعث تیار ہوا اور اس کے ساتھ اپنے کچھ افراد کو بھی روانہ کیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اس پر راضی نہیں تھے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ ان کی موجودگی میں گرفتار ہوں۔ اس کے بعد عبداللہ بن عباس سلمی کو قبیلہ قیس کے ستر افراد کے ہمراہ محمد بن اشعث کی مدد کرنے کے لیے بھیجا۔ آخرکار سپاہی اس گھر تک پہنچ گئے جہاں پر مسلمؑ ابن عقیلؑ رہائش پذیر تھے۔

حضرت مسلم بن عقیلؑ نے جب گھوڑوں کی ٹاپوں اور سپاہیوں کی آوازیں سنیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہ لوگ ان کے سراغ میں آرہے ہیں۔ انھوں نے تلوار سے سپاہیوں پر حملہ کردیا اور ان لوگوں نے بھی گھر پر دھاوا بول دیا۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے ان پر اپنی تلوار سے شدید قسم کا حملہ کرکے انھیں

گھر سے باہر نکال دیا۔ ان لوگوں نے دوبارہ حملہ کیا تو حضرت مسلمؑ نے بھی ان پر تابڑ توڑ حملہ کر دیا۔ حضرت مسلمؑ اور بکر بن حمران احمری کے درمیان تن بہ تن جنگ کا آغاز ہوا۔ اس دوران بکر نے حضرت مسلمؑ کے چہرے پر تلوار سے ضرب لگائی جس سے ان کے ہونٹ زخمی ہوئے اور سامنے والے دانت گر گئے۔

حضرت مسلمؑ نے بھی اپنی شمشیر کے ذریعے اسے انتہائی سخت ضرب لگائی اور فوراً دوسرا وار اس کی گردن پر کیا۔ قریب تھا کہ تلوار پیٹ تک پہنچ جاتی۔ جب ان لوگوں نے یوں صورت حال دیکھی تو وہ اس گھر کی چھت پر چڑھ گئے اور ان پر سنگ باری شروع کر دی۔ اور کپڑے سے لپٹی ہوئی لکڑی کی گٹھیوں کو آگ لگا کر ان پر برسانے لگے۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے جب ایسی صورت حال دیکھی تو تلوار کو نیام سے نکالا اور گلی میں آ کر دشمن پر دھاوا بول دیا۔ محمد بن اشعث نے بلند آواز سے پکار کر کہا: تم محفوظ ہو اپنے آپ کو قتل مت کرو۔

حضرت مسلمؑ نے جنگ کرتے ہوئے فرمایا:

۱ میں نے قسم کھائی ہے کہ آزادی کی حالت میں قتل کیا جاؤں کیونکہ میں موت کو اچھی شے نہیں سمجھتا ہوں۔

۲ وہ ٹھنڈی چیز کو گرمی اور تلخی دیتی ہے۔ سورج کی شعاعیں لوٹ آئیں اور مستقر ہو گئیں۔

۳ آخر کار ہر کوئی شر اور بدی سے ملاقات کرے گا۔ میں اس سے پریشان ہوں کہ مجھ سے جھوٹ بولا جائے یا مجھے فریب دیں۔

محمد بن اشعث نے ان سے کہا: تمھیں نہ جھوٹ کہا جائے اور نہ دھوکا و فریب دیا جائے، بے صبری و بے قراری کا اظہار مت کرو۔ یہ تمھارے چچازاد ہیں لہٰذا

تمھیں قتل نہیں کریں گے اور نہ ہی تمھیں کوئی نقصان پہنچائیں گے۔

زیادہ پتھر لگنے کی وجہ سے حضرت مسلمؑ کا بہت خون بہہ چکا تھا لہٰذا وہ جنگ نہیں لڑ سکتے تھے۔ ان کی سانس اُکھڑ رہی تھی، لہٰذا انھوں نے طوعہ کے گھر کی دیوار کا سہارا لیا۔ محمد بن اشعث نے اپنی بات کو دُہرایا اور کہا: تمھیں کوئی خطرہ نہیں ہے؟

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: مجھے کوئی خطرہ نہیں؟

اس نے کہا: ہاں۔

انھوں نے محمد بن اشعث کے اطرافیوں سے بھی پوچھا: کیا میرے لیے خطرہ نہیں ہے؟

عبیداللہ بن عباس سلمی کے علاوہ سب نے کہا: ہاں۔

عبیداللہ نے کہا: میرے پاس کوئی اُونٹ ہے نہ اُونٹنی (کہ اب میں تمھیں امان دوں)۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اگر مجھے امان نہیں ہے تو پھر اپنا ہاتھ تمھارے ہاتھ پر نہیں رکھوں گا۔

ایک خچر منگوایا گیا اور جناب مسلمؑ کو اس پر سوار کیا۔ انھیں اردگرد سے گھیر لیا اور شمشیر چھین لی۔ گویا کہ اس وقت وہ نا اُمید ہوئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور فرمایا: یہ مکروفریب کا آغاز تھا۔ محمد بن اشعث نے ان سے کہا: اُمید ہے کہ تمھیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: ہاں، مجھے اُمید کے سوا کسی چیز کی کوئی توقع نہیں ہے۔ پس تمھارا وعدۂ امان کدھر گیا؟ ''ہم سب خدا کی جانب سے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔۔۔ پھر آپؑ نے گریہ کیا۔

عبیداللہ بن عباس سلمی نے کہا: اگر کوئی کسی ایسی چیز کے پیچھے ہو کہ جس کا تم

پیچھا کر رہے ہو اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ ہو جو تمھارے ساتھ ہوا ہے تو وہ گریہ نہ کرتا۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اپنے لیے گریہ نہیں کر رہا ہوں اور قتل ہونے سے مجھے کوئی خوف نہیں ہے، اگرچہ میں ایک لحظہ کے لیے بھی تلف ہونے پر راضی نہیں ہوں، البتہ میرا گریہ میرے خاندان کے لیے ہے کہ جو سفر میں ہے، نیز میرا گریہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلِ بیتؑ کے لیے ہے۔

اس کے بعد انھوں نے محمد بن اشعث کی طرف رُخ کر کے فرمایا: اے بندۂ خدا! خدا کی قسم! میں یوں گمان کر رہا تھا کہ جو امان تم نے مجھے دی ہے وہ تمھاری قدرت سے خارج ہے۔ کم از کم میرے لیے ایک اچھا کام انجام دو گے؟!

کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ اپنی طرف سے کسی شخص کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف بھیجو کہ وہ ان تک میرا پیغام پہنچا دے؟ کیوں کہ میرے خیال میں وہ آپ لوگوں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں یا آج کل میں اپنے اہلِ بیتؑ کے ہمراہ روانہ ہونے والے ہوں گے۔ وہ شخص یہ کہے: مجھے مسلمؑ بن عقیلؑ نے بھیجا ہے۔ وہ قوم کے ہاتھوں اسیر ہو چکا ہے اور اسے اُمید نہیں ہے کہ وہ رات تک زندہ رہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں، اپنے بیتؑ کے ہمراہ واپس چلے جائیں۔ اہلِ کوفہ آپ کو دھوکا نہ دیں، کیوں کہ یہ وہی آپ کے پدر بزرگوار کے اصحاب ہیں کہ جن سے وہ جدا ہونے کی آرزو کرتے تھے، خواہ قتل ہونے کے ذریعے یا موت سے۔ اہلِ کوفہ نے آپؑ سے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹے کی کوئی رائے اور تدبیر نہیں ہوتی ہے۔

ابن اشعث نے کہا: خدا کی قسم! میں یہ کام تمھارے لیے انجام دوں گا اور ابن زیاد سے بھی کہوں گا کہ میں نے اسے امان دی ہے۔ ابن اشعث، ابن عقیلؑ

کے ہمراہ محل میں آیا۔ اندر جانے کی اجازت مانگی، اسے اجازت دی گئی۔ وہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اسے ابن عقیلؑ کے گرفتار ہونے کے واقعہ سے آگاہ کیا۔ بکر اور حضرت مسلمؑ کی تن بہ تن جنگ، بکر کی حضرت مسلمؑ پر ضرب اور حضرت مسلمؑ کو اپنی طرف سے امان دینے کی اطلاع دی۔

عبیداللہ بن زیاد نے کہا: تم کون ہوتے ہو امان دینے والے؟ کیا ہم نے تمھیں اس لیے بھیجا تھا کہ اسے امان دو؟ ہم نے تمھیں صرف اس لیے بھیجا تھا کہ اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ سن کر ابن اشعث خاموش ہو گیا۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ قصر کے دروازے کے پاس کھڑے تھے اور انھیں سخت پیاس لگ رہی تھی۔ کچھ لوگ اور بھی قصر کے دروازے کے پاس ٹھنڈے پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔ حضرت مسلمؑ نے کہا: اس سے مجھے پانی دو۔

مسلم بن عمرو نے ان سے کہا: دیکھ رہے ہو کہ کس قدر ٹھنڈا ہے! خدا کی قسم! اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکو گے بلکہ تمھیں جہنم کی آگ میں اُبلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔

ابن عقیلؑ نے فرمایا: ہلاک ہو جاؤ تم کون ہو؟

اُس نے کہا: میں وہی ہوں کہ جس نے اس وقت حقیقت کی شناخت کر لی جس کا تم نے انکار کیا ہے۔ میں اپنے رہبر کے لیے خیر خواہ بنا جب کہ تم نے مخالفت کی۔ میں نے اپنے رہبر کی اطاعت کی جب کہ تُو نے نافرمانی کی۔ میں مسلمؑ بن عمرو باہلی ہوں۔

جناب مسلمؑ بن عقیلؑ نے اس سے فرمایا: تمھاری ماں تمھارے غم میں بیٹھے۔ تم کس قدر ظالم، سخت اور سنگ دل ہو۔ اے باہلہ کے بیٹے! تم مجھ سے زیادہ جہنم کے اُبلتے ہوئے پانی اور اس میں ہمیشہ رہنے کے حق دار ہو۔ اس کے بعد دیوار کے ساتھ

ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

عمر بن حریث نے اپنے غلام کو بھیجا کہ وہ پانی کا وہ کوزہ اُٹھا لائے کہ جس کے اُوپر کپڑا اور پیالہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے پیالے میں کچھ پانی ڈال کر حضرت مسلمؑ سے کہا: یہ پی لو۔ حضرت مسلمؑ نے پیالہ پکڑا اور جب بھی نوش کرنا چاہا تو وہ اس خون سے بھر جاتا جو ان کے ہونٹ سے نکل رہا تھا۔ لہٰذا وہ پانی نہ پی سکے۔ انھوں نے ایک یا دو بار ایسا کیا جب تیسری مرتبہ پینا چاہا تو ان کے سامنے والے دانت ٹوٹ کر پیالے میں گر گئے۔

آپؑ نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اگر یہ پانی میرے نصیب میں ہوتا تو اسے پی لیتا''۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ ابنِ زیاد کے دربار میں

وَخَرَجَ رَسُولُ ابْنِ زِيَادٍ فَأَمَرَ بِإِدْخَالِهِ إِلَيْهِ، فَلَمَّا دَخَلَ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْهِ بِالْإِمْرَةِ، فَقَالَ لَهُ الْحَرَسِيُّ: أَلَا تُسَلِّمُ عَلَى الْأَمِيرِ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ يُرِيدُ قَتْلِي فَمَا سَلَامِي عَلَيْهِ؟ وَإِنْ كَانَ لَا يُرِيدُ قَتْلِي لَيَكْثُرَنَّ سَلَامِي عَلَيْهِ۔ فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: لَعَمْرِي لَتُقْتَلَنَّ، قَالَ: كَذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَدَعْنِي أُوصِ إِلَىٰ بَعْضِ قَوْمِي، قَالَ: اِفْعَلْ۔ فَنَظَرَ مُسْلِمٌ إِلَىٰ جُلَسَائِهِ وَفِيهِمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ: يَا عُمَرُ، إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَرَابَةً، وَلِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ، وَقَدْ يَجِبُ لِي عَلَيْكَ نُجْحُ حَاجَتِي وَهِيَ سِرٌّ، فَامْتَنَعَ عُمَرُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْهُ۔ فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ: لِمَ

تَمْتَنِعُ أَنْ تَنْظُرَ فِي حَاجَةِ ابْنِ عَمِّكَ؟ فَقَامَ مَعَهُ فَجَلَسَ حَيْثُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمَا ابْنُ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا بِالْكُوفَةِ اسْتَدَنْتُهُ مُنْذُ قَدِمْتُ الْكُوفَةَ سَبْعِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَاقْضِهَا عَنِّي، وَإِذَا قُتِلْتُ فَاسْتَوْهِبْ جُثَّتِي مِنِ ابْنِ زِيَادٍ فَوَارِهَا، وَابْعَثْ إِلَى الْحُسَيْنِ مَنْ يَرُدُّهُ، فَإِنِّي قَدْ كَتَبْتُ إِلَيْهِ أُعْلِمُهُ أَنَّ النَّاسَ مَعَهُ، وَلَا أَرَاهُ إِلَّا مُقْبِلًا، فَقَالَ عُمَرُ لِابْنِ زِيَادٍ: أَتَدْرِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ مَا قَالَ لِي؟ إِنَّهُ ذَكَرَ كَذَا وَكَذَا۔ فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: إِنَّهُ لَا يَخُونُكَ الْأَمِينُ وَلَكِنْ قَدْ يُؤْتَمَنُ الْخَائِنُ! أَمَّا مَالُكَ فَهُوَ لَكَ وَلَسْنَا نَمْنَعُكَ أَنْ تَصْنَعَ بِهِ مَا أَحْبَبْتَ، وَأَمَّا جُثَّتُهُ فَإِنَّا لَا نُبَالِي إِذَا قَتَلْنَاهُ مَا صُنِعَ بِهَا، وَأَمَّا حُسَيْنٌ فَإِنْ هُوَ لَمْ يُرِدْنَا لَمْ نُرِدْهُ۔

ثُمَّ قَالَ ابْنُ زِيَادٍ: إِيهٍ يَا ابْنَ عَقِيلٍ، أَتَيْتَ النَّاسَ وَهُمْ جَمِيعٌ فَشَتَّتَّ بَيْنَهُمْ، وَفَرَّقْتَ كَلِمَتَهُمْ، وَحَمَلْتَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔

قَالَ: كَلَّا، لَسْتُ لِذَلِكَ أَتَيْتُ، وَلَكِنَّ أَهْلَ الْمِصْرِ زَعَمُوا أَنَّ أَبَاكَ قَتَلَ خِيَارَهُمْ وَسَفَكَ دِمَاءَهُمْ، وَعَمِلَ فِيهِمْ أَعْمَالَ كِسْرَى وَقَيْصَرَ، فَأَتَيْنَاهُمْ لِنَأْمُرَ بِالْعَدْلِ، وَنَدْعُوَ إِلَى حُكْمِ الْكِتَابِ۔

فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: وَمَا أَنْتَ وَذَاكَ يَا فَاسِقُ! لِمَ لَمْ تَعْمَلْ فِيهِمْ بِذَاكَ إِذْ أَنْتَ بِالْمَدِينَةِ تَشْرَبُ الْخَمْرَ؟

قَالَ: أَنَا أَشْرَبُ الْخَمْرَ؟! أَمَ «أَمَا» وَاللهِ إِنَّ اللهَ لَيَعْلَمُ أَنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّكَ غَيْرُ صَادِقٍ، وَأَنَّكَ قَدْ قُلْتَ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَإِنِّي لَسْتُ كَمَا ذَكَرْتَ، وَإِنَّكَ أَحَقُّ بِشُرْبِ الْخَمْرِ مِنِّي، وَأَوْلَى بِهَا مَنْ يَلِغُ فِي دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَلَغًا، فَيَقْتُلُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ قَتْلَهَا، وَيَسْفِكُ الدَّمَ الْحَرَامَ عَلَى الْغَضَبِ وَالْعَدَاوَةِ وَسُوءِ الظَّنِّ، وَهُوَ يَلْهُو وَيَلْعَبُ كَأَنْ لَمْ يَصْنَعْ شَيْئًا۔

فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: يَا فَاسِقُ، إِنَّ نَفْسَكَ تُمَنِّيكَ مَا حَالَ اللهُ دُونَهُ، وَلَمْ يَرَكَ اللهُ لَهُ أَهْلًا؟

فَقَالَ مُسْلِمٌ: فَمَنْ أَهْلُهُ إِذَا لَمْ نَكُنْ نَحْنُ أَهْلَهُ؟!

فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَزِيدُ۔

فَقَالَ مُسْلِمٌ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، رَضِينَا بِاللهِ حَكَمًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔

فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: قَتَلَنِي اللهُ إِنْ لَمْ أَقْتُلْكَ قِتْلَةً لَمْ يُقْتَلْهَا أَحَدٌ فِي الْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ۔

قَالَ لَهُ مُسْلِمٌ: أَمَا إِنَّكَ أَحَقُّ مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ مَا لَمْ يَكُنْ، وَإِنَّكَ لَا تَدَعُ سُوءَ الْقِتْلَةِ وَقُبْحَ الْمُثْلَةِ وَخُبْثَ السِّيرَةِ وَلُؤْمَ الْغَلَبَةِ۔

فَأَقْبَلَ ابْنُ زِيَادٍ يَشْتُمُهُ وَيَشْتُمُ الْحُسَيْنَ وَعَلِيًّا وَعَقِيلًا عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَأَخَذَ مُسْلِمٌ لَا يُكَلِّمُهُ۔

ثُمَّ قَالَ ابْنُ زِيَادٍ: اِصْعَدُوا بِهِ فَوْقَ الْقَصْرِ فَاضْرِبُوا

مُنُقِهٖ، ثُمَّ اَتْبَعُوهُ جَسَدَهٗ۔ فَقَالَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ علیہ السلام: لَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَرَابَةٌ مَا قَتَلْتَنِي۔

ابن زیاد کا ایلچی آیا اور اس نے حکم دیا کہ حضرت مسلمؑ کو قصر میں لایا جائے۔ جب حضرت مسلمؑ دربار میں داخل ہوئے تو انھوں نے ابن زیاد کو امیر کے عنوان سے سلام نہ کیا۔

کسی سپاہی نے کہا: کیا تم امیر کو سلام نہیں کرو گے؟

انھوں نے فرمایا: اگر وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میرا اسے سلام کرنا بے مقصد ہے اور اگر وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تو اس پر بہت زیادہ سلام ہوں۔

ابن زیاد نے ان سے کہا: مجھے میری جان کی قسم کہ تم یقیناً قتل کیے جاؤ گے۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: کیا ایسا ہوگا؟

ابن زیاد نے کہا: ہاں۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: مجھے رہا کرو تاکہ میں اپنے بعض رشتہ داروں کو وصیت کرسکوں۔

اس نے کہا: وصیت کرلو۔

حضرت مسلمؑ نے اس کے ہم نشینوں پر نگاہ دوڑائی تو ان میں عمر بن سعد بن ابی وقاص بھی تھا۔ اس سے کہا: اے عمر! تم میرے رشتہ دار ہو لہٰذا میری تم سے ایک تمنا ہے اور تمھارے لیے ضروری ہے کہ تم اسے پورا کرو گے۔ وہ تمنا ایسا راز ہے کہ جسے مخفی رکھنا ضروری ہے۔

عمر نے ان کی تمنا قبول کرنے اور وصیت سننے سے انکار کر دیا۔

عبیداللہ ابن زیاد نے کہا: تم کیوں اپنے چچازاد کی تمنا قبول کرنے اور وصیت سننے سے انکار کر رہے ہو؟

عمر بن سعد اُٹھا اور حضرت مسلمؑ کو لے کر ایک کونے میں چلا گیا۔ وہ ایسی جگہ پر بیٹھے تھے کہ ابن زیاد انھیں دیکھ رہا تھا۔

حضرت مسلمؑ نے اس سے فرمایا: جس وقت سے مَیں کوفہ آیا ہوں، مَیں نے سات سو درہم کسی سے قرضہ لیا ہے، لہٰذا میرا یہ قرضہ ادا کرنا۔ مجھے قتل کرنے کے بعد ابن زیاد سے میرا جنازہ لے کر اسے دفن کر دینا۔ کسی کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی جانب روانہ کرنا تاکہ وہ انھیں یہاں آنے سے روکے، کیوں کہ مَیں نے ان کے نام پیغام بھیجا ہے کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں، مجھے اطمینان ہے کہ وہ روانہ ہو چکے ہوں گے۔

عمر، ابن زیاد کے پاس آیا اور کہا: اے امیر! کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس نے مجھ سے کس چیز کا مطالبہ کیا ہے؟ اس نے یوں یوں کہا ہے (اس نے سب کچھ ابن زیاد کے سامنے بیان کیا)۔

ابن زیاد نے کہا: امین خیانت نہیں کرتا ہے لیکن کیا، کیا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات خائن بھی امین شمار ہوتا ہے۔ مسلمؑ نے سوچا ہے کہ تم امین ہو، لیکن تمھارے حال کا تعلق تمھاری ذات سے ہے۔ ہم تیرے راستے میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ جس طرح سے تمھارا دل چاہتا ہے وہی انجام دو، لیکن اس کے جنازے کے بارے میں یہ ہے کہ جب ہم نے اسے قتل کر دیا تو پھر ہمارے لیے کوئی فرق نہیں ہے کہ کیا ہوگا یا تم اسے دفن کر سکتے ہو۔ حسینؑ اگر ہمارے کام میں رکاوٹ نہ بنے تو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔

اس کے بعد ابن زیاد نے کہا: اے ابن عقیلؑ! خاموش رہو تم ایسے لوگوں کے اندر آئے ہو جو سب اکٹھے تھے لیکن تم نے انھیں پراگندہ کیا، ان کے درمیان اختلاف ڈالا ہے اور انھیں ایک دوسرے کا جانی دشمن بنا دیا ہے۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے فرمایا: میں بالکل اس کام کے لیے نہیں آیا تھا۔ اس شہر کے لوگ گمان کرتے ہیں کہ تمھارے باپ نے ان کے بزرگوں کو قتل کیا، ان کا خون بہایا ہے۔ روم اور ایران (قیصر و کسریٰ) کے بادشاہوں جیسا سلوک کیا ہے۔ میں ان کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ عدل و انصاف کا حکم کروں اور لوگوں کو حکمِ قرآن کی طرف دعوت دوں۔

ابن زیاد نے جناب مسلمؑ سے کہا: تمھیں اس سے کیا غرض ایک فاسق! جب تم مدینہ میں تھے اور شراب پیتے تھے تب یہ کام نہیں کیا۔ (نعوذ باللہ)

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: کیا میں شراب پیتا ہوں؟! خدا کی قسم! خدا جانتا ہے اور تم بھی جانتے ہو کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے غیر واقعی بات کی ہے۔ میں ایسا نہیں ہوں کہ جس طرح سے تم نے کہا ہے۔ تم شراب خور ہو، میں شراب خور نہیں ہوں۔ وہ شخص اس کام (شراب خواری) کے لائق تر ہے کہ جو مسلمانوں کا خون کتے کی طرح پیتا ہے۔ ایسے شخص کو قتل کرتا ہے کہ جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے۔ ظلم و ستم، دشمنی اور بدگمانی کی وجہ سے خون بہائے، لہو و لعب میں یوں مشغول ہو کہ گویا اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔

ابن زیاد نے کہا: اے فاسق! تمھاری خواہشِ نفس نے ایسی چیز (یعنی حکومت) کی آرزو کی کہ جس سے خدا مانع ہوا اور تمھیں اس کے لائق نہیں سمجھا۔

جناب مسلمؑ نے فرمایا: اگر ہم اس کے لائق نہیں ہیں تو کون اس کی لیاقت رکھتا ہے؟

ابن زیاد نے کہا: امیر المومنین یزید (لعین)۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم خوشنود ہیں کہ ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ کرنے والا خدا ہے۔

ابن زیاد نے کہا: خدا مجھے ہلاک کرے اگر میں تمھیں یوں قتل نہ کروں کہ جس طرح سے اسلام میں کوئی بھی شخص قتل نہ کیا گیا ہو۔

حضرت مسلمؑ نے اس سے فرمایا: ہاں، تم سے یہی اُمید ہے کہ تم وہ کام انجام دو گے جو اسلام میں نہ کیا گیا ہو۔ تم غالب آنے کی صورت میں قتل کرنے، مثلہ (ایسا زخمی کرنا کہ صورت بگڑ جائے) کرنے، بدرفتاری اور سرزنش کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔

اس کے بعد ابن زیاد نے انھیں، امام حسین بن علی علیہما السلام اور حضرت عقیلؑ کو گالی گلوچ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد جناب مسلمؑ نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔

پھر ابن زیاد نے کہا: قصر کی چھت پر لے جا کر اس کی گردن اُڑا دو اور جسد کو نیچے پھینک دو۔

جناب مسلمؑ بن عقیلؑ نے فرمایا: اگر میرے اور تمھارے درمیان کوئی رشتہ داری ہوتی تو، تُو کبھی مجھے قتل نہ کرتا۔

مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت

فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: أَيْنَ هٰذَا الَّذِي ضَرَبَ ابْنُ عَقِيلٍ رَأْسَه بِالسَّيْفِ؟ فَدُعِيَ بَكْرُ بْنُ حُمْرَانَ الْأَحْمَرِيُّ فَقَالَ لَهُ: اِصْعَدْ فَلْتَكُنْ أَنْتَ الَّذِي تَضْرِبُ عُنُقَه۔ فَصُعِدَ بِهِ وَهُوَ يُكَبِّرُ وَيَسْتَغْفِرُ اللهَ وَيُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ احْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ غَرُّونَا وَكَذَّبُونَا وَخَذَلُونَا۔ وَأَشْرَفُوا بِهِ عَلٰى مَوْضِعِ الْحَذَّائِينَ الْيَوْمَ، فَضُرِبَتْ عُنُقُه وَأُتْبِعَ جَسَدُهُ رَأْسَه۔

ابن زیاد نے کہا: وہ شخص کہاں ہے کہ جس کے سر پر ابن عقیلؑ نے تلوار سے ضرب لگائی ہے؟! بکر بن حمران احمری کو آواز دی گئی۔ وہ آیا تو ابن زیاد نے اس سے کہا: تم اُوپر جاؤ اور اس کی گردن جدا کردو۔

حضرت مسلمؑ کو اس حالت میں قصر پر لے جایا گیا کہ تکبیر کا ورد اور استغفار کر رہے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیج رہے تھے۔

انھوں نے عرض کیا: ”خدایا! ہمارے اور اس قوم کہ جس نے ہمیں دھوکا دیا، ہمارے ساتھ جھوٹ بولا اور ہمیں خوار کیا، کے درمیان تو خود فیصلہ فرما“۔

انھیں دارالامارہ کی چھت پر لے جایا گیا اور ان کا سرتن سے جدا کرنے کے بعد جسد کو نیچے گرا دیا گیا۔

ہانیؓ بن عروہ کی شہادت

وَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ الْاَشْعَثِ اِلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فَكَلَّمَهُ فِي هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ فَقَالَ: اِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ هَانِئٍ فِي الْمِصْرِ وَبَيْتِهِ فِي الْعَشِيْرَةِ، وَقَدْ عَلِمَ قَوْمُهُ اَنِّيْ اَنَا وَصَاحِبَيَّ سُقْنَاهُ اِلَيْكَ، فَاَنْشُدُكَ اللهَ لَمَّا وَهَبْتَهُ لِيْ، فَاِنِّيْ اَكْرَهُ عَدَاوَةَ الْمِصْرِ وَاَهْلِهِ۔ فَوَعَدَهُ اَنْ يَفْعَلَ، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَاَمَرَ بِهَانِئٍ فِي الْحَالِ فَقَالَ: اَخْرِجُوْهُ اِلَى السُّوْقِ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ۔ فَاُخْرِجَ هَانِئٌ حَتّٰى انْتُهِيَ بِهِ اِلٰى مَكَانٍ مِنَ السُّوْقِ كَانَ يُبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ، وَهُوَ مَكْتُوْفٌ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: وَامَذْحِجَاهُ! وَلَا مَذْحِجَ لِيَ الْيَوْمَ، يَامَذْحِجَاهُ! يَامَذْحِجَاهُ! وَاَيْنَ مَذْحِجُ؟! فَلَمَّا رَاٰى اَنَّ اَحَدًا لَا

يَنْصُرُهُ جَذَبَ يَدَهُ فَنَزَعَهَا مِنَ الْكِتَافِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا مِنْ عَصًا أَوْ سِكِّينٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ عَظْمٍ يُحَاجِزُ بِهِ رَجُلٌ عَنْ نَفْسِهِ، وَوَثَبُوا إِلَيْهِ فَشَدُّوهُ وَثَاقًا، ثُمَّ قِيلَ لَهُ: أُمْدُدْ عُنُقَكَ، فَقَالَ: مَا أَنَا بِهَا سَخِيٌّ، وَمَا أَنَا بِمُعِينِكُمْ عَلَى نَفْسِي، فَضَرَبَهُ مَوْلَى لِعُبَيْدِ اللهِ تُرْكِيٌّ يُقَالُ لَهُ: رُشَيْدٌ بِالسَّيْفِ فَلَمْ يَصْنَعْ شَيْئًا، فَقَالَ هَانِئٌ: إِلَى اللهِ الْمَعَادُ، اَللّٰهُمَّ إِلَى رَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ، ثُمَّ ضَرَبَهُ أُخْرَى فَقَتَلَهُ۔

وَفِي مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ وَهَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ يَقُولُ عَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْأَسَدِيّ:

إِنْ كُنْتِ لَا تَدْرِينَ مَا الْمَوْتُ فَانْظُرِي
إِلَى هَانِئٍ فِي السُّوقِ وَابْنِ عَقِيلِ
إِلَى بَطَلٍ قَدْ هَشَّمَ السيفُ وجهَهُ
وَآخَرَ يَهْوِي مِنْ طَمَارِ قَتِيلِ
أَصَابَهُمَا أَمْرُ الْأَمِيرِ فَأَصْبَحَا
أَحَادِيثَ مَنْ يَسْرِي بِكُلِّ سَبِيلِ
تَرَى جَسَدًا قَدْ غَيَّرَ الْمَوْتُ وجهه
وَنَضْحَ دَمٍ قَدْ سَالَ كُلَّ مسيل
فَتًى هُوَ أَحْيَا مِنْ فَتَاةٍ حَيِيَّةٍ
وَأَقْطَعَ مِنْ ذِي شَفْرَتَيْنِ صقيل
أَيَرْكَبُ أَسْمَاءُ الْهَمَالِيجَ آمِنًا

وَقَد طَلَبَتْهُ مَذْحِجُ بِذُحُول
تطيفُ حَوَالَيهِ مرادُ وَكُلُّهُمْ
عَلٰى رقبَةٍ مِن سَائِلٍ وَمَسول
فَاِنْ اَنْتُم لَمْ تَثْأَرُوا بِأَخيكُمْ
فكُونُوا بغايا أُرضِيَتْ بِقَلِيلٍ

محمد بن اشعث، عبیداللہ ابن زیاد کی طرف بڑھا اور اس سے ہانی بن عروہ کے متعلق گفتگو کی اور کہا: تم شہر میں اس کے رشتہ داروں اور قبیلہ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو۔ اس کی قوم جانتی ہے کہ میں اور میرے دوست اسے تمھارے پاس لائے ہیں۔ میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ہانیؓ مجھے بخش دو کیوں کہ مجھے اس شہر میں اور اس میں رہنے والوں کی دشمنی کا خطرہ ہے۔

ابن زیاد نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا ہی کرے گا لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اپنی رائے سے پھر گیا اور حکم دیا کہ ہانیؓ کو فوراً حاضر کیا جائے۔ اس کے بعد کہا: اسے بازار میں لے جا کر اس کی گردن اُڑا دو۔

ہانیؓ کے ہاتھ باندھ کر انھیں بازار کے اس حصّے میں لایا گیا جہاں پر بھیڑ بکریاں فروخت ہوتی تھیں۔ انھوں نے یہ جملہ کہنا شروع کیا:

اے قبیلہ مذحج! میری مدد کو آؤ۔ آج میرے لیے کوئی بھی مذحجی نہیں ہے؟ اے مذحج! کہاں ہے مذحج؟

جب انھوں نے دیکھا کہ ان کی مدد کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے تو انھوں نے کھینچ کر اپنے ہاتھ باہر نکالے اور کہا: کیا کوئی عصا، چاقو، پتھر یا ہڈی نہیں ہے کہ جس سے میں اپنا دفاع کروں؟

دشمن نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان پر حملہ کر دیا اور انھیں مضبوطی سے

باندھ دیا۔ اس کے بعد ان سے کہا: اپنی گردن تیار کرو تا کہ اسے اُڑایا جائے۔

انھوں نے کہا: میں جان دینے میں سخی نہیں ہوں اور اپنے قتل پر تمھاری مدد نہیں کروں گا۔

ابن زیاد کا ایک ترک غلام تھا کہ جس کا نام رشید تھا۔ اس نے تلوار سے ان کی گردن پر ضرب لگائی لیکن وہ کچھ نہ کر سکی۔

ہانیؓ نے کہا: بازگشت خدا کی طرف ہے۔ خدایا! میں تیری رحمت اور رضوان کی طرف آرہا ہوں۔ اس کے بعد غلام نے ایک اور ضرب لگائی اور انھیں قتل کر دیا۔

عبیداللہ بن زبیر اسدی نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور جناب ہانیؓ کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں:

"اگر تمھیں معلوم نہیں ہے کہ موت کیا چیز ہے تو پھر بازار کے درمیان میں ہانیؓ اور مسلمؑ بن عقیلؑ کو دیکھو"۔

"ایسے شجاع مبارز کو دیکھو کہ شمشیر نے جس کا چہرہ ختم کر دیا"۔

"دوسرا بہادر انسان کہ جس کے جسدِ خاکی کو بلند مقام سے نیچے گرایا گیا"۔

"ان دونوں کو امیر کا فرمان تیر کے مانند لگا اور ان کے قتل کا باعث بنا۔ اس کے بعد وہ ایسی داستان بنے کہ رات میں مسافر جس راستے سے بھی جاتا تو ان سے گفتگو کرتا"۔

"تم ایسے جسدِ خاکی کو دیکھتے ہو کہ موت نے اس کے چہرے کا رنگ تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور ایسے خون کا مشاہدہ کرتے ہو کہ جو ہر طرف سے جاری ہے"۔

"تم ایسے جوان مرد کو دیکھتے ہو کہ ایک باحیا جوان عورت سے

بھی زیادہ شرم وحیا کا مالک ہے اور اس شمشیر سے زیادہ کاٹنے والا ہے کہ جس کی دونوں دھاروں کو صیقل کیا گیا ہو"۔

"کیا اسماء (کہ جس نے جناب ہانیؓ کو ابن زیاد کے حوالے کیا) آسودہ خاطر گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے؟ درحالاں کہ قبیلہ مذحج خون کا مطالبہ کر رہے ہیں"۔

"قبیلہ مراد (کہ جو ہانیؓ کا ہم قوم تھا) اسماء کے اردگرد گھوم رہے ہیں اور تمام کے تمام ہانیؓ کے منتظر ہیں اور ایک دوسرے سے ان کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر تم نے اپنے بھائی کے خون کا انتقام نہ لیا تو ان زانی عورتوں کے مانند ہوں گے جو تھوڑی چیز پر راضی ہوجاتی ہیں"۔

حضرت مسلمؑ اور ہانیؓ کی شہادت کی یزید کو اطلاع

وَلَمَّا قُتِلَ مُسْلِمٌ وَهَانِئٌ بَعَثَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرُؤُوسِهِمَا مَعَ هَانِئِ بْنِ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيِّ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْأَرْوَاحِ التَّمِيمِيِّ، إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَأَمَرَ كَاتِبَهُ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى يَزِيدَ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ مُسْلِمٍ وَهَانِئٍ، فَكَتَبَ الْكَاتِبُ وَهُوَ عَمْرُو بْنُ نَافِعٍ فَأَطَالَ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَطَالَ فِي الْكُتُبِ، فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ عُبَيْدُ اللهِ تَكَرَّهَهُ ﴿كرهه﴾ وَقَالَ ﴿فقال﴾: مَا هٰذَا التَّطْوِيلُ وَمَا هٰذِهِ الْفُضُولُ؟ اُكْتُبْ: أَمَّا بَعْدُ: فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَخَذَ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَقِّهِ، وَكَفَاهُ مُؤْنَةَ ﴿مؤونة﴾ عَدُوِّهِ،

أُخْبِرُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ مُسلمَ بْنَ عَقِيلٍ لَجَأَ إِلَىٰ دَارِ هَانِئِ بْنِ عُروَةَ الْمُرَادِيِّ، وَأَنِّي جَعَلْتُ عَلَيْهِمَا الْعُيُونَ، وَدَسَسْتُ إِلَيْهِمَا الرِّجَالَ وَكِدتُهُمَا حَتَّى اسْتَخْرَجْتُهُمَا، وَأَمْكَنَ اللهُ مِنْهُمَا، فَقَدَّمْتُهُمَا وَضَرَبْتُ أَعْنَاقَهُمَا، وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِرُؤُوسِهِمَا مَعَ هَانِئِ بْنِ أَبِي حَيَّةَ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْأَرْوَحِ التَّمِيمِيِّ، وَهُمَا مِن أَهْلِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنَّصِيحَةِ، فَلْيَسْأَلْهُمَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا أَحَبَّ مِنْ أَمْرِهِمَا، فَإِنَّ عِندَهُمَا عِلْمًا وَصِدْقًا وَوَرَعًا، وَالسَّلَامُ۔

جب حضرت مسلمؑ اور ہانی شہید ہو چکے تو ابن زیاد نے ہانی بن ابی حیہ وادعی اور زبیر بن اروح تمیمی کو حکم دیا کہ وہ ان دونوں کے سر یزید بن معاویہ کے پاس لے جائے اور اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ مسلمؑ وہانیؓ کا پورا واقعہ لکھ کر یزید کو بھیجے۔ کاتب عمرو بن نافع تھا، اس نے طولانی اور تفصیل کے ساتھ ماجرا تحریر کیا۔ وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے اتنا طویل خط لکھا:

ابن زیاد نے جب وہ خط دیکھا تو اسے پسند نہ آیا اور کہا: یہ اتنی طویل تفصیل کس لیے؟ یوں لکھو:

"اما بعد! سب تعریفیں خدا کے لیے ہیں کہ جس نے امیرالمومنین (یزید لعین) کا حق لے لیا اور اس کے دشمن کے لیے کافی ہوا۔ پس امیرالمومنین (یزید) کو یوں مطلع کر رہا ہوں کہ مسلمؑ بن عقیلؑ نے ہانیؓ بن عروہ مرادی کے گھر پناہ لی۔ میں نے ان دونوں کے لیے جاسوس مقرر کر دیے اور کچھ افراد کو ان کی گھات میں بٹھا دیا۔ میں نے مکروفریب کے ذریعے ان دونوں کو باہر

نکالا اور خدا نے مجھے ان پر غلبہ عطا کیا۔
میں نے انھیں گرفتار کر کے ان کے سرتن سے جدا کر دیے ہیں اور ہانیؓ بن ابی حیہ اور زبیر بن اروح تمیمی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں مطیع و فرماں بردار اور اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں۔ لہٰذا امیرالمومنین جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں کیوں یہ دونوں ان کی داستان سے آگاہ ہیں، نیز اہلِ تقویٰ اور سچے بھی ہیں"۔

یزید کی جانب سے ابن زیاد کا شکریہ

فَكَتَبَ إِلَيْهِ يَزِيدُ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدُ أَنْ كُنْتَ كَمَا أُحِبُّ، عَمِلْتَ عَمَلَ الْحَازِمِ، وَصُلْتَ صَوْلَةَ الشُّجَاعِ الرَّابِطِ الْجَأْشِ، وَقَدْ أَغْنَيْتَ وَكَفَيْتَ وَصَدَّقْتَ ظَنِّي بِكَ وَرَأْيِي فِيكَ، وَقَدْ دَعَوْتُ رَسُولَيْكَ فَسَأَلْتُهُمَا وَنَاجَيْتُهُمَا، فَوَجَدْتُهُمَا فِي رَأْيِهِمَا وَفَضْلِهِمَا كَمَا ذَكَرْتَ، فَاسْتَوْصِ بِهِمَا خَيْرًا، وَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ تَوَجَّهَ إِلَى الْعِرَاقِ فَضَعِ الْمَنَاظِرَ وَالْمَسَالِحَ وَاحْتَرِسْ، وَاحْبِسْ عَلَى الظِّنَّةِ وَاقْتُلْ عَلَى التُّهَمَةِ، وَاكْتُبْ إِلَيَّ فِيمَا يَحْدُثُ مِنْ خَبَرٍ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

یزید نے ابن زیاد کے نام خط لکھا:

"اما بعد! تُو نے ایک دُور اندیش انسان کی مانند وہی کام انجام دیا جو مجھے پسند ہے۔ تُو نے مضبوط دل، دلاوروں کی مانند

شجاعت سے حملہ کیا۔ ہمیں ہمارے دشمن سے بے نیاز کیا اور تُو نے اپنے بارے میں میرے گمان اور میری رائے کو سچ کر دکھایا ہے۔ میں نے تمھاری طرف سے بھیجے ہوئے دونوں افراد کو اپنے پاس بلایا ہے۔ ان سے واقعہ کی تفصیل پوچھی اور راز و نیاز کیا۔ یہ دونوں افراد رائے اور فضیلت میں اسی طرح سے ہیں جس طرح تم نے تحریر کیا ہے۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ عراق کی طرف آ رہے ہیں لہٰذا نگہبانوں اور مسلح افراد کو راستوں پر تعینات کر دو۔ صورت حال پر نظر رکھو، جس کے بارے میں تمھیں مخالفت کا وہم و گمان بھی ہو اسے قید خانے میں ڈال دو اور جو ہمارا مخالف ہو، اسے قتل کر دو۔ جو بھی واقعہ رُونما ہو مجھے اس سے آگاہ کرو۔ ان شاء اللہ!"

❋❋❋

فصل چہارم

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ سے روانگی

وكان خروج مسلم بن عقيل بالكوفة يوم الثلاثاء
لثمان مضين من ذي الحجة سنة ستين وقتله يوم
الأربعاء لتسع خلون منه يوم عرفة ، وكان توجه
الحسين (عليه السلام) من مكة إلى العراق في يوم خروج مسلم
بالكوفة وهو يوم التروية بعد مقامه بمكة بقية
شعبان وشهر رمضان وشوالا وذا القعدة وثماني ليال
خلون من ذي الحجة سنة ستين، وكان قد اجتمع
إليه مدة مقامه بمكة نفر من أهل الحجاز ونفر من
أهل البصرة، انضافوا إلى أهل بيته ومواليه۔
ولما أراد الحسين (عليه السلام) التوجه إلى العراق، طاف
بالبيت وسعى بين الصفا والمروة، وأحل من إحرامه
وجعلها عمرة لأنه لم يتمكن من تمام الحج مخافة
أن يقبض عليه بمكة فينفذ إلى يزيد بن معاوية ،
فخرج (عليه السلام) مبادرا بأهله وولده ومن انضم إليه من
شيعته ، ولم يكن خبر مسلم قد بلغه لخروجه يوم
خروجه على ما ذكرنا۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری بروز منگل کوکوفہ میں قیام کیا جب کہ ان کی شہادت روز عرفہ ۹ ذی الحجہ بروز بدھ کو ہوئی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ سے عراق کی طرف روانگی اور جناب مسلمؑ بن عقیل کی شہادت ایک ہی دن میں واقع ہوئی ہے کہ جو یوم الترویہ کا موقع تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ماہ شعبان کا باقی حصہ اور ماہ رمضان، شوال، ذیقعدہ مکمل اور ماہ ذی الحجہ کی ۹ راتیں مکہ میں گزاری تھیں۔ جب آپ مکہ میں قیام پذیر تھے تو حجاز اور بصرہ کے کچھ لوگ ان کی خدمت میں آئے اور ان کے اہلِ بیتؑ اور دوستوں کے ساتھ ملحق ہو گئے۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور احرام کھول دیا اور اسے عمرہ قرار دیا۔ آپ حج کو مکمل نہیں کر سکتے تھے، کیوں کہ یہ خطرہ تھا کہ انھیں گرفتار کر کے شام میں یزید کے پاس لے جائیں گے۔ آپ اپنے اہلِ بیتؑ، اولاد اور ان افراد کے ہم راہ مکہ سے رخصت ہوئے جو آپؑ کے ساتھ ملحق ہوئے تھے۔ ابھی تک آپ کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے شہید ہونے کی اطلاع نہیں ملی تھی کیوں کہ جس دن امام علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوئے تھے اسی دن حضرت مسلمؑ نے قیام کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امام علیہ السلام کی فرزدق سے گفتگو

فَرُوِيَ عَنِ الْفَرَزْدَقِ الشَّاعِرِ أَنَّهُ قَالَ: حَجَجْتُ بِأُمِّي فِي سَنَةِ سِتِّينَ، فَبَيْنَا أَنَا أَسُوقُ بَعِيرَهَا حِينَ دَخَلْتُ الْحَرَمَ إِذْ لَقِيتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہما السلام خَارِجًا مِنْ مَكَّةَ مَعَهُ أَسْيَافُهُ وَتِرَاسُهُ فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقِطَارُ؟ فَقِيلَ: لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَأَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ:

أَعْطَاكَ اللهُ سُؤْلَكَ وَأَمَلَكَ فِيمَا تُحِبُّ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ، مَا أَعْجَلَكَ عَنِ الْحَجِّ؟ فَقَالَ: ﴿لَوْلَمْ أَعْجَلْ لَأُخِذْتُ﴾ ثُمَّ قَالَ لِي: ﴿مَنْ أَنْتَ﴾ قُلْتُ: امْرُؤٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَلَا وَاللهِ مَا فَتَّشَنِي عَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ لِي: ﴿أَخْبِرْنِي عَنِ النَّاسِ خَلْفَكَ﴾ فَقُلْتُ: اَلْخَبِيرَ سَأَلْتَ، قُلُوبُ النَّاسِ مَعَكَ وَأَسْيَافُهُمْ عَلَيْكَ، وَالْقَضَاءُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاللهِ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ! فَقَالَ: ﴿صَدَقْتَ، لِلّٰهِ الْأَمْرُ، وَكُلَّ يَوْمٍ رَبُّنَا هُوَ فِي شَأْنٍ، إِنْ نَزَلَ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللهَ عَلَىٰ نَعْمَائِهِ، وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ أَدَاءِ الشُّكْرِ، وَإِنْ حَالَ الْقَضَاءُ دُونَ الرَّجَاءِ، فَلَمْ يبعد مَنْ كَانَ الْحَقُّ نِيَّتَه وَالتَّقْوىٰ سَرِيرَتَه﴾ فَقُلْتُ لَهُ: أَجَل، بلغك اللهُ مَا تُحِبُّ وَكَفَاكَ مَا تَحْذَرُ، وَسَأَلْتُه عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ نُذُورٍ وَمَنَاسِكَ فَأَخْبَرَنِي بِهَا، وَحَرَّكَ رَاحِلَتَه وَقَالَ: ﴿السَّلَامُ عَلَيْكَ﴾ ثُمَّ افْتَرَقْنَا۔

شاعر فرزدق سے یوں نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا: میں ۶۰ ہجری میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج پر گیا۔ میں اپنے اُونٹ کو چلاتا ہوا سرزمین حرم (کہ جو مکہ کے اطراف سے شروع ہوتی ہے) میں داخل ہوا تو وہاں پر میری ملاقات حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ ہوئی کہ جو اپنی تلواریں اور سپریں لیے ہوئے مکہ سے روانہ ہو رہے تھے۔

میں نے کہا: یہ اُونٹوں کی قطار کس کی ہے؟

کہا گیا: حسین بن علیؑ کی ہے۔

یہ سن کر میں ان کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ ان کی خدمت میں سلام تقدیم کرنے کے بعد عرض کیا: خداوند آپؑ کو آپؑ کی تمنائیں اور آرزوئیں عنایت فرمائے۔ اے فرزندِ رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں، کیا چیز باعث بنی ہے کہ آپؑ حج کو ترک کر کے جلدی جا رہے ہیں؟!

آپؑ نے فرمایا: اگر جلدی نہ کروں تو مجھے گرفتار کرلیں گے۔ اس کے بعد فرمایا: تم کون ہو؟

میں نے عرض کیا: ایک عرب شخص ہوں، خدا کی قسم! اس سے بیش تر تعارف کروانے کا نہیں۔ اس کے بعد فرمایا: جن لوگوں (اہلِ عراق) کو پیچھے چھوڑ کر آئے ہو ان کے بارے میں کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کیا: آپؑ نے ایک آگاہ شخص سے پوچھا ہے۔ لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ اور تلواریں آپؑ کے خلاف آمادہ ہیں۔ قضا آسمان سے نازل ہوتی ہے، خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

انھوں نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے، امر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے پروردگار کی ہر روز ایک شان ہے۔ اگر قضا اور سرنوشت ہماری خواہش اور تمنا کے مطابق ہو تو ہم خدا کی نعمتوں پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور وہ شکر ادا کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے اور اگر قضا (اور سرنوشت) تمنا اور خواہش کے مطابق نہ ہو تو جس کی نیت حق اور باطن تقویٰ پر مبنی ہو تو وہ رحمتِ خدا سے دُور نہ ہو۔

مَیں نے ان سے عرض کیا: ہاں، آپؑ کی جو تمنا اور خواہش ہے خدا آپؑ کو اس تک پہنچائے اور آپؑ جس سے ڈرتے ہیں وہ آپ کے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد ہم نے ان سے نذر، اعمال اور مراسمِ حج کے بارے میں سوالات کیے اور انھوں نے ہمیں جوابات دیے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی سواری کو چلاتے ہوئے فرمایا: السلام علیک، اس کے بعد ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

دشمن کی امام حسین علیہ السلام کو روکنے کی کوشش

وَكَانَ الْحُسَيْنُ بن عَلِيٍّ علیہما السلام لَمَّا خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ اعْتَرَضَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ أَرْسَلَهُمْ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ إِلَيْهِ ، فَقَالُوا لَهُ: اِنْصَرِفْ، إِلَى أَيْنَ تَذْهَبُ ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ وَمَضَى وَتَدَافَعَ الْفَرِيقَانِ وَاضْطَرَبُوا بِالسِّيَاطِ، وَامْتَنَعَ الْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُهُ مِنْهُم امْتِنَاعًا قَوِيًّا وَسَارَ حَتَّى أَتَى التَّنْعِيمَ۔

جس وقت حسینؑ بن علی علیہما السلام مکہ سے روانہ ہوئے تو یحییٰ بن سعید بن عاص نے کچھ لوگوں کے ہمراہ کہ جنہیں (حاکم مکہ) عمر بن سعید نے بھیجا تھا اور طے یہ پایا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو گرفتار کیا جائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکا اور کہا: لوٹ جاؤ، کہاں جا رہے ہو؟!

حضرتؑ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنا سفر جاری رکھا۔ ان لوگوں نے راستہ روک کر تازیانوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور چلتے ہوئے تنعیم کے مقام پر پہنچ گئے۔

سفر کے لیے اونٹ کرائے پر

فَلَقِيَ عِيْرًا قَدْ أَقْبَلَتْ مِنَ الْيَمَنِ، فَاسْتَأْجَرَ مِنْ أَهْلِهَا جِمَالًا لِرَحْلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَقَالَ لِأَصْحَابِهَا: ﴿مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَنَا إِلَى الْعِرَاقِ وَفَيْنَاهُ كِرَاءَهُ وَأَحْسَنَّا صُحْبَتَهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَارِقَنَا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ أَعْطَيْنَاهُ كِرَاءً عَلَى قَدْرِ مَا قَطَعَ مِنَ الطَّرِيقِ﴾ فَمَضَى

مَعَهُ قَوْمٌ وَامْتَنَعَ آخَرُونَ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہاں (مقام تنعیم) پر ایک قافلے سے ملاقات کی جو یمن سے آیا تھا۔ آپؑ نے ان سے زادِراہ اور اپنے اصحاب کے لیے کچھ اُونٹ کرائے پر لیے اور اُونٹوں کے مالکوں سے فرمایا: آپ لوگوں میں سے جو کوئی (اپنے اُونٹوں کے ہمراہ) ہمارے ساتھ عراق آنا پسند کرے ہم اسے پورا کرایہ دیں گے اور سفر کے دوران اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جو کوئی راستے میں ہم سے علیحدہ ہو جائے گا اسے ہم اسی مقدار میں کرایہ دیں گے جس قدر وہ ہمارے ساتھ رہا ہو۔ یہ سن کر کچھ لوگ ان کے ہمراہ روانہ ہوئے اور کچھ نہ گئے۔

عبداللہ بن جعفرؓ کا امام علیہ السلام کے نام خط

وَأَلْحَقَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ بِابْنَيْهِ عَوْنٍ وَمُحَمَّدٍ، وَكَتَبَ عَلَى أَيْدِيهِمَا إِلَيْهِ كِتَاباً يَقُولُ فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِاللهِ لَمَّا انْصَرَفْتَ حِينَ تَنْظُرُ فِي كِتَابِي، فَإِنِّي مُشْفِقٌ عَلَيْكَ مِنَ الْوَجْهِ الَّذِي تَوَجَّهْتَ لَهُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ هَلَاكُكَ وَاسْتِئْصَالُ أَهْلِ بَيْتِكَ، إِنْ هَلَكْتَ الْيَوْمَ طُفِئَ نُورُ الْأَرْضِ، فَإِنَّكَ عَلَمُ الْمُهْتَدِينَ وَرَجَاءُ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَا تَعْجَلْ بِالْمَسِيرِ فَإِنِّي فِي أَثَرِ كِتَابِي، وَالسَّلَامُ۔

عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے دو بیٹوں عونؓ اور محمدؓ کو ایک خط دے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے امام علیہ السلام کے نام یوں تحریر کیا تھا:

"امابعد! میں آپؑ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب آپ میرا خط پڑھیں تو اس سفر سے منصرف ہو جائیں، کیوں کہ جو سفر آپؑ

نے اختیار کیا ہے میں اس سے پریشان ہوں کہ آپؑ کو ہاتھ سے دے بیٹھوں گا اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ پریشان ہوں گے۔ اگر آپ آج ہمارے درمیان سے اُٹھ جائیں تو زمین کا نُور بجھ جائے گا کیوں کہ آپؑ راستہ تلاش کرنے والوں کے لیے روشن چراغ اور مومنین کی اُمید ہیں لہٰذا اس سفر میں جلدی نہ کریں۔ اس کے بعد مَیں بھی آپ تک پہنچوں گا۔ والسلام!''

عمرو بن سعید کا امان نامہ

وَصَارَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ اِلٰی عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ فَسَأَلَہٗ اَنْ یَکْتُبَ لِلْحُسَیْنِ اَمَانًا وَیُمَنِّیَہٗ لِیَرْجِعَ عَنْ وَجْہِہٖ، فَکَتَبَ اِلَیْہِ عَمْرُو بْنُ سَعِیْدٍ کِتَابًا یُمَنِّیْہِ فِیْہِ الصِّلَۃَ وَیُؤْمِنُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ، وَاَنْفَذَہٗ مَعَ اَخِیْہِ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ، فَلَحِقَہٗ یَحْیٰی وَعَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ جَعْفَرٍ بَعْدَ نُفُوْذِ اِبْنَیْہِ وَدَفَعَا اِلَیْہِ الْکِتَابَ وَجَھَدَا بِہٖ فِی الرُّجُوْعِ۔

عبداللہ بن جعفرؓ عمرو بن سعید کے پاس گئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے امان نامہ دے اور ان کا دل خوش کرے تا کہ وہ جس سفر پر نکلے ہیں واپس آ جائیں۔

عمرو بن سعید نے ایک خط لکھا اور اس میں آں حضرتؑ کو نیک سلوک کرنے کا وعدہ دیا اور انھیں اطمینان دلایا کہ اسے ان سے کوئی غرض نہیں ہے۔ انھوں نے وہ خط اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے ہاتھ امام علیہ السلام کی طرف بھیجا۔ یحییٰ اور عبداللہ بن جعفرؓ دونوں امام علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب عبداللہ بن جعفرؓ کے دونوں بیٹے

امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور عمرو بن سعید کا خط حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور بہت کوشش کی کہ آں حضرت کو اس سفر سے روکیں۔

سفر کو جاری رکھنے پر پیغمبر اکرمؐ کی امامؑ کو تشویق

فَقَالَ: ﴿اِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْمَنَامِ، وَأَمَرَنِي بِمَا أَنَا مَاضٍ لَهُ﴾ فَقَالَا لَهُ: فَمَا تِلْكَ الرُّؤْيَا؟ قَالَ: ﴿مَا حَدَّثْتُ أَحَدًا بِهَا، وَلَا أَنَا مُحَدِّثٌ أَحَدًا حَتّٰى أَلْقَى رَبِّي جَلَّ وَعَزَّ﴾ فَلَمَّا أَيِسَ مِنْهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَمَرَ ابْنَيْهِ عَوْنًا وَمُحَمَّدًا بِلُزُوْمِهِ وَالْمَسِيْرِ مَعَهُ وَالْجِهَادِ دُوْنَهُ، وَرَجَعَ مَعَ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ إِلٰى مَكَّةَ۔

وَتَوَجَّهَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام نَحْوَ الْعِرَاقِ مُغِذًّا لَا يَلْوِي عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَ ذَاتَ عِرْقٍ۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے مجھے اس سفر کو جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ان دونوں نے پوچھا: خواب کیا تھا؟

حضرتؑ نے فرمایا: میں نے وہ کسی کو نہیں بتایا اور نہ ہی بتاؤں گا یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرلوں۔

جب عبداللہ بن جعفرؓ ناامید ہو گئے تو انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں عونؓ و محمدؓ کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ امام علیہ السلام کے ساتھ رہیں اور ان سے جدا نہ ہوں اور ان کے ہمراہ مل کر جہاد کریں۔ عبداللہ بن جعفرؓ یحییٰ بن سعید کے ہمراہ مکہ لوٹ آئے۔ امام علیہ السلام عراق کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں کسی جگہ پر قیام کیے بغیر منطقہ ذات عرق تک پہنچے۔

امام علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کے لیے ابن زیاد کی حفاظتی تدابیر

وَلَمَّا بَلَغَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ اِقْبَالُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْكُوفَةِ، بَعَثَ الْحُصَيْنَ بْنَ نُمَيْرٍ صَاحِبَ شُرَطِهِ حَتّٰى نَزَلَ الْقَادِسِيَّةَ، وَنَظَمَ الْخَيْلَ بَيْنَ الْقَادِسِيَّةِ اِلٰى خَفَّانَ، وَمَا بَيْنَ الْقَادِسِيَّةِ اِلَى الْقُطْقُطَانَةِ۔ وَقَالَ النَّاسُ ﴿لِلنَّاسِ﴾: هٰذَا الْحُسَيْنُ يُرِيدُ الْعِرَاقَ۔

وَلَمَّا بَلَغَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام الْحَاجِرَ مِنْ بَطْنِ الرُّمَّةِ، بَعَثَ قَيْسَ بْنَ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيَّ، وَيُقَالُ: بَلْ بَعَثَ أَخَاهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَقْطُرَ اِلٰى أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَكُنْ علیہ السلام عَلِمَ بِخَبَرِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ وَكَتَبَ مَعَهُ اِلَيْهِمْ:

جب ابن زیاد کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف آرہے ہیں تو اس نے اپنی فوج کے سربراہ حصین بن نمیر کو بھیجا۔ اس نے قادسیہ کے مقام پر اپنا پڑاؤ ڈالا۔ قادسیہ سے خفان اور اسی طرح قادسیہ سے قطقطانہ تک کے مقامات کو فوج سے پُر کر دیا اور وہاں پر گردونواح کے لوگوں کو بتایا کہ حسینؑ بن علیؑ عراق آرہے ہیں۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام ''بطن الرّمہ'' کی سرزمین میں مقام حاجز پر پہنچے تو قیس بن مسہر صیداوی کو کوفہ بھیجا (البتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے اس کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کو بھیجا) البتہ ابھی تک انھیں حضرت مسلمؑ بن عقیل کے ساتھ پیش آنے والی صورت حال اور ان کی شہادت کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ ان کے ہاتھ بھیجے گئے خطوط کا مضمون اور عبارت کچھ یوں ہے:

امام حسین علیہ السلام کا کوفہ والوں کے نام خط

﴿مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اِلٰى اِخْوَانِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، فَاِنِّي اَحْمَدُ اِلَيْكُمُ اللهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ كِتَابَ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ جَاءَنِي يُخْبِرُ فِيْهِ بِحُسْنِ رايكم واجتماع ملاكم على نصرنا والطلب بحقنا فسالت الله ان يحسن لَنَا الصَّنِيعَ، وَاَنْ يُثِيبَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اَعْظَمَ الْاَجْرِ، وَقَدْ شَخَصْتُ اِلَيْكُمْ مِنْ مَكَّةَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، فَاِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَسُوْلِي فَانْكَمِشُوا فِي اَمْرِكُمْ وَجِدُّوا، فَاِنِّي قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فِي اَيَّامِي هٰذِهِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

وَكَانَ مُسْلِمٌ كَتَبَ اِلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُقْتَلَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَهْلُ الْكُوفَةِ: اِنَّ لَكَ هَاهُنَا مِائَةَ اَلْفِ سَيْفٍ فَلَا تَتَاَخَّرْ۔

حسین بن علیؑ کی جانب سے اپنے مومن اور مسلمان بھائیوں کے نام!

السلام علیکم! میں آپ کے لیے اس خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں ہے۔

اما بعد! مسلمؑ بن عقیلؑ کا خط مجھ تک پہنچ چکا ہے کہ جس میں انھوں نے آپ لوگوں کی نیک رائے، ہماری مدد اور ہمارا حق حاصل

کرنے کے لیے آپ کے بزرگوں کے اتحاد و اتفاق کی اطلاع دی ہے۔

لہٰذا میں نے خدا کی بارگاہ میں التجا کی ہے کہ وہ ہمارے اس کام کو نیک قرار دے اور اس شائستہ اقدام پر آپ لوگوں کو اجرِ عظیم عنایت فرمائے۔ میں آٹھ ذی الحجہ روز ترویہ منگل کے دن آپ لوگوں کی طرف روانہ ہو چکا ہوں۔ جب میری طرف سے بھیجا ہوا ایلچی آپ لوگوں کے پاس پہنچے تو اپنے کام جلدی سے نپٹائیں اور کوشش کریں کیوں کہ میں بھی انھی ایام میں آپ کے ہاں پہنچ جاؤں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب مسلمؑ بن عقیلؑ نے اپنی شہادت سے قبل ستائیسویں کی رات کو اور کوفہ والوں نے بھی امام علیہ السلام کے نام خط لکھا تھا کہ یہاں پر ایک لاکھ تلواریں (آپؑ کی مدد کرنے کے لیے) تیار ہیں۔ لہٰذا تاخیر نہ کریں۔

قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت

فَاَقْبَلَ قَيْسُ بْنُ مُسْهِرٍ اِلَى الْكُوفَةِ بِكِتَابِ الْحُسَيْنِ عليه السلام حَتّٰى اِذَا انْتَهٰى اِلَى الْقَادِسِيَّةِ اَخَذَهُ الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ فَاَنْفَذَهُ اِلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ: اِصْعَدْ فَسُبَّ الْكَذَّابَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ ابْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ وَاَنَا رَسُوْلُهٗ اِلَيْكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ، ثُمَّ لَعَنَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ وَاَبَاهُ، وَاسْتَغْفَرَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عليهما السلام وَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ فَاَمَرَ بِهٖ عُبَيْدُ اللهِ

أَنْ يُرْمَى بِهِ مِنْ فَوْقِ الْقَصْرِ، فَرَمَوا بِهِ فَتَقَطَّعَ۔

قیس بن مسہر صیداوی حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط لے کر کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب وہ قادسیہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں پر حصین بن نمیر نے انھیں گرفتار کر کے عبیداللہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔

عبیداللہ نے ان سے کہا: منبر پر جاؤ اور جھوٹے (حسینؑ بن علیؑ) پر سب وشتم کرو۔ جناب قیس منبر پر گئے اور خدا کی حمد وثنا بجالانے کے بعد کہا:

"اے لوگو! حسینؑ بن علیؑ خدا کی بہترین مخلوق اور رسولؐ خدا کی بیٹی فاطمہؑ کے فرزند ہیں۔ انھوں نے مجھے آپؐ لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ لہٰذا انھیں مثبت جواب دیں۔ اس کے بعد عبیداللہ ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی۔ علیؑ بن ابی طالب علیہما السلام کے لیے رحمت طلب کی اور ان پر درود بھیجا"۔

عبیداللہ نے حکم دیا کہ اسے قصر کے اُوپر سے گرا دیا جائے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ جس سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

نقل کیا گیا ہے کہ وہ (قیس بن مسہر صیداوی) اس حالت میں زمین پر گرائے گئے کہ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے جس سے ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ ابھی ان میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ ایک شخص بنام عبدالملک بن عمیر لخمی آیا اور ان کا سر کاٹا، سرزنش کی اور برا بھلا کہتے ہوئے کہا: میں تجھے راحت کرنا چاہتا ہوں۔

❁❁❁

فصل پنجم

عبداللہ بن مطیع عدوی کی امام علیہ السلام سے ملاقات

وَرُوِيَ أَنَّهُ وَقَعَ إِلَى الْأَرْضِ مَكْتُوفًا فَتَكَسَّرَتْ عِظَامُهُ وَبَقِيَ بِهِ رَمَقٌ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّخْمِيُّ فَذَبَحَهُ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ وَعِيبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُرِيحَهُ۔

ثُمَّ أَقْبَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام مِنَ الْحَاجِرِ يَسِيرُ نَحْوَ الْكُوفَةِ فَانْتَهَى إِلَى مَاءٍ مِنْ مِيَاهِ الْعَرَبِ، فَإِذَا عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ الْعَدَوِيُّ وَهُوَ نَازِلٌ بِهِ، فَلَمَّا رَأَى الْحُسَيْنَ علیہ السلام قَامَ إِلَيْهِ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا أَقْدَمَكَ؟ وَاحْتَمَلَهُ وَأَنْزَلَهُ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام:

﴿كَانَ مِنْ مَوْتِ مُعَاوِيَةَ مَا قَدْ بَلَغَكَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَدْعُونَنِي إِلَى أَنْفُسِهِمْ﴾

فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ: أُذَكِّرُكَ اللهَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ وَحُرْمَةَ الْإِسْلَامِ أَنْ تُنْتَهَكَ، أَنْشُدُكَ اللهَ فِي حُرْمَةِ قُرَيْشٍ، أَنْشُدُكَ اللهَ فِي حُرْمَةِ الْعَرَبِ، فَوَاللهِ لَئِنْ طَلَبْتَ مَا فِي أَيْدِي بَنِي أُمَيَّةَ لَيَقْتُلُنَّكَ، وَلَئِنْ قَتَلُوكَ لَا

يَهَابُوا بَعْدَكَ أَحَدًا أَبَدًا ، وَاللهِ إِنَّهَا لَحُرْمَةُ الْإِسْلَامِ تُنْتَهَكُ، وَحُرْمَةُ قُرَيْشٍ وَحُرْمَةُ الْعَرَبِ ، فَلَا تَفْعَلْ ، وَلَا تَأْتِ الْكُوفَةَ، وَلَا تُعَرِّضْ نَفْسَكَ لِبَنِي أُمَيَّةَ؟ فَأَبَى الْحُسَيْنُ علیہ السلام إِلَّا أَنْ يَمْضِيَ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام مقام حاجز سے روانہ ہوئے، ان کا قصد کوفہ جانے کا تھا۔ وہ عربوں کے ایک ایسے منطقہ میں پہنچے جہاں پر پانی تھا۔ عبداللہ بن مطیع عدوی بھی وہاں پر آیا ہوا تھا۔ جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں۔ کون سی چیز باعث بنی ہے کہ آپؑ یہاں پر تشریف لائے ہیں۔ اس نے حضرتؑ کی مدد کی اور گھوڑے سے نیچے اُتارا۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم نے معاویہ کے مرنے کی خبر سنی ہے۔ اہلِ عراق نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور درخواست کی ہے کہ ہمارے پاس آئیں۔

عبداللہ بن مطیع نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! میں خدا کو یاد کرتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی حرمت ختم ہو جائے، آپ کو خدا کا واسطہ کہ قریش و عرب کے احترام کی رعایت کریں۔

خدا کی قسم! اگر آپ وہ چیز چاہتے ہیں جو بنی اُمیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت) تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور آپ کے بعد کسی کا احترام نہیں کریں گے۔

خدا کی قسم! یہ اسلام، قریش اور عرب کا احترام ہے کہ جو ختم ہو جائے گا لہٰذا ایسا نہ کریں، کوفہ نہ آئیں اور بنی اُمیہ کے مقابلے میں کھڑے نہ ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی کوئی اعتنا نہ کی اور اپنا سفر جاری رکھا۔

امام علیہ السلام کا عراق کی طرف سفر کو جاری رکھنا

وَكَانَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ أَمَرَ فَأُخِذَ مَا بَيْنَ وَاقِصَةَ إِلَى طَرِيقِ الشَّامِ إِلَى طَرِيقِ الْبَصْرَةِ، فَلَا يَدَعُونَ أَحَدًا يَلِجُ وَلَا أَحَدًا يَخْرُجُ، وَأَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عليه السلام، لَا يَشْعُرُ بِشَيْءٍ حَتَّى لَقِيَ الْأَعْرَابَ، فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا: لَا وَاللهِ مَا نَدْرِي، غَيْرَ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَلِجَ وَلَا نَخْرُجَ. فَسَارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ.

ابن زیاد نے حکم دے رکھا تھا کہ واقصہ سے شام اور بصرہ تک کے راستے کو زیر نظر رکھا جائے اور کسی کو بھی اس منطقہ میں داخل اور خارج ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام (ظاہراً) اس موضوع سے مطلع نہیں تھے لہٰذا انھوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ راستے میں کچھ عربوں سے ان کی ملاقات ہوئی تو حالات کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا: خدا کی قسم! ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔ ہمیں وہاں پر آمدورفت کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت نے اپنا سفر جاری رکھا۔

زہیر بن قین بجلی کی امام علیہ السلام سے ملاقات

وَحَدَّثَ جَمَاعَةٌ مِنْ فَزَارَةَ وَبَجِيلَةَ قَالُوا: كُنَّا مَعَ زُهَيْرِ بْنِ الْقَيْنِ الْبَجَلِيِّ حِينَ أَقْبَلْنَا مِنْ مَكَّةَ، فَكُنَّا نُسَايِرُ الْحُسَيْنَ عليه السلام فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيْنَا مِنْ أَنْ نُنَازِلَهُ فِي مَنْزِلٍ، فَإِذَا سَارَ الْحُسَيْنُ عليه السلام، وَنَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ نَجِدْ بُدًّا مِنْ أَنْ نُنَازِلَهُ، فَنَزَلَ الْحُسَيْنُ فِي جَانِبٍ وَنَزَلْنَا فِي جَانِبٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ نَتَغَذَّى مِنْ طَعَامٍ لَنَا إِذْ

أَقْبَلَ رَسُولُ الْحُسَيْنِ عليه السلام حَتَّى سَلَّمَ ثُمَّ دَخَلَ، فَقَالَ: يَا زُهَيْرُ بْنَ الْقَيْنِ إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنَ بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتَأْتِيَهُ - فَطَرَحَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا مَا فِي يَدِهِ حَتَّى كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: سُبْحَانَ اللهِ، أَيَبْعَثُ إِلَيْكَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ ثُمَّ لَا تَأْتِيهِ، لَوْ أَتَيْتَهُ فَسَمِعْتَ مِنْ كَلَامِهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتَ؟ فَأَتَاهُ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ مُسْتَبْشِرًا قَدْ أَشْرَقَ وَجْهُهُ، فَأَمَرَ بِفُسْطَاطِهِ وَثَقَلِهِ وَرَحْلِهِ وَمَتَاعِهِ فَقُوِّضَ وَحُمِلَ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام، ثُمَّ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ يُصِيبَكِ بِسَبَبِي إِلَّا خَيْرٌ، ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَتْبَعَنِي، وَإِلَّا فَهُوَ آخِرُ الْعَهْدِ، إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا: إِنَّا غَزَوْنَا الْبَحْرَ «بَلَنْجَرَ» فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْنَا وَأَصَبْنَا غَنَائِمَ، فَقَالَ لَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ: أَفَرِحْتُمْ بِمَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمْ، وَأَصَبْتُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، فَقَالَ: إِذَا أَدْرَكْتُمْ شَبَابَ آلِ مُحَمَّدٍ فَكُونُوا أَشَدَّ فَرَحًا بِقِتَالِكُمْ مَعَهُمْ مِمَّا أَصَبْتُمُ الْيَوْمَ مِنَ الْغَنَائِمِ - فَأَمَّا أَنَا فَأَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ - قَالُوا: ثُمَّ وَاللهِ مَا زَالَ فِي الْقَوْمِ مَعَ الْحُسَيْنِ عليه السلام حَتَّى قُتِلَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ -

فزارہ اور بجیلہ کے کچھ افراد نے یوں نقل کیا ہے: ہم مکہ سے زہیر بن قین بجلی کے ہمراہ واپس آرہے تھے اور کچھ فاصلے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہم سفر تھے۔

(بنی اُمیہ کے خوف سے) ہمارے لیے کوئی اور چیز اس سے زیادہ تکلیف دہ نہ تھی کہ ہم کسی ایک منزل پر رُکتے لیکن ایک ایسا مقام آیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ ہم اسی جگہ پر رُکتے جہاں پر امام علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا۔ ہم ایک طرف تھے اور دوسری طرف حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔

اس دوران ہم وہاں پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک امام حسین علیہ السلام کی جانب سے ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ اس نے سلام کیا اور اندر داخل ہوا۔ اس نے کہا: اے زہیر بن قین! ابا عبداللہ (امام حسینؑ) نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ یہ پیغام سنتے ہی جو کچھ ہمارے ہاتھ میں تھا وہ گر گیا اور ہم حیران و ششدر اور ساکت ہو گئے کہ گویا ہمارے سر پر پرندہ بیٹھا ہوا ہو۔

زہیر کی زوجہ نے کہا: سبحان اللہ! رسولؐ خدا کے فرزند نے کسی کو آپ کے پاس بھیجا ہے کیا آپ ان کے ہاں نہیں جائیں گے؟! کیا ہوگا اگر آپ ان کے ہاں جائیں اور ان کی گفتگو سنیں اور پھر لوٹ آئیں؟!

زہیر بن قین امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ اس قدر خوش حال لوٹا کہ خوشی کے مارے ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ اپنے خیام اور مال و متاع اُٹھائیں اور امام حسین علیہ السلام کے پاس لے چلیں۔ اس کے بعد اپنی زوجہ سے کہا: میں تمھیں طلاق دیتا ہوں لہٰذا اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جاؤ کیوں کہ میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ تمھیں مجھ سے اچھائی کے سوا کوئی اور چیز نصیب ہو۔

اس کے بعد اپنے اصحاب سے کہا: آپ لوگوں میں سے جو کوئی میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے، ٹھیک ہے ورنہ ہمارے درمیان عہد و پیمان کا آخری لمحہ ہے۔

میں آپ لوگوں کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ہم نے البحر (بلنجر) کی سرزمین پر

جنگ لڑی۔ خدا نے ہمیں فتح نصیب فرمائی اور ہمارے ہاتھ مال غنیمت آیا۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے مجھے کہا: کیا آپ اس الٰہی فتح اور غنائم سے خوش حال ہوئے ہیں؟

ہم نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا: جب آل محمدؐ کے جوانوں سے ملاقات کرو گے تو ان کے ساتھ مل کر جنگ کرنے سے ان غنائم سے زیادہ خوش حال ہو گے جو تمھیں نصیب ہوئی ہیں (یہ واقعہ سنانے کے بعد کہا:) میں آپ لوگوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ ان کے ساتھیوں نے کہا: خدا کی قسم! اس کے بعد وہ ہمیشہ تادم شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ رہے، ان پر خدا کی رحمت ہو۔

امام علیہ السلام کو مسلمؓ، ہانیؓ اور قیسؓ کی شہادت کی خبر ملنا

وَرَوَىٰ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الْمُشْمَعِلِّ الْأَسَدِيَّانِ قَالَا: لَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا لَمْ تَكُنْ لَنَا هِمَّةٌ إِلَّا اللِّحَاقَ بِالْحُسَيْنِ عليه السلام فِي الطَّرِيقِ، لِنَنْظُرَ مَا يَكُونُ مِنْ أَمْرِهِ، فَأَقْبَلْنَا تُرْقِلُ بِنَا نِيَاقُنَا ﴿ناقتانا﴾ مُسْرِعَيْنِ حَتَّىٰ لَحِقْنَا بِزَرُودَ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُ نَحْنُ بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَدْ عَدَلَ عَنِ الطَّرِيقِ حِينَ رَأَى الْحُسَيْنَ فَوَقَفَ الْحُسَيْنُ كَأَنَّهُ يُرِيدُهُ ثُمَّ تَرَكَهُ وَمَضَىٰ، وَمَضَيْنَا نَحْوَهُ، فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَىٰ هٰذَا لِنَسْأَلَهُ فَإِنَّ عِنْدَهُ خَبَرَ الْكُوفَةِ، فَمَضَيْنَا حَتَّىٰ انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ، قُلْنَا: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قَالَ: أَسَدِيٌّ، قُلْنَا: وَنَحْنُ أَسَدِيَّانِ،

فَمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا بَكْرُ بْنُ فُلَانٍ، وَانْتَسَبْنَا لَهُ ثُمَّ قُلْنَا لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنِ النَّاسِ وَرَاءَكَ، قَالَ: نَعَمْ، لَمْ أَخْرُجْ مِنَ الْكُوفَةِ حَتّٰى قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ وَهَانِئُ بْنُ عُرْوَةَ، وَرَأَيْتُهُمَا يُجَرَّانِ بِأَرْجُلِهِمَا فِي السُّوقِ۔

فَأَقْبَلْنَا حَتّٰى لَحِقْنَا الْحُسَيْنَ علیہ السلام فَسَايَرْنَاهُ حَتّٰى نَزَلَ الثَّعْلَبِيَّةَ مُمْسِيًا، فَجِئْنَاهُ حِيْنَ نَزَلَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ، فَقُلْنَا لَهُ: رَحِمَكَ اللهُ، إِنَّ عِنْدَنَا خَبَرًا إِنْ شِئْتَ حَدَّثْنَاكَ عَلَانِيَةً، وَإِنْ شِئْتَ سِرًّا، فَنَظَرَ إِلَيْنَا وَإِلٰى أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ: ﴿مَا دُونَ هٰؤُلَاءِ سِتْرٌ﴾ فَقُلْنَا لَهُ: رَأَيْتَ الرَّاكِبَ الَّذِي اسْتَقْبَلْتَهُ عَشِيَّ أَمْسِ؟ قَالَ: ﴿نَعَمْ، وَقَدْ أَرَدْتُ مَسْأَلَتَهُ﴾ فَقُلْنَا: قَدْ وَاللهِ اسْتَبْرَأْنَا لَكَ خَبَرَهُ، وَكَفَيْنَاكَ مَسْأَلَتَهُ، وَهُوَ امْرُؤٌ مِنَّا ذُو رَأْيٍ وَصِدْقٍ وَعَقْلٍ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنَا أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الْكُوفَةِ حَتّٰى قُتِلَ مُسْلِمٌ وَهَانِئٌ، وَرَآهُمَا يُجَرَّانِ فِي السُّوقِ بِأَرْجُلِهِمَا، فَقَالَ: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا﴾ يُكَرِّرُ ذٰلِكَ مِرَارًا، فَقُلْنَا لَهُ: نَنْشُدُكَ اللهَ فِي نَفْسِكَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ إِلَّا انْصَرَفْتَ مِنْ مَكَانِكَ هٰذَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِالْكُوفَةِ نَاصِرٌ وَلَا شِيعَةٌ، بَلْ نَتَخَوَّفُ أَنْ يَكُونُوا عَلَيْكَ۔ فَنَظَرَ إِلٰى بَنِي عَقِيْلٍ فَقَالَ: ﴿مَا تَرَوْنَ فَقَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ﴾ فَقَالُوا: وَاللهِ لَا نَرْجِعُ حَتّٰى نُصِيبَ ثَأْرَنَا أَوْ نَذُوقَ مَا ذَاقَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا الْحُسَيْنُ علیہ السلام

وَقَالَ: ﴿لَا خَيرَ فِي الْعَيْشِ بَعدَ هؤُلَاءِ﴾ فَعَلِمْنَا أَنَّهُ قَدْ عَزَمَ رَأيه عَلَى الْمَسِيْرِ، فَقُلْنَا لَهُ: خَارَ اللهُ لَكَ، فَقَالَ: ﴿رَحِمَكُمَا اللهُ﴾۔ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُه: إِنَّكَ وَاللهِ مَا أَنْتَ مِثْلَ مُسلِمِ بْنِ عَقِيلٍ، وَلَوْ قَدِمْتَ الْكُوفَةَ لَكَانَ النَّاسُ إِلَيْكَ أَسرعَ ۔ فَسَكتَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى إِذَا كَانَ السَّحَرُ قَالَ لِفِتْيَانِهِ وَغِلْمَانِهِ: ﴿أَكْثِرُوا مِنَ الْمَاءِ﴾ فَاسْتَقَوا وَأَكْثَرُوا ثُمَّ ارْتَحلُوا، فَسَارَ حَتّٰى انْتَهى إِلٰى زُبَالَةَ فَأَتَاهُ خَبرُ عَبْدِاللهِ يَقْطُرَ، فَأَخْرَجَ إِلَى النَّاسِ كِتَابًا فَقَرأَهُ عَلَيهِمْ:

عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی نے یوں نقل کیا ہے:
جس وقت ہم اپنا حج مکمل کر چکے تو ہمارا سارا ہم و غم یہی تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جس راستے سے گئے ہیں ہم ان تک پہنچ جائیں تا کہ اس کام کا انجام دیکھیں۔ ہم روانہ ہوئے، اپنے اُونٹ تیز دوڑائے اور "زرود" کے مقام پر امام علیہ السلام تک پہنچ گئے۔

جب ہم ان کے قریب ہوئے تو ہم نے ایک کوفی شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنا راستہ ٹیڑھا کیا ہوا تھا تا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات نہ کرے، جب کہ امام حسین علیہ السلام اس کے انتظار میں کھڑے تھے (کہ اس سے کوفہ کے حالات دریافت کریں) لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ اس نے راستہ بدل لیا ہے تو انھوں نے اپنا سفر جاری رکھا اور ہم بھی امام حسین علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چل دیے۔

ہم میں سے ایک شخص نے اپنے دوست سے کہا: اس شخص کے پیچھے چلتے ہیں تا کہ اس سے پوچھیں، کیوں کہ وہ کوفہ کے حالات سے آگاہ تھا۔ ہم اس شخص کے پیچھے چل دیے اور اس تک پہنچ گئے۔ ہم نے کہا: السلام علیکم۔ اس نے کہا: وعلیکم السلام۔

ہم نے کہا: تم کون ہو اور تمھارا کس قبیلے سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: اسدی۔ ہم نے کہا: ہم بھی اسدی قبیلہ سے ہیں۔ ہم نے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میں بکر بن فلاں ہوں۔ ہم نے بھی اسے اپنا اپنا نام بتایا اور اس سے کہا: کوفہ والوں کے متعلق کیا اطلاع ہے۔ اس نے کہا: جب میں کوفہ سے نکلا تھا تو اس وقت تک مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانیؒ بن عروہ قتل ہو چکے تھے اور مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ انھی کے پاؤں میں رسیاں ڈال کر بازار میں کھینچ رہے تھے۔

ہم واپس آئے اور امام حسین علیہ السلام تک پہنچے۔ ہم ان کے ہمراہ شام کے وقت ثعلبیہ کے مقام پر پہنچے۔ جب آں حضرتؑ وہاں پر رُکنے کے لیے اُترے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلام عرض کیا۔ انھوں نے جواب عنایت فرمایا۔ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا: خدا آپؑ پر رحمت کرے، ہمارے پاس ایک خبر ہے۔ اگر آپ چاہیں تو سب کے سامنے بیان کر دیتے ہیں اور اگر آپؑ کی مرضی ہو تو تنہائی میں عرض کریں گے؟

آں حضرتؑ نے ہماری اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا: کل عصر کے وقت ہم نے اس سوار شخص کو دیکھا تھا کہ آپؑ جس کے منتظر تھے (لیکن اس نے راستہ تبدیل کیا اور آگے نکل گیا)۔

حضرتؑ نے فرمایا: ہاں، مَیں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

ہم نے عرض کیا: خدا کی قسم! ہم نے اس سے آپؑ کے لیے خبر حاصل کی ہے اور آپؑ کو اس سے بے نیاز کیا ہے۔ وہ ہمارے ہی قبیلہ کا ایک شخص تھا اور صاحب نظر، صادق اور عاقل تھا۔ اس نے ہمیں بتایا ہے کہ جب میں کوفہ سے نکلا تھا اس وقت مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانیؒ قتل ہو چکے تھے اور ان کے پاؤں میں رسیاں ڈال کر

انھیں سربازوں کے بازار میں گھسیٹ رہے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

"ان دونوں پر خدا کی رحمت ہو"۔ آپؑ نے اس جملے کا کئی بار تکرار کیا۔

ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ اپنی اور اپنے اہلِ بیتؑ کی جان کی حفاظت کی خاطر یہاں سے ہی واپس چلے جائیں کیوں کہ کوفہ میں کوئی مددگار رہا ہے نہ کوئی آپ کا شیعہ، بلکہ ہمیں خوف ہے کہ کوفہ والے آپؑ کے خلاف آمادہ ہو چکے ہوں گے۔

امام علیہ السلام نے اولادِ عقیلؑ کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا: آپؑ لوگوں کا نظریہ کیا ہے، مسلمؑ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

انھوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! ہم اس وقت تک لوٹ کر نہیں جائیں گے جب تک اپنے خون کا انتقام نہ لے لیں یا جو کچھ مسلمؑ نے چکھا ہے، ہم بھی وہی چکھیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "ان کے بعد زندگی میں کوئی سکون نہیں ہوگا"۔

اس سے ہمیں یقین ہو گیا کہ حضرتؑ کا اس سفر کو جاری رکھنے کا پختہ ارادہ ہے، لہٰذا ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا: خدا آپ کو وہی کچھ عطا کرے جو آپؑ کے لیے مفید ہو۔ انھوں نے فرمایا: خداوند آپؑ لوگوں پر رحمت نازل کرے۔

امام علیہ السلام کے اصحاب نے ان کی خدمت میں عرض کیا: خدا کی قسم! آپ مسلمؑ بن عقیلؑ کے مشابہ نہیں ہیں۔ اگر آپؑ کوفہ میں داخل ہوں تو لوگ آپؑ کی طرف دوڑیں گے۔

امام علیہ السلام نے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد سحر تک منتظر رہے۔ پھر اپنے

جوانوں اور غلاموں سے فرمایا: پانی زیادہ مقدار میں اُٹھالیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے اور مقام زُبالہ پر پہنچے۔ وہاں پر عبداللہ بن یقطر (یا قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی خبر ملی)۔

امام علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کے لیے ایک تحریر تیار کی اور ان کے سامنے پڑھی۔ وہ تحریر کچھ یوں تھی:

امام علیہ السلام کی اپنے اصحاب سے گفتگو اور ایک گروہ کا پراگندہ ہونا

«أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّهُ قَدْ أَتَانَا خَبَرٌ فَظِيعٌ قَتْلُ مُسلم بْنِ عَقِيْلٍ، وَهَانِئِ بْنِ عُروَةَ ، وَعَبدِ اللهِ بْنِ يَقْطُرَ، وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِيعَتُنَا، فَمَنْ أَحَبَّ مِنكُمُ الانصِرافَ فَلْيَنْصَرِفْ غيرَ حَرَجٍ لَيْسَ عَلَيْهِ ذِمَامٌ»۔

فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنه وَأَخَذُوا يَمِيناً وَشِمَالاً ، حَتَّى بَقِيَ فِي أَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ جَاؤُوا مَعَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ، وَنَفَرٍ يَسِيرٍ مِمَّنِ انضَوَوْا «انضَمُّوا» إِلَيْهِ وَ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ علیہ السلام عَلِمَ أَنَّ الأَعْرَابَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوهُ إِنَّمَا اتَّبَعُوهُ وَهُمْ يَظُنُّونَ أَنَّهُ يَأْتِي بَلَدًا قَدِ اسْتَقَامَتْ لَهُ طَاعَةُ أَهْلِهِ، فَكَرِهَ أَنْ يَسِيرُوا مَعَهُ إِلَّا وَهُمْ يَعْلَمُونَ عَلَىٰ مَا يَقْدِمُونَ فَلَمَّا كَانَ السَّحَرُ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَاسْتَقَوْا مَاءً وَأَكْثَرُوا، ثُمَّ سَارَ حَتَّىٰ مَرَّ بِبَطْنِ الْعَقَبَةِ ، فَنَزَلَ عَلَيْهَا، فَلَقِيَهُ شَيْخٌ مِنْ بَنِي عِكْرِمَةَ يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بْنُ لُوذَانَ، فَسَأَلَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : «الْكُوفَةَ»

فَقَالَ الشَّيْخُ: أَنْشُدُكَ اللهَ لَمَّا انْصَرَفْتَ، فَوَاللهِ مَا تَقْدَمُ اِلَّا عَلَى الْأَسِنَّةِ وَحَدِّ السُّيُوفِ، وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَعَثُوا اِلَيْكَ لَوْ كَانُوا كَفَوْكَ مَؤُونَةَ الْقِتَالِ وَوَطَّؤُوا لَكَ الْأَشْيَاءَ فَقَدِمْتَ عَلَيْهِمْ كَانَ ذٰلِكَ رَأْيًا، فَأَمَّا عَلٰى هٰذِهِ الْحَالِ الَّتِي تَذْكُرُ فَاِنِّي لَا أَرٰى لَكَ أَنْ تَفْعَلَ۔ فَقَالَ لَهُ: ﴿يَا عَبْدَاللهِ، لَيْسَ يَخْفٰى عَلَيَّ الرَّأْيُ، وَلٰكِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَا يُغْلَبُ عَلٰى أَمْرِهٖ﴾۔ ثُمَّ قَالَ علیہ السلام: وَاللهِ لَا يَدَعُوْنِي حَتّٰى يَسْتَخْرِجُوا هٰذِهِ الْعَلَقَةَ مِنْ جَوْفِي، فَاِذَا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ مَنْ يُذِلُّهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوا أَذَلَّ فِرَقِ الْأُمَمِ﴾

ثُمَّ سَارَ علیہ السلام مِنْ بَطْنِ الْعَقَبَةِ حَتّٰى نَزَلَ شَرَافَ، فَلَمَّا كَانَ فِي السَّحَرِ أَمَرَ فِتْيَانَهٗ فَاسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ فَأَكْثَرُوا، ثُمَّ سَارَ مِنْهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ۔

شروع کرتا ہوں خداوند رحمٰن ورحیم کے نام سے

''امابعد! ہم تک ایک بہت بری خبر پہنچی ہے اور وہ خبر مسلمؑ بن عقیلؑ، ہانیؓ بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کے قتل ہونے کی ہے۔ ہمارے شیعوں نے ہماری مدد کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ لہٰذا آپؑ لوگوں میں سے جو کوئی واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے، اس میں کوئی حرج نہیں اور ہمارا اس پر کوئی حق نہیں ہے''۔

(یہ سن کر) لوگ متفرق ہوگئے، کچھ لوگ دائیں اور کچھ بائیں طرف اپنے اپنے راستوں پر چلے گئے۔ ان کے ہمراہ فقط وہی افراد رہ گئے جو مدینہ سے ان کے ساتھ چلے تھے اور بہت تھوڑی تعداد میں کچھ دوسرے لوگ رہ گئے تھے جو بعد میں

ان کے ساتھ ملحق ہوئے تھے۔

حضرتؑ نے اس غرض سے ایسا کیا تھا چونکہ انھیں معلوم تھا کہ جو بادیہ نشین ان کے ہمراہ آئے ہیں وہ اس لیے آئے ہیں کہ ان کا خیال یہ تھا کہ امام علیہ السلام ایسے شہر میں داخل ہوں گے کہ جس میں مقیم تمام افراد ان کے مطیع و فرماں بردار ہوں گے (اور انھیں کوئی نہ کوئی عہدہ مل جائے گا)۔ حضرتؑ کو یہ پسند نہیں تھا کہ وہ ان کے ہم سفر ہوں لیکن انھیں معلوم نہ ہو کہ وہ کیا اقدام کر رہے ہیں۔

جب وقت سحر ہوا تو انھوں نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ وافر مقدار میں پانی رکھ لیں۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور ''بطن العقبۃ'' پہنچے وہاں پر قیام کیا۔ وہاں پر بنی عکرمہ کے ایک بوڑھے شخص بنام عمرو بن لوذان نے حضرتؑ سے ملاقات کی اور امام علیہ السلام سے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کوفہ۔ بوڑھے نے کہا: آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپؑ یہاں سے لوٹ جائیں۔ خدا کی قسم! آپؑ ایسی جگہ پر جا رہے ہیں کہ جو نیزوں اور تیز دھار تلواروں سے مملو ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے آپؑ کو خط بھیجے ہیں اگر وہ جنگ کی صورت میں آپؑ کا دفاع کریں اور آپؑ کے لیے زمین ہموار کریں۔ اگر آپؑ ان حالات میں ان کے پاس جاتے تو بہتر تھا۔ لیکن یہ صورت حال کہ جس کے متعلق آپؑ بھی جانتے ہیں، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپؑ وہاں پر تشریف لے جائیں۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے خدا کے بندے! یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن جو کچھ خداوند متعال چاہے گا وہی ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا: خدا کی قسم! جب تک یہ میرا خون بہا نہیں لیں گے مجھے نہیں چھوڑیں گے اور جب وہ ایسا کریں گے تو خداوند ان لوگوں پر ایک ایسے شخص کو مسلط کر دے گا کہ جو انھیں اس قدر ذلیل و خوار کرے گا کہ وہ ذلیل ترین اُمت ہوگی۔

اس کے بعد "بطن العقبہ" سے روانہ ہوئے اور مقام شراف پر پہنچے، وہاں پر پڑاؤ ڈالا۔ جب سحر کا وقت ہوا تو اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ اپنے ہمراہ کافی مقدار میں پانی اٹھالیں۔ جب وہاں سے روانہ ہوئے تو ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔

امام علیہ السلام کی لشکرِ حر سے ملاقات

فَبَيْنَا هُوَ يَسِيرُ إِذْ كَبَّرَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام: ﴿اللهُ أَكْبَرُ، لِمَ كَبَّرْتَ؟﴾ قَالَ: رَأَيْتُ النَّخْلَ، فَقَالَ لَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: وَاللهِ إِنَّ هٰذَا الْمَكَانَ مَا رَأَيْنَا بِهِ نَخْلَةً قَطُّ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام: ﴿فَمَا تَرَوْنَهُ؟﴾ قَالُوا: نَرَاهُ وَاللهِ آذَانَ الْخَيْلِ، قَالَ: ﴿أَنَا وَاللهِ أَرَى ذٰلِكَ﴾ ثُمَّ قَالَ عليه السلام: ﴿مَا لَنَا مَلْجَأٌ نَلْجَأُ إِلَيْهِ فَنَجْعَلُه فِي ظُهُورِنَا، وَنَسْتَقْبِلُ الْقَوْمَ بِوَجْهٍ وَاحِدٍ؟﴾ فَقُلْنَا: بَلٰى هٰذَا ذُوحُسُمٍ إِلٰى جَنْبِكَ تَمِيلُ إِلَيْهِ عَنْ يَسَارِكَ، فَإِنْ سَبَقْتَ إِلَيْهِ فَهُوَ كَمَا تُرِيدُ. فَأَخَذَ إِلَيْهِ ذَاتَ الْيَسَارِ وَمِلْنَا مَعَهُ، فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا هَوَادِي الْخَيْلِ فَتَبَيَّنَّاهَا وَعَدَلْنَا، فَلَمَّا رَأَوْنَا عَدَلْنَا عَنِ الطَّرِيقِ عَدَلُوا إِلَيْنَا كَأَنَّ أَسِنَّتَهُمُ الْيَعَاسِيبُ، وَكَأَنَّ رَايَاتِهِمْ أَجْنِحَةُ الطَّيْرِ، فَاسْتَبَقْنَا إِلٰى ذِي حُسُمٍ فَسَبَقْنَاهُمْ إِلَيْهِ، وَأَمَرَ الْحُسَيْنُ عليه السلام بِأَبْنِيَتِهِ فَضُرِبَتْ۔

وَجَاءَ الْقَوْمُ زُهَاءَ أَلْفِ فَارِسٍ مَعَ الْحُرِّ بْنِ يَزِيدَ

الشَّيْبِيّ حَتَّى وَقَفَ هُوَ وَخَيْلُهُ مُقَابِلَ الْحُسَيْنِ عليه السلام فِي حَرِّ الظَّهِيرَةِ، وَالْحُسَيْنُ عليه السلام لِفِتْيَانِهِ : ﴿اسْقُوا الْقَوْمَ وَأَرْوُوهُمْ مِنَ الْمَاءِ، وَرَشِّفُوا الْخَيْلَ تَرْشِيفًا﴾ فَفَعَلُوا وَأَقْبَلُوا يَمْلَؤُونَ الْقِصَاعَ وَالطِّسَاسَ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ يُدْنُونَهَا مِنَ الْفَرَسِ ،فَإِذَا عَبَّ فِيهَا ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا عُزِلَتْ عَنْهُ وَسَقَوْا آخَرَ، حَتَّى سَقَوْهَا كُلَّهَا۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الطَّعَانِ الْمُحَارِبِيُّ: كُنْتُ مَعَ الْحُرِّ يَوْمَئِذٍ فَجِئْتُ فِي آخِرِ مَنْ جَاءَ مِنْ أَصْحَابِهِ ،فَلَمَّا رَأَى الْحُسَيْنُ عليه السلام مَا بِي وَبِفَرَسِي مِنَ الْعَطَشِ قَالَ: ﴿أَنِخِ الرَّاوِيَةَ عِنْدِي السِّقَاءُ، ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَنِخِ الْجَمَلَ﴾ فَأَنَخْتُهُ فَقَالَ: ﴿اشْرَبْ﴾ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا شَرِبْتُ سَالَ الْمَاءُ مِنَ السِّقَاءِ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ عليه السلام : ﴿أَخْنِثِ السِّقَاءَ﴾ أَيْ أَعْطِفْهُ، فَلَمْ أَدْرِ كَيْفَ أَفْعَلُ، فَقَامَ فَخَنَثَهُ فَشَرِبْتُ وَسَقَيْتُ فَرَسِي۔

وَكَانَ مَجِيءُ الْحُرِّ بْنِ يَزِيدَ مِنَ الْقَادِسِيَّةِ ، وَكَانَ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ زِيَادٍ بَعَثَ الْحُصَيْنَ بْنَ نُمَيْرٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يَنْزِلَ الْقَادِسِيَّةَ ، وَتَقَدَّمَ الْحُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي أَلْفِ فَارِسٍ يَسْتَقْبِلُ بِهِمْ حُسَيْنًا ، فَلَمْ يَزَلِ الْحُرُّ مُوَاقِفًا لِلْحُسَيْنِ عليه السلام حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ، وَأَمَرَ الْحُسَيْنُ الْحَجَّاجَ بْنَ مَسْرُورٍ أَنْ يُؤَذِّنَ ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْإِقَامَةُ خَرَجَ الْحُسَيْنُ عليه السلام فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ وَنَعْلَيْنِ، فَحَمِدَ اللهَ

وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ﴿أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي لَمْ آتِكُمْ حَتّٰى أَتَتْنِي كُتُبُكُمْ وَقَدِمَتْ عَلَيَّ رُسُلُكُمْ: أَنْ أَقْدِمْ عَلَيْنَا فَإِنَّهُ لَيْسَ لَنَا إِمَامٌ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْهُدٰى وَالْحَقِّ، فَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ جِئْتُكُمْ فَأَعْطُونِي مَا أَطْمَئِنُّ إِلَيْهِ مِنْ عُهُودِكُمْ وَمَوَاثِيقِكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَكُنْتُمْ لِمَقْدَمِي كَارِهِينَ انْصَرَفْتُ عَنْكُمْ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي جِئْتُ مِنْهُ إِلَيْكُمْ﴾ فَسَكَتُوا عَنْهُ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِكَلِمَةٍ۔

فَقَالَ لِلْمُؤَذِّنِ: ﴿أَقِمْ﴾ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَقَالَ لِلْحُرِّ: ﴿أَتُرِيدُ أَنْ تُصَلِّيَ بِأَصْحَابِكَ؟ قَالَ: لَا، بَلْ تُصَلِّي أَنْتَ وَنُصَلِّي بِصَلَاتِكَ، فَصَلّٰى بِهِمُ الْحُسَيْنُ عليه السلام ثُمَّ دَخَلَ فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ وَانْصَرَفَ الْحُرُّ إِلٰى مَكَانِهِ الَّذِي كَانَ فِيهِ، فَدَخَلَ خَيْمَةً قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَعَادَ الْبَاقُونَ إِلٰى صَفِّهِمُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ فَأَعَادُوهُ، ثُمَّ أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِعِنَانِ دَابَّتِهِ وَجَلَسَ فِي ظِلِّهَا۔

فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ أَمَرَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام أَنْ يَتَهَيَّؤُوا لِلرَّحِيلِ فَفَعَلُوا، ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيَهُ فَنَادٰى بِالْعَصْرِ وَأَقَامَ، فَاسْتَقَامَ الْحُسَيْنُ عليه السلام فَصَلّٰى بِالْقَوْمِ ثُمَّ سَلَّمَ وَانْصَرَفَ إِلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:

﴿أَمَّا بَعدُ: أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّكُمْ إِنْ تَتَّقُوا اللهَ وَتَعرِفُوا الْحَقَّ لِأَهْلِهِ يَكُنْ أَرْضَى لِلّٰهِ عَنكُمْ، وَنَحْنُ أَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ، وَأَوْلَى بِوِلَايَةِ هٰذَا الْأَمْرِ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُدَّعِينَ مَا لَيْسَ لَهُمْ، وَالسَّائِرِينَ فِيكُمْ بِالْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ، وَ إِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةً لَنَا وَالْجَهْلَ بِحَقِّنَا، وَكَانَ رَأْيُكُمُ الْآنَ غَيْرَهَا مَا أَتَتْنِي بِهِ كُتُبُكُمْ وَقَدِمَتْ بِهِ عَلَيَّ رُسُلُكُمْ، انْصَرَفْتُ عَنْكُمْ﴾۔

راستے ہی میں تھے کہ حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اللہ اکبر! تم نے کیوں تکبیر بلند کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے کھجور کا درخت دیکھا ہے۔ حضرتؑ کے اصحاب میں سے کچھ افراد نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے آج تک اس جگہ پر کبھی کھجور کا درخت نہیں دیکھا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: پھر آپؑ لوگ کیا دیکھ رہے ہیں؟

انھوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! یہ گھوڑوں کے کان ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میں بھی وہی کچھ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا: کیا یہاں پر کوئی پناہ گاہ ہے کہ ہم مخفی ہو جائیں؟ اُسے اپنے پیچھے قرار دیں اور ایک طرف سے اس قوم کے رُو برو ہوں؟!

ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا: جی ہاں! یہ ''ذوحسما'' ہے کہ جو آپؑ کے دائیں طرف ہے اگر وہاں چلے جائیں تو یہ ویسی ہی جگہ ہے جیسی آپؑ چاہتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے بائیں طرف کا ہی راستہ اختیار کیا اور ہم بھی ان کے ہمراہ گئے۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ گھوڑوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ اطمینان ہونے

کے بعد ہم نے راستہ تبدیل کرلیا۔ ان لوگوں نے جب دیکھا تو وہ بھی ہمارے پیچھے چل دیے اور اپنے نیزوں کے رُخ ہماری طرف کیے ہوئے تھے۔ وہ تیز ہونے کے اعتبار سے شہد کی زنبوروں کے مانند تھے اور ان کے پرچم پرندوں کے پَروں کے جیسے تھے۔ وہ لوگ ذُوحسما کی جانب تیزی سے بڑھ رہے تھے لیکن ہم ان سے پہلے پہنچ گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا: وہاں پر خیمے نصب کریں۔ دشمن لوگ بھی تقریباً ایک ہزار افراد کے ہمراہ حُر بن یزید تمیمی کی سربراہی میں وہاں پر پہنچ گئے اور ظہر کے وقت سخت گرمی میں اپنے لشکر کے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ امام علیہ السلام اور ان کے اصحاب نے سر پر عمامے رکھے اور اپنے ہمراہ تلواریں باندھے ہوئے تیار کھڑے تھے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے جوانوں سے فرمایا: اس قوم کو پانی پلائیں اور سیراب کریں نیز ان کے گھوڑوں کے منہ پر بھی پانی لگائیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ برتنوں میں پانی ڈال کر گھوڑے کے منہ کو لگاتے جب وہ تین چار گھونٹ بھر لیتا تو برتن دُور کر دیتے اور دوسرے کے منہ پر لگا دیتے۔ اس طرح انھوں نے تمام گھوڑوں کو پانی پلایا۔

علی بن طعان محاربی نقل کرتا ہے: میں اس دن حُرؒ کے لشکر میں تھا اور ان آخری افراد میں سے آخری تھا جو اس علاقے میں پہنچا تھا۔ جب امام علیہ السلام نے دیکھا کہ ہم اور ہمارے گھوڑے پیاسے ہیں تو فرمایا: ”راویہ کو لٹا دیں“۔ ہمارے ہاں پانی کی مشک کو ”راویہ“ کہتے ہیں۔ (ان کی مراد اُونٹ ہے میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ ان کی مراد اُونٹ ہے) انھوں نے فرمایا: اے برادر زادے! اپنا اُونٹ بٹھا دو۔ میں نے اُونٹ کو بٹھا دیا۔

امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا: "پیو"۔ میں جب تک پانی پیتا رہا، پانی مشک کے منہ سے نیچے بہتا رہا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مشک کا منہ دوہرا کرو، مجھے معلوم نہیں تھا کہ کس طرح دوہرا کروں۔

حضرتؑ خود تشریف لائے اور وہ کام انجام دیا۔ میں نے آرام سے پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پلایا۔ حُرؓ بن یزید قادسیہ سے آیا تھا۔ عبیداللہ بن زیاد نے حصین بن نمیر کو بھیجا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ قادسیہ میں ٹھہرے اور حُر کو اپنے آگے ایک ہزار سوار افراد کے ہمراہ بھیجے تاکہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا راستہ بند کرے۔ وہ امام علیہ السلام کے سامنے ظہر کی اذان تک کھڑا رہا۔

امام علیہ السلام نے حجاج بن مسرور کو حکم دیا کہ وہ اذان پڑھے۔ جب نماز کے لیے اقامت پڑھنے کا وقت آیا تو امام علیہ السلام اِزار بند، ردا اور نعلین لے کر خیمے سے باہر نکلے۔ خدا کی حمد وثنا بجا لائی اور اس کے بعد فرمایا:

> "اے لوگو! میں تمھارے پاس نہیں آیا مگر یہ کہ مجھ تک تم لوگوں کے خطوط پہنچے اور تمھاری طرف سے بھیجے ہوئے ایلچی میرے پاس آئے ہیں کہ ہمارے ہاں تشریف لائیں کیوں کہ ہمارا کوئی امامؑ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ خداوند آپؑ کے صدقے میں ہمیں ہدایت اور حق پر اکٹھا کرے۔ اگر تم لوگ اپنی کہی ہوئی بات پر پابند ہو تو اَب میں تم لوگوں کے پاس آیا ہوا ہوں لہٰذا اپنے عہد وپیمان کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے مجھے مطمئن کرو۔ اگر ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں اور نہ خوش ہیں تو میں اسی طرف لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں"۔

(یہ سن کر) سب کے سب خاموش ہو گئے اور کسی نے ایک حرف تک بھی نہیں کہا۔

اس کے بعد حضرتؑ نے مؤذن سے فرمایا: اقامت کہو۔ پھر نماز برپا ہوئی۔

اس کے بعد حُرؓ سے فرمایا: کیا تم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز برپا کرنا چاہتے ہو؟!

اس نے عرض کیا: نہیں، بلکہ آپؑ نماز پڑھائیں اور ہم آپؑ کی اقتدا میں پڑھیں گے۔

حضرتؑ نے امام جماعت کے فرائض انجام دیے (نماز ختم ہونے کے بعد) حضرتؑ خیمہ میں تشریف لائے۔ ان کے اصحاب بھی ان کے ہمراہ آئے۔ حُرؓ اپنے اصحاب کے ساتھ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ حُرؓ اس خیمے میں داخل ہوا جو اس کے لیے نصب کیا گیا تھا۔ اصحاب کی ایک جماعت بھی اس کے ہمراہ وہاں پر آئی اور باقی لوگ اسی صف میں لوٹ گئے جہاں سے آئے تھے۔ اس کے بعد ہر کسی نے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی اور اپنے گھوڑے کے سائے میں بیٹھ گیا۔

جب وقتِ عصر ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ روانگی کے لیے تیار ہو جائیں لہٰذا انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ نماز عصر کا اعلان کرے۔ اس نے اعلان کیا، اقامت کہی۔ امام علیہ السلام آگے تشریف لائے، نماز جماعت برپا کی۔ اس کے بعد سلام کیا اور لوگوں کی طرف رُخ کیا۔ خدا کی حمد و ثنا بجالائی۔ اس کے بعد فرمایا:

اما بعد! ''اے لوگو! اگر تقویٰ الٰہی اختیار کرو گے اور حق کو اس کے اہل کے لیے پہچانو گے تو آپ کی طرف سے یہ کام خداوند کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ہم اہلِ بیتِ محمدؐ ہیں اور ہمیں آپ پر ان لوگوں کی نسبت زیادہ حکومت و ولایت کا حق حاصل ہے

کہ جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انھیں حکومت و ولایت کا حق حاصل نہیں ہے مگر آپ لوگوں کے درمیان ظلم و زیادتی سے حکم کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگ ہماری ولایت کو قبول نہیں کرو گے تو یہ ہمارے حق سے ناپسندیدگی اور جہالت کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ اب اگر تمھاری رائے اس کے علاوہ ہے کہ جو تم لوگوں نے اپنے خطوط میں بیان کی تھی اور تمھارے ایلچی لے کر ہمارے پاس آئے تھے تو ہم تم لوگوں کو چھوڑ کر چلے جائیں گے"۔

حرؓ کا امام علیہ السلام کے لیے مدینہ کی طرف واپس جانے میں رکاوٹ بننا

فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: أَنَا وَاللهِ مَا أَدرِي مَا هٰذِهِ الْكُتُبُ وَالرُّسُلُ الَّتِي تَذْكُرُ. فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ: ﴿يَا عُقْبَةَ بْنَ سِمْعَانَ، أَخْرِجِ الْخُرْجَيْنِ اللَّذَيْنِ فِيهِمَا كُتُبُهُمْ إِلَيَّ﴾ فَأَخْرَجَ خُرْجَيْنِ مَمْلُوَّيْنِ صُحُفًا فَنَثَرَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: إِنَّا لَسْنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَتَبُوا إِلَيْكَ، وَقَدْ أُمِرْنَا إِذَا نَحْنُ لَقِينَاكَ، أَلَّا نُفَارِقَكَ حَتّٰى نُقْدِمَكَ الْكُوفَةَ عَلٰى عُبَيْدِاللهِ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: ﴿اَلْمَوْتُ أَدْنٰى إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ﴾ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ﴿قُومُوا فَارْكَبُوا﴾ فَرَكِبُوا وَانْتَظَرَ حَتّٰى رَكِبَ نِسَاؤُهُمْ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ﴿اِنْصَرِفُوا﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوا لِيَنْصَرِفُوا حَالَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْاِنْصِرَافِ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام لِلْحُرِّ: ﴿ثَكِلَتْكَ

أُمُّكَ، مَا تُرِيدُ﴾ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: أَما لَوْ غَيْرُكَ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُهَا لِي وَهُوَ عَلَىٰ مِثْلِ الْحَالِ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا، مَا تَرَكْتُ ذِكْرَ أُمِّهِ بِالثُّكْلِ كَائِنًا مَنْ كَانَ، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا لِي إِلىٰ ذِكْرِ أُمِّكَ مِن سَبِيلٍ إِلَّا بِأَحْسَنِ مَا يُقْدَرُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیه السلام: ﴿فَمَا تُرِيدُ؟﴾ قَالَ: أُرِيدُ أَن أَنْطَلِقَ بِكَ إِلَى الْأَمِيرِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بن زِيَادٍ، قَالَ: ﴿إِذًا وَاللّٰهِ لَا أَتَّبِعُكَ﴾ قَالَ: إِذًا وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكَ۔ فَتَرَادَّا الْقَوْلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ فَلَمَّا كَثُرَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا قَالَ لَهُ الْحُرُّ: إِنِّي لَمْ أُؤْمَرْ بِقِتَالِكَ، إِنَّمَا أُمِرْتُ أَلَّا أُفَارِقَكَ حَتّٰى أُقْدِمَكَ الْكُوفَةَ، فَإِذَا أَبَيْتَ فَخُذْ طَرِيقًا لَا يُدْخِلُكَ الْكُوفَةَ وَلَا يَرُدُّكَ إِلَى الْمَدِينَةِ، تَكُونُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ نِصْفًا، حَتّٰى أَكْتُبَ إِلَى الْأَمِيرِ وَتَكْتُبَ إِلىٰ يَزِيدَ أَوْ إِلىٰ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَلَعَلَّ اللّٰهَ ﴿إِلىٰ ذٰلِكَ﴾ أَن يَأْتِيَ بِأَمْرٍ يَرْزُقُنِي فِيهِ الْعَافِيَةَ مِنْ أَنْ أُبْتَلِيَ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِكَ، فَخُذْ هَاهُنَا! فَتَيَاسَرَ عَنْ طَرِيقِ الْعُذَيْبِ وَالْقَادِسِيَّةِ، وَسَارَ الْحُسَيْنُ علیه السلام وَسَارَ الْحُرُّ فِي أَصْحَابِهِ يُسَايِرُهُ وَهُوَ يَقُولُ لَهُ: يَا حُسَيْنُ إِنِّي أُذَكِّرُكَ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ، فَإِنِّي أَشْهَدُ لَئِنْ قَاتَلْتَ لَتُقْتَلَنَّ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیه السلام: أَفَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِي؟ وَهَلْ يَعْدُو بِكُمُ الْخَطْبُ أَنْ تَقْتُلُونِي؟ وَسَأَقُولُ كَمَا قَالَ أَخُو الْأَوْسِ لِابْنِ عَمِّهِ، وَهُوَ يُرِيدُ نُصْرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم فَخَوَّفَهُ ابْنُ عَمِّهِ وَقَالَ: أَيْنَ

تَذْهَبُ؟ فَإِنَّكَ مَقْتُولٌ،

فَقَالَ:

سَأَمْضِي فَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
إِذَا مَا نَوٰى حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا
وَآسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِهٖ
وَفَارَقَ مَثْبُوْرًا وَبَاعَدَ مُجْرِمًا
فَإِنْ عِشْتُ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ مُتُّ لَمْ أُلَمْ
كَفٰى بِكَ ذُلًّا أَنْ تَعِيْشَ وَتُرْغَمَا؟

حُرؒ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: خدا کی قسم! جن خطوط اور ایلچیوں کا آپؑ نے ذکر کیا ہے میں ان سے بے خبر ہوں۔

امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک سے فرمایا: اے عقبہ بن سمعان! وہ دونوں تھیلے اُٹھا کر لے آؤ جن میں ان لوگوں کے خطوط ہیں۔ وہ خطوط سے بھرے ہوئے دونوں تھیلے اُٹھا لایا اور اس کے سامنے اُلٹ دیے۔

حُرؒ نے عرض کیا: میں ان میں سے نہیں ہوں کہ جنھوں نے یہ خطوط لکھے ہیں۔ جب کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ آپؑ جہاں پر مل جائیں ہم اس وقت تک آپؑ سے جدا نہ ہوں جب تک آپؑ کو کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کے حوالے نہ کر دیں۔

امام علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: اس کام کی نسبت موت تمھارے نزدیک تر ہے۔ اس کے بعد اپنے اصحاب سے فرمایا: اُٹھیں اور سوار ہو جائیں۔ وہ سوار ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ بچے اور مخدرات بھی سوار ہو جائیں۔

اس کے بعد اپنے اصحاب سے فرمایا: لوٹ چلیں۔

جب آپؑ واپس ہونے لگے تو حُرؒ اپنا لشکر لے کر رکاوٹ بنا۔

امام علیہ السلام نے حرؑ سے فرمایا: تمھاری ماں تمھارے غم میں بیٹھے، تم کیا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: جس صورت حال سے آپؑ دوچار ہیں، آپؑ کے علاوہ اگر کوئی اور عرب شخص خواہ وہ کوئی بھی ہوتا اور مجھے یہ جملہ کہتا تو میں بھی اس کی ماں کا نام غم میں بیٹھنے والوں کے طور پر لیتا، لیکن خدا کی قسم! میں آپؑ کی والدہ ماجدہ کا جس قدر ہوسکے اچھائی کے ساتھ نام لینے کے علاوہ طاقت وقدرت نہیں رکھتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے اُس سے فرمایا: اب تم کیا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: میں آپؑ کو امیر عبیداللہ کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمھارے ساتھ نہیں آؤں گا۔

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! اس صورت میں آپ کو بالکل نہیں چھوڑوں گا۔

ان کے درمیان ان جملوں کی تین بار تکرار ہوئی۔ جب ان کے درمیان بات بڑھ گئی تو حرؑ نے عرض کیا: مجھے آپؑ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ مجھے صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک آپ کو تنہا نہ چھوڑوں جب تک آپ کو کوفہ نہ لے جاؤں۔ اب جب آپؑ انکار کر رہے ہیں تو پھر ایسا راستہ اختیار کریں کہ جو کوفہ جائے نہ مدینہ، تاکہ میرے اور آپؑ کے درمیان انصاف کی رعایت ہو اور میں امیر عبیداللہ کو رپورٹ دے سکوں۔ شاید خداوند کوئی ایسا سبب بنا دے کہ جس میں میرے لیے عافیت وسلامتی ہو اور آپؑ کی ہتکِ حرمت سے میرے ہاتھ آلودہ نہ ہوں، لہٰذا یہ راستہ اختیار کریں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام دائیں طرف سے عذیب کے راستے (جو مدینہ کی سمت جاتا ہے) اور قادسیہ (جو کوفہ کی سمت جاتا ہے) سے رخصت ہوئے۔ حرؑ بھی اپنے لشکر کے ہمراہ امام علیہ السلام کے پیچھے روانہ ہوئے۔

حرؑ نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے حسینؑ! آپ کو خدا کی قسم! اپنی

جان کی حفاظت کریں، کیوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپؑ نے جنگ کا راستہ اختیار کیا تو قتل ہو جائیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

کیا تم ہمیں موت سے ڈراتے ہو؟ کیا مجھے قتل کرنے سے تمھارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے؟

میں وہی بات کرتا ہوں جو اوس نے اپنے چچازاد سے کہی تھی، جو رسولؐ خدا کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ جب اس کے چچازاد نے اسے روکا اور کہا: کہاں جا رہے ہو؟ قتل ہو جاؤ گے؟

اس نے کہا: کیا تم مجھے موت سے ڈرانا چاہتے ہو؟ (اس نے درج ذیل اشعار پڑھے):

"میں بہت جلد چلا جاؤں گا، جوان مرد کے لیے موت کوئی عیب نہیں ہے۔ اگر اس کی نیت درست ہو اور وہ مسلمان ہونے کی صورت میں جہاد کرے۔

صالح افراد کے لیے تحمل و بردباری اور خود گزشتگی سے کام لے اور نابود ہونے والوں اور مجرموں سے دوری کرے اور ان کی مخالفت کرے۔

اگر زندہ رہوں تو نادم و پشیمان نہیں ہوں گا اور اگر مر جاؤں تو کوئی باک نہیں ہے اور نہ میری سرزنش کی جائے گی اور تمھارے لیے ذلت و خواری کے اعتبار سے یہی کافی ہے کہ تم زندہ رہو اور تمھیں ناک سے لکیریں لگوائی جائیں"۔

عبیداللہ بن حر جعفی سے ملاقات

فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْحُرُّ تَنَحّٰى عَنْهُ وَكَانَ يَسِيْرُ بِأَصْحَابِهِ نَاحِيَةً، وَالْحُسَيْنُ علیہ السلام فِي نَاحِيَةٍ أُخْرٰى، حَتّٰى انْتَهَوا ﴿انتهى﴾ اِلٰى عُذَيْبِ الْهِجَانَاتِ۔ ثُمَّ مَضَى الْحُسَيْنُ علیہ السلام حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَصْرِ بَنِي مُقَاتِلٍ فَنَزَلَ بِهِ، فَإِذَا هُوَ بِفُسْطَاطٍ مَضْرُوبٍ، فَقَالَ: ﴿لِمَنْ هٰذَا؟﴾ فَقِيْلَ: لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُرِّ الْجُعْفِيِّ، فَقَالَ: ﴿أُدْعُوهُ اِلَيَّ﴾ فَلَمَّا أَتَاهُ الرَّسُوْلُ قَالَ لَهُ: هٰذَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَدْعُوكَ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، وَاللّٰهِ مَا خَرَجْتُ مِنَ الْكُوْفَةِ، اِلَّا كَرَاهِيَةَ أَنْ يَدْخُلَهَا الْحُسَيْنُ وَأَنَا بِهَا، وَاللّٰهِ مَا أُرِيدُ أَنْ أَرَاهُ وَلَا يَرَانِي، فَأَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَأَخْبَرَهُ، فَقَامَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام، فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ وَجَلَسَ، ثُمَّ دَعَاهُ اِلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحُرِّ تِلْكَ الْمَقَالَةَ وَاسْتَقَالَهُ مِمَّا دَعَاهُ اِلَيْهِ۔ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: ﴿فَإِنْ لَمْ تَنْصُرْنَا فَاتَّقِ أَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يُقَاتِلُنَا، وَاللّٰهِ لَا يَسْمَعُ وَاعِيَتَنَا أَحَدٌ ثُمَّ لَا يَنْصُرُنَا اِلَّا هَلَكَ﴾ فَقَالَ: أَمَّا هٰذَا فَلَا يَكُوْنُ أَبَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ قَامَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام مِنْ عِنْدِهِ حَتّٰى دَخَلَ رَحْلَهُ۔

وَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ اللَّيْلِ أَمَرَ فِتْيَانَهُ بِالْاِسْتِقَاءِ مِنَ

الْمَاءِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالرَّحِيلِ، فَارْتَحَلَ مِنْ قَصْرِ بَنِي مُقَاتِلٍ - فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ سِمْعَانَ: سِرْنَا مَعَهُ سَاعَةً فَخَفَقَ وَهُوَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ خَفْقَةً ثُمَّ انْتَبَهَ، وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ فَفَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ ابْنُهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام عَلَى فَرَسٍ فَقَالَ: ﴿مِمَّ حَمِدْتَ اللهَ وَاسْتَرْجَعْتَ؟﴾ فَقَالَ: ﴿يَا بُنَيَّ، إِنِّي خَفَقْتُ خَفْقَةً﴾ فَعَنَّ لِي فَارِسٌ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَقُولُ: الْقَوْمُ يَسِيرُونَ، وَالْمَنَايَا تَسِيرُ إِلَيْهِمْ، فَعَلِمْتُ أَنَّهَا أَنْفُسُنَا نُعِيَتْ إِلَيْنَا﴾ فَقَالَ لَهُ: ﴿يَا أَبَتِ لَا أَرَاكَ اللهُ سُوءًا، أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ؟﴾ قَالَ: ﴿بَلٰى، وَالَّذِي إِلَيْهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ﴾ قَالَ: ﴿فَإِنَّنَا إِذًا لَا نُبَالِي أَنْ نَمُوتَ مُحِقِّينَ﴾ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: ﴿جَزَاكَ اللهُ مِنْ وَلَدٍ خَيْرَ مَا جَزَى وَلَدًا عَنْ وَالِدِهِ﴾۔

جب حر نے ایسا سنا تو وہ ایک طرف ہو گیا اور اپنے اصحاب کے ہمراہ ساتھ ساتھ چلتا رہا اور حضرت امام حسین علیہ السلام دوسری طرف سے چلتے رہے یہاں تک کہ مقام عذیب الہجانات تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام وہاں سے گزرتے ہوئے قصر بنی مقاتل تک پہنچ گئے۔ وہاں پر پڑاؤ ڈالا، وہاں پر پہلے سے ایک خیمہ نصب تھا۔ پوچھا: یہ خیمہ کس کا ہے؟ بتایا گیا: یہ خیمہ عبیداللہ بن حر جعفی کا خیمہ ہے۔ فرمایا: اس سے کہیں کہ میرے پاس آئے۔

جب حضرت کا ایلچی اس کے پاس پہنچا تو اس سے کہا: تمہیں حسینؑ بن علیؑ بلا

رہے ہیں۔ عبیداللہ نے کہا: ''ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے''۔ خدا کی قسم! میں جب کوفہ سے نکلا تو اس پر خوش نہیں تھا کہ حسینؑ کوفہ آئیں اور میں وہاں پر ہوں۔ خدا کی قسم! میں ان سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ ملاقات کریں۔

حضرتؑ کی طرف سے بھیجا ہوا شخص واپس آ گیا اور سارا واقعہ ان کی خدمت میں عرض کیا: اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اُٹھے اور خود اس کے پاس تشریف لائے۔ خیمہ میں داخل ہوئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر اسے اپنی فوج میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ عبیداللہ بن حُر نے حضرتؑ کے سامنے اسی گفتگو کا تکرار کیا جو پہلے کر چکا تھا اور حضرتؑ سے التجا کی کہ وہ انھیں معاف کر دیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میری مدد نہیں کرتے تو ان لوگوں کی صف میں جانے سے بچو جو میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر کوئی مدد کے لیے ہماری فریاد سنے اور ہماری مدد نہ کرے تو اس کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا۔

اس نے کہا: ان شاء اللہ! اس کے بعد ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام وہاں سے اُٹھے اور اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ جب رات کا آخری وقت ہوا تو آپؑ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ پانی لے آئیں۔ اس کے بعد حکم دیا کہ قصر بنی مقاتل تک سفر کریں۔

عقبہ بن سمعان نقل کرتا ہے کہ ہم کچھ دیر تک حضرتؑ کے ہمراہ سفر کرتے رہے۔ حضرتؑ اُونٹ پر سوار تھے کہ انھیں ایک لمحے کے لیے نیند آ گئی۔ اس کے بعد بیدار ہو گئے اور فرمایا:

''ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور اس کی طرف ہی لوٹ جانا

ہے۔ اور تمام تعریفیں پروردگار عالمین کے لیے ہیں"۔

اس جملے کا دو یا تین مرتبہ تکرار فرمایا۔ ان کے فرزند علیؑ بن حسینؑ گھوڑے پر سوار ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپؑ کس وجہ سے خدا کی حمد بجالائے اور کلمۂ استرجاع کی تلاوت کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے میرے لال! تھوڑی دیر کے لیے سویا ہوں، ایک سوار کو دیکھا ہے کہ جو کہہ رہا تھا: "یہ جارہے ہیں اور موت ان کا پیچھا کر رہی ہے"۔ لہٰذا ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ہمارے اپنے نفوس ہیں کہ جو ہمارے لیے ہماری موت کی خبر لائے ہیں۔

بیٹے نے عرض کیا: باباجانؑ! خدا آپؑ کو بدی نہ دکھائے کیا ہم حق کے راستے پر نہیں چل رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! اس خدا کی قسم کہ جس کی طرف بندوں نے لوٹ کر جانا ہے، ایسا ہی ہے۔ اس صورت میں راہ حق میں قتل ہونے سے ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: خدا تمھیں ایسی بہترین پاداش عطا کرے جو ایک بیٹا اپنے باپ سے پاتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کا نینوا میں قیام

فَلَمَّا أَصْبَحَ نَزَلَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ عَجَّلَ الرُّكُوبَ، فَأَخَذَ يَتَيَاسَرُ بِأَصْحَابِهِ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَهُمْ، فَيَأْتِيهِ الْحُرُّ بْنُ يَزِيدَ فَيَرُدَّهُ وَأَصْحَابَهُ، فَجَعَلَ إِذَا رَدَّهُمْ نَحْوَ الْكُوفَةِ رَدًّا شَدِيدًا امْتَنَعُوا عَلَيْهِ فَارْتَفَعُوا، فَلَمْ يَزَالُوا يَتَيَاسَرُونَ كَذَلِكَ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى نِينَوَى الْمَكَانِ

اَلَّذِی نَزَلَ بِهٖ الْحُسَیْنُ علیہ السلام فَاِذَا رَاکِبٌ عَلٰی نَجِیْبٍ لَهٗ عَلَیْهِ السِّلَاحُ مُتَنَکِّبٌ قَوْسًا مُقْبِلٌ مِنَ الْکُوفَةِ، فَوَقَفُوا جَمِیْعًا یَنْتَظِرُوْنَه، فَلَمَّا انْتَهٰی اِلَیْهِمْ سَلَّمَ عَلَی الْحُرِّ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ یُسَلِّمْ عَلَی الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ، وَدَفَعَ اِلَی الْحُرِّ کِتَابًا مِنْ عُبَیْدِاللهِ بْنِ زِیَادٍ فَاِذَا فِیْهِ: اَمَّا بَعْدُ: فَجَعْجِعْ بِالْحُسَیْنِ حِیْنَ یَبْلُغُكَ کِتَابِی وَیَقْدِمُ عَلَیْكَ رَسُوْلِی، وَلَا تُنْزِلْهُ اِلَّا بِالْعَرَاءِ فِی غَیْرِ حِصْنٍ وَعَلٰی غَیْرِ مَاءٍ، فَقَدْ اَمَرْتُ رَسُوْلِی اَنْ یَلْزَمَكَ وَلَا یُفَارِقَكَ حَتّٰی یَاْتِیَنِی بِاِنْفَاذِكَ اَمْرِی، وَالسَّلَامُ۔

فَلَمَّا قَرَاَ الْکِتَابَ قَالَ لَهُمُ الْحُرُّ: هٰذَا کِتَابُ الْاَمِیْرِ عُبَیْدِ اللهِ یَاْمُرُنِی اَنْ اُجَعْجِعَ بِکُمْ فِی الْمَکَانِ الَّذِی یَاْتِی کِتَابُه، وَهٰذَا رَسُوْلُه وَقَدْ اَمَرَهٗ اَلَّا یُفَارِقَنِی حَتّٰی اُنْفِذَ اَمْرَهٗ۔

فَنَظَرَ یَزِیْدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْکِنَانِیُّ ﴿الکندی﴾ وَکَانَ مَعَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام اِلٰی رَسُوْلِ ابْنِ زِیَادٍ فَعَرَفَهٗ فَقَالَ لَهٗ یَزِیْدُ: ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ، مَاذَا جِئْتَ فِیْهِ؟ قَالَ: اَطَعْتُ اِمَامِی وَوَفَیْتُ بِبَیْعَتِی، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْمُهَاجِرِ: بَلْ عَصَیْتَ رَبَّكَ وَاَطَعْتَ اِمَامَكَ فِی هَلَاكِ نَفْسِكَ وَکَسَبْتَ الْعَارَ وَالنَّارَ، وَبِئْسَ الْاِمَامُ اِمَامُكَ، قَالَ اللهُ تَعَالٰی عزمن قَائِلٍ: ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ﴾ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ﴾ فَاِمَامُكَ مِنْهُمْ۔

وَأَخَذَهُمُ الْحُرُّ بِالنُّزُولِ فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ وَلَا قَرْيَةٍ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: ﴿دَعْنَا وَيْحَكَ نَنْزِلْ فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ أَوْ هٰذِهِ يَعْنِي نَيْنَوىٰ وَالْغَاضِرِيَّةَ أَوْ هٰذِهِ، يَعْنِي شِفْنَةَ ﴿شُفَيَّة﴾؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ، هٰذَا رَجُلٌ قَدْ بُعِثَ إِلَيَّ عَيْنًا عَلَيَّ، فَقَالَ لَهُ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ: إِنِّي وَاللهِ مَا أَرَاهُ يَكُونُ بَعْدَ هٰذَا الَّذِي تَرَوْنَ إِلَّا أَشَدَّ مِمَّا تَرَوْنَ، يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ، إِنَّ قِتَالَ هٰؤُلَاءِ السَّاعَةَ أَهْوَنُ عَلَيْنَا مِنْ قِتَالِ مَنْ يَأْتِينَا بَعْدَهُمْ، فَلَعَمْرِي لَيَأْتِيَنَّا بَعْدَهُمْ مَا لَا قِبَلَ لَنَا بِهِ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: ﴿مَا كُنْتُ لِأَبْدَأَهُمْ بِالْقِتَالِ﴾ ثُمَّ نَزَلَ، وَذٰلِكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ إِحْدىٰ وَسِتِّينَ۔

جب صبح ہوئی تو حضرتؑ نے نماز صبح بجالائی، جلدی سے سوار ہوئے اور اپنے اصحاب کے ہمراہ دائیں جانب سے رخصت ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ راستہ جو کوفہ جاتا ہے وہاں سے جدا ہو جائیں، لیکن حُر بن یزید نے آگے بڑھ کر انھیں اس راستے پر ڈال دیا جو کوفہ کی جانب جاتا تھا۔ حُر نے جب ایسا کیا تو حضرتؑ کے اصحاب نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لہٰذا حُر کا لشکر ایک طرف ہو گیا۔ اسی طرح وہ دائیں طرف سے آگے بڑھتے گئے اور نینوا تک پہنچ گئے۔

یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں پر حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے اچانک دیکھا کہ کوفہ کی طرف سے ایک مسلح شخص کاندھے پر کمان لٹکائے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پر آرہا ہے۔ سب کھڑے ہو کر اس کا انتظار کرنے لگے (کہ وہ کیا

خبر لایا ہے)۔

جب وہ ان تک پہنچا تو اس نے حُر اور اس کے ساتھیوں کو تو سلام کیا لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے لشکر والوں کو سلام نہیں کیا۔ اس نے حُر کو عبیداللہ بن زیاد کا ایک خط پیش کیا کہ جس میں یہ لکھا ہوا تھا:

"اما بعد! جس وقت میرا ایلچی میرا خط لے کر تمھارے پاس پہنچے تو حسینؑ پر سختی کر دو اور اسے اُترنے کا حکم مت دو مگر ایسے صحرا میں کہ جہاں پر کوئی حصار ہو نہ کوئی پانی۔ میں نے اپنے ایلچی کو حکم دیا ہے کہ وہ ہمیشہ تمھارے ہمراہ رہے تاکہ وہ مجھے رپورٹ دے کہ تُو نے میرے حکم کی اطاعت کی ہے"۔ والسلام

جب حُر نے خط پڑھا تو حسینؑ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: یہ امیر عبیداللہ کا خط ہے کہ اس نے ہمیں یوں حکم دیا ہے کہ جہاں پر بھی خط مجھ تک پہنچے تو میں آپ لوگوں پر سختی کر دوں اور آپ لوگوں کو ایسی جگہ پر اُترنے پر مجبور کر دوں۔ یہ امیر کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہو تاکہ آپؑ کے بارے میں اس کا فرمان انجام تک پہنچاؤں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں موجود ایک شخص یزید بن مہاجر کندی تھا، اس نے ابن زیاد کے ایلچی کی طرف دیکھا تو اسے پہچان لیا۔

اس سے کہا: تمھاری ماں تمھارے غم میں بیٹھے، تم کس لیے یہاں پر آئے ہو؟

اس نے عرض کہا: میں اپنے امام کی اطاعت اور بیعت کی وفا کرنے کے لیے آیا ہوں۔

ابن مہاجر نے اس سے کہا: تُو اپنے پروردگار کی نافرمانی اور اپنی تباہی کے لیے اپنے امامؑ کی اطاعت اور ننگ و عار اور آگ کے درپے ہو۔ تمہارا امام کتنا بُر

امام ہے۔ خداوند متعال فرماتا ہے:

"ہم نے انھیں امام قرار دیا کہ جو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور روز قیامت ان کی مدد نہیں کی جائے گی"۔

حُر نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو ایسے مقام پر رُکنے کے لیے مجبور کر دیا کہ جہاں پر پانی تھا نہ کوئی آبادی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: برباد ہو جاؤ، ہمیں چھوڑ دو تا کہ کم از کم اس آبادی یا اس یعنی نینوا و غاضریہ یا اس یعنی شفیہ میں قیام کریں۔

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ مرد جو میری نگرانی کر رہا ہے، جاسوس ہے (اور میں امیر عبیداللہ کے حکم کے خلاف کوئی بھی کام نہیں کر سکتا)۔

جناب زُہیر بن قین نے کہا: خدا کی قسم! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آیندہ کام اس سے کہیں زیادہ مشکل ہو جائے گا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اے فرزند رسولؐ! ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنا، ان لوگوں کی نسبت آسان تر ہے جو پیچھے آ رہے ہیں۔ مجھے میری جان کی قسم! ان کے بعد ایسی فوج آ رہی ہے کہ اس کا مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں ایسا نہیں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ جنگ کا آغاز کروں۔ اس کے بعد نیچے اُترے۔ وہ ۶۱ ہجری دو محرم الحرام جمعرات کا دن تھا۔

عمر بن سعد کی فوج کا نینوا میں ورُود

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَدِمَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بن أَبِي

وَقَاصٍ مِنَ الْكُوفَةِ فِي أَرْبَعَةِ آلَافِ فَارِسٍ، فَنَزَلَ بِنِينَوى وَبَعثَ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام عُرْوَةَ بنَ قَيْسٍ الْأَحْمَسِيَّ فَقَالَ لَهُ: ائتِهِ فَسَلْهُ مَا الَّذِي جَاءَ بِكَ؟ وَمَاذَا تُرِيدُ؟!

وَكَانَ عُروةُ مِمَّن كَتَبَ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام فَاسْتَحْيَا مِنه أَنْ يَأْتِيَهُ، فَعرضَ ذٰلِكَ عَلَى الرُّؤَسَاءِ الَّذِينَ كَاتَبُوهُ، فَكُلُّهُمْ أَبِيٰ ذٰلِكَ وَكَرِهَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ كَثِيرُ بنُ عَبدِ اللهِ الشَّعبيّ وَكَانَ فَارِسًا شُجَاعًا لَا يَرُدُّ وجهه شَيْءٌ فَقَالَ: أَنَا أَذهبُ إِلَيْهِ، وَوَاللهِ لَئِن شِئْتَ لَأَفتكَنَّ بِهِ، فَقَالَ لَهُ عُمرُ: مَا أُرِيدُ أَن تَفْتكَ بِهِ، وَلٰكِن ائتِهِ فَسَلْهُ مَا الَّذِي جَاءَ بِكَ؟

فَأَقْبَلَ كَثِيرٌ إِلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو ثُمَامَةَ الصَّائِدِيُّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عليه السلام: أَصْلَحَكَ اللهُ يَا أَبَا عَبدِ اللهِ، قَدْ جَاءَكَ شَرُّ أَهْلِ الأَرْضِ، وَأَجْرَؤُهُمْ عَلَى دَمٍ، وَأَفتكُهُمْ! وَقَامَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: ضَعْ سَيفَكَ؟ قَالَ: لَا وَلَا كَرَامَةَ، إِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ، فَإِنْ سَمِعتُم مِنِّي بَلَّغتُكُمْ مَا أُرسِلتُ بِهِ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ أَبَيْتُمْ انْصَرفتُ عَنْكُمْ، قَالَ: فَإِنِّي آخُذُ بِقَائِمِ سَيْفِكَ، ثُمَّ تَكَلَّم بِحَاجَتِكَ، قَالَ: لَا وَاللهِ لَا تَمَسُّهُ، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي بِمَا جِئْتَ بِهِ وَأَنَا أُبَلِّغهُ عَنْكَ، وَلَا أَدَعُكَ تَدنُو مِنْهُ فَإِنَّكَ فَاجِرٌ، فَاسْتَبَّا وَانْصَرَفَ إِلَى عُمرَ سَعدٍ فَأَخبرَهُ الْخَبَرَ۔

فَدَعَا عُمَرُ قُرَّةَ بْنَ قَيْسٍ الْحَنْظَلِيَّ فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ يَا قُرَّةُ، اِلْقَ حُسَيْنًا فَسَلْهُ مَا جَاءَ بِهِ وَمَاذَا يُرِيدُ؟ فَأَتَاهُ قُرَّةُ فَلَمَّا رَآهُ الْحُسَيْنُ مُقْبِلًا قَالَ: ﴿أَتَعْرِفُونَ هٰذَا﴾ فَقَالَ لَهُ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ: نَعَمْ، هٰذَا رَجُلٌ مِنْ حَنْظَلَةِ تَمِيمٍ، وَهُوَ ابْنُ أُخْتِنَا، وَقَدْ كُنْتُ أَعْرِفُهُ بِحُسْنِ الرَّأْيِ، وَمَا كُنْتُ أَرَاهُ يَشْهَدُ هٰذَا الْمَشْهَدَ۔ فَجَاءَ حَتّٰى سَلَّمَ عَلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام وَأَبْلَغَهُ رِسَالَةَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: ﴿كَتَبَ إِلَيَّ أَهْلُ مِصْرِكُمْ هٰذَا أَنْ أَقْدِمَ، فَأَمَّا إِذْ كَرِهْتُمُونِي فَأَنَا أَنْصَرِفُ عَنْكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ لَهُ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ: وَيْحَكَ يَا قُرَّةُ أَيْنَ تَرْجِعُ؟! إِلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ؟! أُنْصُرْ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي بِآبَائِهِ أَيَّدَكَ اللهُ بِالْكَرَامَةِ، فَقَالَ لَهُ قُرَّةُ: أَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِي بِجَوَابِ رِسَالَتِهِ، وَأَرىٰ رَأْيِي۔ قَالَ: فَانْصَرَفَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَرْجُو أَنْ يُعَافِيَنِي اللهُ مِنْ حَرْبِهِ وَقِتَالِهِ، وَكَتَبَ إِلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ:

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي حِينَ نَزَلْتُ بِالْحُسَيْنِ بَعَثْتُ إِلَيْهِ رُسُلِي، فَسَأَلْتُهُ عَمَّا أَقْدَمَهُ، وَمَاذَا يَطْلُبُ؟ فَقَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَهْلُ هٰذِهِ الْبِلَادِ، وَأَتَتْنِي رُسُلُهُمْ يَسْأَلُونَنِي الْقُدُومَ فَفَعَلْتُ، فَأَمَّا إِذْ كَرِهُونِي وَبَدَا لَهُمْ غَيْرُ مَا أَتَتْنِي بِهِ رُسُلُهُمْ، فَأَنَا مُنْصَرِفٌ عَنْهُمْ۔

جب اگلا دن چڑھا تو عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفہ سے چار ہزار افراد کے ساتھ

آیا اور اُس نے نینوا میں پڑاؤ ڈالا۔ اس نے عروہ بن قیس احمسی کو امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کہا: ان سے جا کر پوچھیں کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟

عروہ ان افراد میں سے تھا جنھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام خط لکھا تھا اور انھیں کوفہ میں آنے کی دعوت دی تھی، اسے حضرتؑ کے پاس جانے سے شرم آ رہی تھی۔

عمر بن سعد جو کہ کوفہ کے رؤسا میں سے تھا اور اُس نے حضرتؑ کے نام خط بھی لکھا تھا اس نے اس کام کو کرنے کا تقاضا کیا، لیکن کسی نے بھی اسے قبول نہیں کیا اور وہ اس کام کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ کثیر بن عبداللہ شعبی کہ جو ایک شجاع سوار تھا اور کوئی بھی اس کے مقابلے میں نہیں آ سکتا تھا، وہ اُٹھا اور کہا: میں ان کے پاس جاتا ہوں، خدا کی قسم! اگر تم چاہو تو میں اسے دھوکا دے کر قتل کر دوں گا۔ عمر بن سعد نے اس سے کہا: میں نہیں چاہتا کہ انھیں دھوکا دے کر قتل کروں۔ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کے آنے کا سبب کیا ہے؟

کثیر حضرتؑ کے پاس گیا۔ جب ابوثمامہ صائدی نے اسے دیکھا تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے ابا عبداللہؑ! اللہ تعالیٰ آپؑ کے اُمور کی اصلاح کرے۔ آپؑ کے پاس وہ شخص آیا ہے کہ جو اہلِ زمین میں سے بدترین، خون بہانے میں بے باک اور قاتل ترین شخص ہے۔ اس کے بعد وہ کثیر کے پاس گیا اور اس سے کہا: اپنی تلوار رکھ دو۔ اس نے کہا: نہیں، یہ میری عزت کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ میں صرف ایلچی ہوں۔ اگر تم وہ پیغام سننا چاہتے ہو جو میں لے کر آیا ہوں تو سناتا ہوں ورنہ لوٹ جاؤں گا۔

ابوثمامہ نے کہا: تمھاری تلوار کا دستہ میں پکڑے رکھوں گا اور تم اپنا پیغام دے دینا۔ اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔

ابوثمامہ نے اس سے کہا: تم اپنا پیغام مجھے دے دو اور میں جا کر حضرتؑ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ میں تمھیں ان کے نزدیک نہیں جانے دوں گا کیوں کہ تم فاجر اور ظالم شخص ہو۔ انھوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔

کثیر عمر بن سعد کے پاس واپس چلا گیا اور اس کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا۔

عمر نے قرہ بن قیس حنظلی کو بلایا اور اس سے کہا: اے قرہ! تم برباد ہو جاؤ، جا کر (امام) حسینؑ سے ملاقات کرو اور اس سے پوچھو کہ وہ یہاں پر کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟

قرہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا۔ جب امام علیہ السلام نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا آپ لوگ اسے پہچانتے ہیں؟

جناب حبیب ابن مظاہر نے عرض کیا: جی ہاں، اس شخص کا تعلق قبیلہ حنظلہ تمیم سے ہے اور میرا بھانجا ہے۔ میرے نزدیک وہ ایک اچھا نظریہ رکھنے والا شخص تھا اور اس چیز کا گمان بھی نہیں کہ وہ اس معرکہ میں ان کے ساتھ ہوگا۔

وہ شخص آیا اور حضرتؑ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور ان تک عمر بن سعد کا پیغام پہنچایا۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: آپ کے اسی شہر والوں نے میرے نام خطوط لکھ کر مجھے بلوایا ہے۔ اگر تم لوگ ناراض ہو تو میں لوٹ جاتا ہوں۔

اس کے بعد حبیب ابن مظاہرؓ نے اس سے کہا: اے قرہ! تم برباد ہو جاؤ، کہاں جا رہے ہو، ظالم اور ستم گار گروہ کی طرف؟! ان امامؑ کی مدد کرو کہ خداوند عالم نے جن کے آباؤ اجداد کے باعث تمہیں عزت وعظمت عطا کی ہے۔

قرہ نے کہا: میں پیغام کا جواب دینے جا رہا ہوں اور اس بارے میں غور وفکر کروں گا۔

وہ عمر بن سعد کے پاس گیا اور سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔
عمر نے کہا: مجھے اُمید ہے کہ خداوند ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے گا اور اس نے عبیداللہ ابن زیاد کے نام لکھا:

''خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے! امابعد!
جب میں حسینؑ کے پاس پہنچا تو میں نے اس کے پاس کچھ ایلچی بھیجے۔ اس سے آنے کا سبب پوچھا اور دریافت کیا کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: ان شہروں کے رہنے والوں نے مجھے خطوط لکھے، اپنے ایلچی بھیجے اور مجھ سے التجا کی کہ مَیں ان لوگوں کے پاس آؤں۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے اور اگر اب تم لوگ خوش نہیں ہو اور تمھارا نظریہ اس کے علاوہ کچھ اور ہے جو اِن کے ایلچیوں نے بیان کیا تھا تو مَیں یہاں سے لوٹ جاتا ہوں''۔

امام علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر پانی بند کرنا

قَالَ حَسَّانُ بنُ قَائِدٍ العَبْسِيِّ: وَكُنتُ عِندَ عُبَيدِ اللهِ حِينَ أَتَاهُ هٰذَا الْكِتَابُ، فَلَمَّا قَرَأَهُ قَالَ:

أَلْآنَ إِذْ عَلِقَتْ مَخَالِبُنَا بِهِ
يَرْجُو النَّجَاةَ وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ

وَكَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ وَفَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ، فَاعْرِضْ عَلَى الْحُسَيْنِ أَنْ يُبَايِعَ لِيَزِيدَ هُوَ وَجَمِيعُ أَصْحَابِهِ، فَإِذَا فَعَلَ هُوَ ذٰلِكَ رَأَيْنَا رَأْيَنَا، وَالسَّلَامُ۔

فَلَمَّا وردَ الْجَوابُ عَلٰی عُمر بْنِ سعدٍ قَالَ: قَدْ خَشِيتُ أَلَّا يَقبلَ ابْنُ زِيَادٍ الْعَافِيَةَ۔

وَوَرد كِتَابُ ابن زِيَادٍ فِي الْأَثَرِ إِلٰى عُمر بن سَعدٍ: أَنْ حُلْ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ فَلَا يَذُوقُوا مِنْهُ قَطْرَةً، كَمَا صُنِعَ بِالتَّقِيِّ الزَّكِيِّ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَبعثَ عمرُ بْنُ سعدٍ فِي الْوقتِ عَمْرو بْنَ الْحَجَّاجِ فِي خَمْسِمَائِةِ فَارِسٍ، فَنَزَلُوا عَلَى الشَّرِيعةِ وَحَالُوا بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ أَنْ يَسْتَقُوا مِنْهُ قَطْرَةً، وَذٰلِكَ قَبلَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

وَنَادِى عبدُ اللهِ بْنُ الحصينِ الْأَزْدِيُّ وَكَانَ عِدَادُهُ فِي بَجِيلَةَ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: يَاحُسَيْنُ، أَلَا تَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ كَأَنَّهُ كَبِدُ السَّمَاءِ؟ وَاللهِ لَا تَذُوقُونَ مِنْهُ قَطْرَةً وَاحِدَةً حَتّٰى تَمُوتُوا عَطَشًا؟ فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: ﴿اَللّٰهُمَّ اقْتُلْهُ عَطَشًا وَلَا تَغْفِرْ لَهُ أَبَدًا﴾۔

قَالَ حميدُ بْنُ مسلمٍ: وَاللهِ لَعُدْتُه بَعدَ ذٰلِكَ فِي مَرَضِهِ، فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، لَقَدْ رَأَيْتُه يَشْرَبُ الْمَاءَ حَتّٰى يَبْغَرَ ثُمَّ يَقِيئُهُ، وَيَصِيحُ: اَلْعَطَشَ اَلْعَطَشَ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَشْرَبُ الْمَاءَ حَتّٰى يَبْغَرَ ثُمَّ وَيَتَلَظّٰى عَطَشًا، فَمَا زَالَ ذٰلِكَ دَأْبَه حَتّٰى لَفَظَ نَفْسَهُ۔

حسّان بن قائد عبسی کہتا ہے: میں عبید اللہ کے پاس موجود تھا کہ عمر بن سعد کا خط پہنچا۔ جب اس نے اسے پڑھا تو کہا: اب تو وہ ہمارے قابو میں آیا ہے اور نجات

کی آرزو کرتا ہے۔ نہیں، رہائی کا وقت نہیں ہے۔ اس نے عمر بن سعد کے نام لکھا:

"اما بعد! مجھے تمھارا خط ملا ہے اور اس میں تم نے جو کچھ بیان کیا ہے میں وہ سمجھ گیا ہوں۔ تم حسینؑ اور ان کے اصحاب سے مطالبہ کرو کہ وہ یزید کی بیعت کریں۔ اگر انھوں نے ایسا کرلیا تو پھر اپنا نظریہ بیان کروں گا"۔ والسلام!

جب عمر بن سعد کے پاس خط کا جواب آیا تو اس نے کہا: میں ڈر گیا کہ ابن زیاد عافیت و سلامتی کو قبول نہیں کرے گا۔ اس جواب کے بعد ابن زیاد کا ایک اور خط عمر بن سعد کے پاس آیا (اس میں اس نے لکھا) حسینؑ اور اصحاب حسینؑ اور پانی کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردو (یعنی ان پر پانی بند کردو) حتیٰ کہ وہ ایک قطرہ پانی بھی نہ چکھ سکیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح سے تقی و ذکی عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا۔

عمر بن سعد نے فوراً عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کے ہمراہ بھیجا کہ جو نہر کے کنارے جا اُترے۔ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ اور پانی کے درمیان رکاوٹ بن گئے تاکہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہ اُٹھا سکیں۔ یہ واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین دن پہلے کا تھا۔

عبداللہ بن حصین ازدی کہ جس کا تعلق بُجَیلہ قبیلہ سے تھا، نے بلند آواز سے پکار کر کہا: اے حسینؑ! کیا تم یہ پانی نہیں دیکھ رہے ہو کہ گویا وہ آسمان کے جگر کی مانند ہے (یعنی اس کی لہریں اُٹھ رہی ہیں)۔ خدا کی قسم! اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکو گے تاکہ پیاس کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! اسے پیاسا ہلاک کر اور اسے کبھی معاف نہ کر۔

حمید بن مسلم نقل کرتا ہے: خدا کی قسم! اس کے بعد اس کے بیمار ہونے پر میں اس کی تیمارداری کرنے کے لیے گیا تھا۔ مجھے اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی نہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس قدر پانی پیتا کہ اس کا شکم پُر ہو جاتا پھر وہ اُلٹی کر دیتا اور پیاس سے تڑپنا شروع کر دیتا۔ پھر دوبارہ پانی پیتا، جب پیٹ پُر ہو جاتا تو اُلٹی کر دیتا اور پیاس سے تڑپنا شروع کر دیتا۔ وہ ہمیشہ اسی طرح ہی کرتا تھا حتیٰ کہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

امامؑ کی عمر بن سعد سے ملاقات اور عمر بن سعد کا عبیداللہ کے نام خط

وَلَمَّا رَأَى الْحُسَيْنُ نُزُولَ الْعَسَاكِرِ مَعَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ بِنَيْنَوَى وَمَدَدَهُمْ لِقِتَالِهِ أَنْفَذَ إِلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: ﴿إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَلْقَاكَ﴾ وَاجْتَمَعَ مَعَكَ فَاجْتَمَعَا لَيْلًا فَتَنَاجَيَا طَوِيلًا، ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ إِلَى مَكَانِهِ وَكَتَبَ إِلَى عُبَيْدِاللهِ بْنِ زِيَادٍ:

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ اللهَ قَدْ أَطْفَأَ النَّائِرَةَ وَجَمَعَ الْكَلِمَةَ وَأَصْلَحَ أَمْرَ الْأُمَّةِ، هٰذَا حُسَيْنٌ قَدْ أَعْطَانِي أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَتَى مِنْهُ أَوْ أَنْ يَسِيرَ إِلَى ثَغْرٍ مِنَ الثُّغُورِ فَيَكُونَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، لَهُ مَا لَهُمْ وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ، أَوْ أَنْ يَأْتِيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَزِيدَ فَيَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ، فَيَرَى فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ رَأْيَهُ، وَفِي هٰذَا ﴿لَكُمْ﴾ رِضًى وَلِلْأُمَّةِ صَلَاحٌ۔

فَلَمَّا قَرَأَ عُبَيْدُ اللهِ الْكِتَابَ قَالَ: هٰذَا كِتَابُ نَاصِحٍ

مُشْفِقٍ عَلیٰ قَوْمِہٖ۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے سرزمین نینوا میں دیکھا کہ عمر بن سعد کے ساتھ لشکروں کے لشکر ملحق ہو رہے ہیں اور اس چیز کا مشاہدہ کیا کہ وہ جنگ کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں تو عمر بن سعد کے نام پیغام بھیجا کہ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

انھوں نے رات کے وقت ایک دوسرے سے ملاقات کی اور کافی دیر تک آہستہ آہستہ باہم گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد عمر بن سعد اپنے خیمے میں واپس چلا گیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نام لکھا:

> "امابعد! خداوند نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے اور پراگندگی کو وحدت میں تبدیل کر دیا ہے اور اس اُمت کی اصلاح فرمائی ہے۔ حسینؑ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ اسی طرف لوٹ جاتے ہیں جہاں سے آئے ہیں یا کسی اور سرحد کی طرف چلے جائیں گے اور دوسرے مسلمانوں کی طرح نفع ونقصان میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے یا یہ کہ امیر المومنین یزید (لعین) کے پاس جائیں اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیں اور ان کے بارے میں یزید جو بہتر سمجھے، حکم کرے گا۔ اس معاملہ میں تمھاری رضایت اور اُمت کی بہتری ہوگی" (حضرت امام حسینؑ کا یزید کی بیعت کرنے کا نظریہ عمر بن سعد کا ہے، امام علیہ السلام نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے)۔

جب عبید اللہ نے خط پڑھا تو کہا: یہ خط ایک خیر خواہ اور اپنی قوم پر مہربان شخص کا ہے۔

شمر کی عبیداللہ ابن زیاد کو پیش کش اور عمر بن سعد کے خط کا جواب

فَقَامَ إِلَيْهِ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ فَقَالَ: أَتَقْبَلُ هٰذَا مِنْهُ وَقَدْ نَزَلَ بِأَرْضِكَ وَ إِلٰى جَنْبِكَ؟ وَاللّٰهِ لَئِنْ رَحَلَ مِنْ بِلَادِكَ وَلَمْ يَضَعْ يَدَهُ فِي يَدِكَ، لَيَكُونَنَّ أَوْلٰى بِالْقُوَّةِ وَلَتَكُونَنَّ أَوْلٰى بِالضَّعْفِ وَالْعَجْزِ، فَلَا تُعْطِهِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَإِنَّهَا مِنَ الْوَهْنِ، وَلٰكِنْ لِيَنْزِلْ عَلٰى حُكْمِكَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، فَإِنْ عَاقَبْتَ فَأَنْتَ أَوْلٰى بِالْعُقُوبَةِ وَإِنْ عَفَوْتَ كَانَ ذٰلِكَ لَكَ۔

قَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، اَلرَّأْيُ رَأْيُكَ، أُخْرُجْ بِهٰذَا الْكِتَابِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فَلْيَعْرِضْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ النُّزُولَ عَلٰى حُكْمِي، فَإِنْ فَعَلُوا فَلْيَبْعَثْ بِهِمْ إِلَيَّ سِلْمًا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَلْيُقَاتِلْهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَاسْمَعْ لَهُ وَأَطِعْ، وَ إِنْ أَبٰى أَنْ يُقَاتِلَهُمْ فَأَنْتَ أَمِيرُ الْجَيْشِ، وَاضْرِبْ عُنُقَهُ وَابْعَثْ إِلَيَّ بِرَأْسِهِ۔

وَكَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْكَ إِلَى الْحُسَيْنِ لِتَكُفَّ عَنْهُ وَلَا لِتُطَاوِلَهُ وَلَا لِتُمَنِّيَهُ السَّلَامَةَ وَالْبَقَاءَ وَلَا لِتَعْتَذِرَ لَهُ وَلَا لِتَكُونَ لَهُ عِنْدِي شَافِعًا، أُنْظُرْ فَإِنْ نَزَلَ حُسَيْنٌ وَأَصْحَابُهُ عَلٰى حُكْمِي وَاسْتَسْلَمُوا فَابْعَثْ بِهِمْ إِلَيَّ سِلْمًا، وَ إِنْ أَبَوْا فَازْحَفْ إِلَيْهِمْ حَتّٰى تَقْتُلَهُمْ وَتُمَثِّلَ بِهِمْ، فَإِنَّهُمْ لِذٰلِكَ مُسْتَحِقُّونَ، وَ إِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ

فَاوطئِ الْخَیلَ صَدْرَہٗ وَظَهرَہٗ، فَاِنَّهٗ عَاتٍ ظَلُومٌ، وَلَسْتُ اَرٰی اَنَّ هٰذَا یَضُرُّ بَعْدَ الْمَوْتِ شَیْئًا، وَلٰکِنْ عَلَیَّ قَوْلٌ قَدْ قُلْتُهٗ: لَوْ قَتَلْتُهٗ لَفَعَلْتُ هٰذَا بِهٖ، فَاِنْ اَنْتَ مَضَیتَ لِاَمْرِنَا فِیهِ جَزَیْنَاکَ جَزَاءَ السَّامِعِ الْمُطِیعِ، وَاِنْ اَبَیْتَ فَاعْتَزِلْ عَمَلَنَا وَجُنْدَنَا، وَخَلِّ بَیْنَ شِمْرِ بْنِ ذِی الْجَوْشَنِ وَبَیْنَ الْعَسْکَرِ فَاِنَّا قَدْ اَمَرْنَاهُ بِاَمْرِنَا، وَالسَّلَامُ۔

شمر بن ذی الجوشن کھڑا ہوا اور کہا: کیا تم اس کی یہ رائے قبول کرو گے؟ حالانکہ اب وہ تیری سرزمین پر آیا ہوا ہے۔ خدا کی قسم! اگر (تم یہ موقع ہاتھ سے کھو بیٹھے اور وہ) تمھاری سرزمین سے چلا گیا اور اس نے تمھارے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا، تو وہ تجھ سے زیادہ طاقت ور ہو جائے گا اور تم کمزور اور معذور ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔ لہٰذا اس کی یہ پیشکش مت قبول کرو۔ یہ کمزوری کی علامت ہوگی۔ (امام حسین علیہ السلام) اور اس کے اصحاب کو تمھارے سامنے جھک جانا چاہیے۔ اگر تُو انھیں سزا دیتا ہے تو یہ تمھارا حق ہے اور تم اس کے لائق ہو اور اگر انھیں معاف کر دو تو اس کا بھی تمھیں حق حاصل ہے اور ایسا کر سکتے ہو۔

ابن زیاد نے اس سے کہا: تم نے اپنی رائے اور نظریہ دے دیا ہے، تمھاری رائے، رائے ہے۔ عمر بن سعد کے لیے یہ خط لے جاؤ تاکہ وہ حسینؑ اور ان کے اصحاب تک جھک جانے کا میرا حکم پہنچا دے۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تو انھیں زندہ میرے پاس بھیج دو اور اگر وہ قبول نہ کریں تو پھر ان کے ساتھ جنگ کریں۔ اگر عمر بن سعد نے میرے حکم پر عمل کیا تو اس کے مطیع بن کر رہو اور اس کی پیروی کرو اور اگر وہ سر تسلیم خم نہ ہوا اور ان کے ساتھ جنگ نہ کرے تو پھر لشکر کے سپہ سالار تم بن جانا اور اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا۔

اس نے عمر بن سعد کو یہ بھی لکھا کہ میں نے تمھیں حسینؑ کے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تُو جنگ کرنے سے خوف کھائے اور اس کے ساتھ ساز باز کرے، اس کے لیے سلامتی اور طول عمر کی تمنا کرے، اس کے لیے عذر پیش کرے اور اس کی سفارش کرے۔ اچھی طرح سے سوچ لو، اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہیں ہوتے تو انھیں (گرفتار کرکے) صحیح و سالم میرے پاس بھیج دو۔ اگر وہ قبول نہیں کرتے تو ان کے ساتھ جنگ کرو اور انھیں قتل کرنے کے بعد ان کے بدن ٹکڑے ٹکڑے کردو کیوں کہ وہ اس طرح کے سلوک کے مستحق ہیں۔

اگر حسینؑ قتل ہو جائیں تو ان کے سینے اور کمر (لاش) پر گھوڑے دوڑا دو، کیوں کہ وہ سرکش اور ستم گر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کی موت کے بعد یہ کام مجھے کوئی نقصان پہنچائے گا لیکن کیا کروں، میں نے اپنے ساتھ عہد کیا ہے کہ اگر میں نے اسے قتل کیا تو اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کروں گا۔ اگر تم نے میرا حکم لاگو کیا تو میں تمھیں ایک مطیع اور فرماں بردار شخص کا انعام دوں گا اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر ہمارا کام اور ہماری فوج کو چھوڑ دو۔ شمر بن ذی الجوشن اور فوج کے درمیان سے ہٹ جاؤ (تاکہ وہ لشکر کا فرماں روا بن سکے) کیوں کہ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ہمارا کام انجام دے۔ والسلام!

شمر کا نینوا میں پہنچنا

فَأَقْبَلَ شِمرٌ بِكِتَابِ عُبَيدِ اللهِ اِلىٰ عُمَرَ بْنِ سَعدٍ ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيهِ وَقَرَأَهُ قَالَ لَهُ عمر: مَا لَكَ وَيْلَكَ؟! لَا قَرَّبَ اللهُ دَارَكَ ، وَقَبَّحَ اللهُ مَا قَدِمْتَ بِهِ عَلَيَّ ، وَاللهِ اِنِّي لَأَظُنُّكَ أَنَّكَ نَهَيْتَهُ أَنْ يَقْبَلَ مَا كَتَبْتُ بِهِ اِلَيْهِ ،

وَاَفْسَدْتَ عَلَيْنَا أَمرنَا ، قَدْ كُنَّا رَجَونَا أَنْ يُصْلِحَ، لَا يَسْتَسْلِمُ وَاللهِ حسينٌ ، اِنَّ نفس أَبِيهِ لَبَيْنَ جَنْبَيهِ! فَقَالَ لَهُ شِمرٌ: أَخْبِرنِي بِمَا أَنْتَ صَانِعٌ ، أَتَمضِي لِأَمْرِ أَمِيرِكَ وَتُقَاتِلُ عَدُوَّهُ وَ اِلَّا فَخَلِّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْجُنْدِ وَالْعَسكَرِ، قَالَ: لَا ، لَا وَاللهِ وَلَا كَرَامَةَ لَكَ ، وَلٰكِن أَنَا أَتَوَلَّى ذٰلِكَ ، فَدُونَكَ فَكُنْ أَنْتَ عَلَى الرِّجَالَةِ ۔ وَنَهَضَ عمرُ بن سَعدٍ اِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام عَشِيَّةَ الْخَمِيسِ لِتِسْعٍ مَضَيْنَ مِنَ الْمُحَرَّمِ۔

شمر بن ذی الجوشن ، ابن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا اور عمر نے وہ خط پڑھا تو اس سے کہا: تم برباد ہو جاؤ، تمہیں کیا تکلیف ہے؟ خدا تجھے کہیں کا نہ چھوڑے اور تو نے جو کچھ میرے خلاف انجام دیا ہے اس پر تجھے ذلیل و خوار کرے۔ خدا کی قسم! میرا گمان یہ ہے کہ تُو نے ہی عبیداللہ کو میری تجویز قبول کرنے سے روکا ہے اور وہ کام مجھے جس سے حالات بہتر ہونے کی اُمید تھی تم نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ خدا کی قسم! حسین کبھی تسلیم نہیں ہوں گے۔ ان کے سینے میں ان کے باپ کی روح موجزن ہے۔

یہ سننے کے بعد شمر نے اس سے کہا: اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم امیر کا حکم لاگو کرتے ہوئے دشمن کے ساتھ جنگ کرو گے؟ اگر نہیں کرو گے تو ایک طرف ہو جاؤ اور میرے اور لشکر کے درمیان رکاوٹ مت بنو۔

اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! ایسا نہیں کروں گا، تم ذلیل و خوار ہو جاؤ، میں خود ہی یہ کام کروں گا۔ تم پیدل فوج کی کمانڈری کرو۔ عمر بن سعد نو محرم بروز جمعرات، امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔

حضرت عباسؑ اور ان کے بھائیوں کے لیے شمر کا امان نامہ اور ان کا جواب

وَجَاءَ شِمْرٌ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عليه السلام فَقَالَ: أَيْنَ بَنُو أُخْتِنَا؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْعَبَّاسُ وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ اللهِ وَعُثْمَانُ بَنُو عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليهم السلام فَقَالُوا: مَا تُرِيدُ؟ فَقَالَ: أَنْتُمْ يَا بَنِي أُخْتِي آمِنُونَ، فَقَالَتْ لَهُ الْفِتْيَةُ: لَعَنَكَ اللهُ وَلَعَنَ أَمَانَكَ، أَتُؤْمِنُنَا وَابْنُ رَسُولِ اللهِ لَا أَمَانَ لَهُ؟

شمر آیا اور اصحاب حسینؑ کے رُوبرو کھڑے ہو کر بولا: میری بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟

حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے بیٹے حضرت عباسؑ، جعفرؑ، عبداللہ اور عثمان (کہ جو ماں کی طرف سے شمر کے رشتہ دار بنتے ہیں) آگے بڑھے اور کہا: تم کیا چاہتے ہو؟

شمر نے کہا: اے میرے بھانجو! تم امان میں ہو۔

ان بہادروں نے یوں جواب دیا: خدا تجھے اور تمھاری امان پر لعنت بھیجے، کیا تو ہمیں تو امان دیتا ہے اور فرزندِ رسولؐ کے لیے امان نہ ہو؟!

عبادت کی خاطر ایک رات کے لیے مہلت کی درخواست

ثُمَّ نَادٰى عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ: يَا خَيْلَ اللهِ ارْكَبِي وَأَبْشِرِي، فَرَكِبَ النَّاسُ ثُمَّ زَحَفَ نَحْوَهُمْ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَحُسَيْنٌ عليه السلام جَالِسٌ أَمَامَ بَيْتِهِ مُحْتَبٍ بِسَيْفِهِ، إِذْ خَفَقَ بِرَأْسِهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَسَمِعَتْ أُخْتُهُ الصَّيْحَةَ فَدَنَتْ مِنْ أَخِيهَا

فَقالَت: يَا أَخِي أَمَا تَسْمَعُ الْأَصْوَاتَ قَدِ اقْتَرَبَتْ؟ فَرَفَعَ الْحُسَيْنُ عليه السلام رَأْسَهُ فَقَالَ: ﴿إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم السَّاعَةَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ لِي: إِنَّكَ تَرُوحُ إِلَيْنَا﴾ فَلَطَمَتْ أُخْتُه وَجْهَهَا وَنَادَتْ بِالْوَيْلِ، فَقَالَ لَهَا: ﴿لَيْسَ لَكِ الْوَيْلُ يَا أُخَيَّةُ، اسْكُتِي رَحِمَكِ اللهُ﴾ وَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بنُ عَلِيٍّ رحمة الله عَلَيْهِ: يَا أَخِي أَتَاكَ الْقَوْمُ، فَنَهَضَ ثُمَّ قَالَ: ﴿يَا عَبَّاسُ، ارْكَبْ ـ بِنَفْسِي أَنْتَ يَا أَخِي ـ حَتَّى تَلْقَاهُمْ وَتَقُولَ لَهُمْ: مَا لَكُمْ وَمَا بَدَا لَكُمْ؟ وَتَسْأَلَهُمْ عَمَّا جَاءَ بِهِمْ﴾.

فَأَتَاهُمُ الْعَبَّاسُ فِي نَحْوٍ مِنْ عِشْرِينَ فَارِسًا، مِنْهُمْ زُهَيْرُ بنُ الْقَيْنِ وَحَبِيبُ بنُ مُظَاهِرٍ، فَقَالَ لَهُمُ الْعَبَّاسُ: مَا بَدَا لَكُمْ وَمَا تُرِيدُونَ؟ قَالُوا: جَاءَ أَمْرُ الْأَمِيرِ أَنْ نَعْرِضَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِهِ أَوْ نُنَاجِزَكُمْ، قَالَ: فَلَا تَعْجَلُوا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ فَأَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا ذَكَرْتُمْ، فَوَقَفُوا وَقَالُوا: الْقَهُ فَأَعْلِمْهُ، ثُمَّ الْقَنَا بِمَا يَقُولُ لَكَ ـ فَانْصَرَفَ الْعَبَّاسُ رَاجِعًا يَرْكُضُ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام يُخْبِرُهُ الْخَبَرَ، وَوَقَفَ أَصْحَابُهُ يُخَاطِبُونَ الْقَوْمَ وَيَعِظُونَهُمْ وَيَكُفُّونَهُمْ عَنْ قِتَالِ الْحُسَيْنِ.

فَجَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ﴿ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُؤَخِّرَهُمْ إِلَى الْغُدْوَةِ وَتَدْفَعَهُمْ عَنَّا الْعَشِيَّةَ، لَعَلَّنَا نُصَلِّي لِرَبِّنَا

اللَّيْلَةَ وَنَدْعُوهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ ، فَهُوَ يَعْلَمُ أَنِّي قَدْ أُحِبُّ الصَّلَاةَ لَهُ وَتِلَاوَةَ كِتَابِهِ وَالدُّعَاءَ وَالْاِسْتِغْفَارَ۔

فَمَضَى الْعَبَّاسُ إِلَى الْقَوْمِ وَرَجَعَ مِنْ عِنْدِهِمْ وَمَعَهُ رَسُولٌ مِنْ قِبَلِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ يَقُولُ: إِنَّا قَدْ أَجَّلْنَاكُمْ إِلَى غَدٍ، فَإِنِ اسْتَسْلَمْتُمْ سَرَّحْنَاكُمْ إِلَى أَمِيرِنَا عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَلَسْنَا تَارِكِيكُمْ، وَانْصَرَفَ۔

عمر بن سعد نے پکار کر کہا: اے لشکرِ خدا! سوار ہو جاؤ اور تمھیں بہشت مبارک ہو۔ لوگ سوار ہوئے اور عصر کے بعد ان (امام حسینؑ اور ان کے اصحاب) پر حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے کے سامنے اپنی تلوار پر تکیہ کیے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا سر مبارک زانو پر تھا کہ انھیں ایک لحہ کے لیے نیند آ گئی۔ ان کی خواہر گرامی نے دشمن کے لشکر کی للکار سنی تو بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا: اے میرے بھائی! کیا آپؑ قریب سے آتی آوازیں نہیں سن رہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے سر اقدس بلند کرتے ہوئے فرمایا: میں نے ابھی ابھی اپنے جد رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ انھوں نے مجھے فرمایا: تم ہمارے پاس آؤ گے۔

ان کی خواہر گرامی نے اپنے چہرے پر پیٹتے ہوئے گریہ و زاری اور واویلا شروع کیا تو امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے میری بہن! واویلا مت کریں، خاموش ہو جائیں، خدا آپؑ پر رحم کرے۔

حضرت عباس علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے بھائی! دشمن آپؑ کی طرف آ رہے ہیں۔

امام علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے میرے بھائی! آپؑ پر میری جان قربان ہو، سوار ہوں اور جا کر ان سے ملاقات کریں اور پوچھیں کہ تم لوگ کیا چاہتے

ہو اور تمھیں کیا ہوا ہے اور ان سے آنے کا سبب دریافت کریں۔

حضرت عباسؑ بیس سواروں کے ہمراہ ان کے پاس گئے۔ زہیر بن قینؓ اور حبیب بن مظاہرؓ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا: کیا ہوا ہے اور کیوں آئے ہو؟

انھوں نے کہا: امیر کا حکم آیا ہے کہ ہم آپ کو پیغام دیں کہ اس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم ہو جائیں یا ہم سے جنگ کریں۔

فرمایا: جلدی مت کرو، میں ابھی عبداللہ (امام حسین علیہ السلام) کی خدمت میں جا کر تم لوگوں کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ یہ سن کر وہ لوگ رُک گئے اور کہا: ان کے پاس جاؤ اور ان تک ہمارا پیغام پہنچا کر لوٹ آؤ اور ہمیں جواب سے آگاہ کرو۔

جناب عباسؑ واپس حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باقی اصحاب دشمن کے سامنے کھڑے ان سے بات چیت اور انھیں وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ نیز ان لوگوں کو امام علیہ السلام کے ساتھ جنگ سے روکتے رہے۔

حضرت عباسؑ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوئے اور امام علیہ السلام کی خدمت میں ان کا پیغام پہنچایا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ واپس ان لوگوں کے پاس لوٹ جائیں، اگر کر سکیں تو کل تک ان سے مہلت لے لیں۔ انھیں اس رات مجھ سے دُور رکھیں تا کہ ہم اپنے پروردگار کی نماز پڑھیں، اسے پکاریں اور اس سے مغفرت طلب کریں۔ خدا جانتا ہے کہ میں اس کے لیے نماز، اُس کی کتاب کی تلاوت اور دُعا و استغفار سے کس قدر محبت کرتا ہوں۔

حضرت عباس علیہ السلام دشمن کے پاس آئے (اور اپنا مدعا بیان فرمایا)۔

عمر بن سعد کا ایلچی آیا اور کہا: ہم کل صبح تک آپ لوگوں کو مہلت دیتے ہیں،

لہذا اگر تم لوگ سر تسلیم خم ہو گئے تو ہم تم لوگوں کو امیر عبید اللہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیں گے ورنہ تم لوگوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ وہ یہ پیغام دے کر لوٹ گیا۔

امام علیہ السلام کی اپنے اصحاب سے لوٹ جانے کی تمنا

فَجَمَعَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام أَصْحَابَهُ عِنْدَ قُرْبِ الْمَسَاءِ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ علیہما السلام: فَدَنَوْتُ مِنْهُ لِأَسْمَعَ مَا يَقُولُ لَهُمْ، وَأَنَا إِذْ ذَاكَ مَرِيضٌ، فَسَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: أُثْنِي عَلَى اللهِ أَحْسَنَ الثَّنَاءِ، وَأَحْمَدُهُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ عَلَى أَنْ أَكْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّةِ وَعَلَّمْتَنَا الْقُرْآنَ وَفَقَّهْتَنَا فِي الدِّيْنِ، وَجَعَلْتَ لَنَا أَسْمَاعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً، فَاجْعَلْنَا مِنَ الشَّاكِرِيْنَ۔

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَصْحَابًا أَوْفَى وَلَا خَيْرًا مِنْ أَصْحَابِي، وَلَا أَهْلَ بَيْتٍ أَبَرَّ وَلَا أَوْصَلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَجَزَاكُمُ اللهُ عَنِّي خَيْرًا، أَلَا وَإِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّهُ آخِرُ يَوْمٍ لَنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ، أَلَا اللَّيْلُ قَدْ غَشِيَكُمْ فَاتَّخِذُوهُ جَمَلًا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے شام کے قریب اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا۔ علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام نقل فرماتے ہیں: میں اپنے والد بزرگوار کے نزدیک ہوا تا کہ وہ جو کچھ بیان فرما رہے ہیں اسے سن سکوں۔ میں ان دنوں مریض تھا۔ میں نے سنا کہ میرے پدر بزرگوار نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"میں خداوند کریم کی بہترین انداز میں حمد وثنا بجالاتا ہوں اور

ہر خوشی وغمی میں اس کا شکرگزار ہوں۔ اے میرے خدا! میں تیرا شکر بجا لاتا ہوں کہ تُو نے نبوت کے ذریعے ہمیں عزت و کرامت عطا کی، ہمیں قرآن سکھایا، علم دین کی دانائی عنایت فرمائی اور ہمیں کان، دل اور آنکھیں دیں۔ پس ہمیں شکرگزاروں میں قرار دے۔

امابعد! میں کسی کے بھی اصحاب کو نہیں جانتا ہوں کہ جو میرے اصحاب سے بہتر اور وفادار تر ہوں اور نہ ہی کسی کے اہلِ بیت کو پہچانتا ہوں جو میرے اہلِ بیتؑ سے زیادہ نیک اور مہربان تر ہوں۔ پس خداوند عالم آپ لوگوں کو میری طرف سے جزائے خیر عطا کرے۔ آپ سب اس بات کو اچھی طرح سے جان لیں کہ میرے خیال میں یہ آخری دن ہے کہ ان لوگوں نے ہمیں مہلت دی ہے۔ اس سے بھی آگاہ ہوجائیں کہ میری طرف سے آپ تمام کو جانے کی اجازت ہے لہٰذا اس کے بغیر کہ میری بیعت آپ لوگوں کی گردن پر ہوگی۔ آپ تمام کے تمام چلے جائیں۔ اب رات نے آپ کو چھپا رکھا ہے اور اُونٹ کی مانند اس سے فائدہ اٹھائیں اور چلے جائیں"۔

اصحاب امامؑ کا اظہار ارادت اور جان بازی کا اعلان

فَقَالَ لَهُ إِخْوَتُهُ وَأَبْنَاؤُهُ وَبَنُو أَخِيهِ وَابْنَا عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: لِمَ نَفْعَلُ ذٰلِكَ؟! لِنَبْقَى بَعْدَكَ؟! لَا أَرَانَا اللهُ ذٰلِكَ أَبَدًا۔ بَدَأَهُمْ بِهٰذَا الْقَوْلِ الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ

وَاتَّبَعَتْهُ الْجَمَاعَةُ عَلَيْهِ فَتَكَلَّمُوا بِمِثْلِهِ وَنَحْوِهِ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ: ﴿يَا بَنِي عَقِيلٍ، حَسْبُكُمْ مِنَ الْقَتْلِ بِمُسْلِمٍ، فَاذْهَبُوا أَنْتُمْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكُمْ﴾. قَالُوا: سُبْحَانَ اللهِ، فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟! يَقُولُونَ إِنَّا تَرَكْنَا شَيْخَنَا وَسَيِّدَنَا وَبَنِي عُمُومَتِنَا خَيْرَ الْأَعْمَامِ، وَلَمْ نَرْمِ مَعَهُمْ بِسَهْمٍ، وَلَمْ نَطْعَنْ مَعَهُمْ بِرُمْحٍ، وَلَمْ نَضْرِبْ مَعَهُمْ بِسَيْفٍ، وَلَا نَدْرِي مَا صَنَعُوا، لَا وَاللهِ مَا نَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَلٰكِنْ تُفْدِيكَ أَنْفُسَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلُونَا، وَنُقَاتِلُ مَعَكَ حَتّٰى نَرِدَ مَوْرِدَكَ فَقَبَّحَ اللهُ الْعَيْشَ بَعْدَكَ.

وَقَامَ إِلَيْهِ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ فَقَالَ: أَنُخَلِّي عَنْكَ وَلَمَّا ﴿بِمَا﴾ نُعْذِرِ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ فِي أَدَاءِ حَقِّكَ؟ أَمَا وَاللهِ حَتّٰى أَطْعَنَ فِي صُدُورِهِمْ بِرُمْحِي، وَأَضْرِبَهُمْ بِسَيْفِي مَا ثَبَتَ قَائِمُهُ فِي يَدِي، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مَعِي سِلَاحٌ أُقَاتِلُهُمْ بِهِ لَقَذَفْتُهُمْ بِالْحِجَارَةِ، وَاللهِ لَا نُخَلِّيكَ حَتّٰى يَعْلَمَ اللهُ أَنْ قَدْ حَفِظْنَا غَيْبَةَ رَسُولِ اللهِ فِيكَ، وَاللهِ لَوْ عَلِمْتُ أَنِّي أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُحْرَقُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُذْرَى، يُفْعَلُ ذٰلِكَ بِي سَبْعِينَ مَرَّةً مَا فَارَقْتُكَ حَتّٰى أَلْقَى حِمَامِي دُونَكَ، فَكَيْفَ لَا أَفْعَلُ ذٰلِكَ وَإِنَّمَا هِيَ قَتْلَةٌ وَاحِدَةٌ ثُمَّ هِيَ الْكَرَامَةُ الَّتِي انْقِضَاءَ لَهَا أَبَدًا.

وَقَامَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ الْبَجَلِيُّ فَقَالَ: وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي قُتِلْتُ ثُمَّ نُشِرْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ حَتّٰى أُقْتَلَ هٰكَذَا أَلْفَ مَرَّةٍ،

وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَدفعُ بِذٰلِكَ الْقَتلَ عَنْ نَفْسِكَ ، وَعَن اَنْفُسِ هٰؤُلَاءِ الْفِتْيَانِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے دو بیٹوں نے عرض کیا: کس لیے ایسا کریں؟! اس لیے کہ آپ کے بعد باقی رہیں؟ خدا کبھی ایسا وقت نہ لائے۔ اس گفتگو کی ابتداء کرنے والے حضرت عباسؑ بن علیؑ تھے اور باقی سب نے ان کی تائید کی اور انھی جیسی گفتگو کی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے عقیلؑ کے بیٹو! مسلمؑ کا قتل ہونا آپ کے لیے کافی ہے۔ میں آپ لوگوں کو جانے کی اجازت دیتا ہوں، لہٰذا آپؑ لوگ چلے جائیں۔

انھوں نے کہا: سبحان اللہ! لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے خاندان کے سید و سردار اور اپنے سب سے بہترین چچا کے بیٹوں کو یک و تنہا چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ ان کے ساتھ مل کر ایک تیر تک نہیں پھینکا۔ نیزہ تک نہیں چلایا اور نہ تلوار سے حملہ کیا ہے۔ نامعلوم وہ کیا کیا کہیں گے۔ خدا کی قسم! ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنی جان، مال اور خاندان کو آپ پر قربان کردیں گے۔ خداوند آپ کے بعد ہماری زندگی کو ناپسند بنائے۔ آپ کے ساتھ مل کر جنگ لڑیں گے تاکہ ہم بھی اسی جگہ پر جائیں گے جہاں پر آپ جائیں گے۔

جناب مسلم بن عوسجہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں؟ اس صورت میں ہم آپ کا حق ادا کرنے کے حوالے سے خدا کی بارگاہ میں کون سا عذر پیش کریں گے؟ خدا کی قسم! اس وقت تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ میں اپنا نیزہ ان کے سینوں میں نہ اُتار لوں جب تک تلوار کا دستہ میری گرفت میں رہے گا میں ان پر حملہ کروں گا۔ اگر ان پر حملہ آور ہونے کے لیے کسی قسم کا کوئی بھی اسلحہ باقی نہ بچے تو میں پتھروں سے ان پر حملہ کروں گا۔ خدا کی قسم! آپ کو تنہا

نہیں چھوڑوں گا تا کہ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہوں کہ ہم نے اس کے رسولؐ کی عدم موجودگی میں آپ کے حق کا احترام کیا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں، پھر جلا دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، اس کے بعد میری خاک ہوا کے سپرد کر دی جائے اور ستر مرتبہ ایسا کریں تو پھر بھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں یہاں تک کہ آپ کے لیے جان قربان کر دوں۔ ایسا کیوں نہ کروں درحالانکہ قتل ہونا ایک سے زیادہ بار نہیں ہے اور اس کے بعد مجھے ایسی عزت و کرامت نصیب ہوگی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

اس کے بعد زہیر بن قین بجلیؓ کھڑے ہوئے اور کہا: خدا کی قسم! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، یہاں تک کہ اس طرح ایک ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں اور خداوند متعال میرے قتل کے باعث آپ اور آپ کے اہلِ بیتؑ کے جوانوں کو بچا لے۔ دوسرے اصحاب (باوفا) نے بھی ایسی ہی گفتگو کی کہ جو امام حسین علیہ السلام کی محبت میں ان کی جانفشانی و ایثار گری کو بیان کرتی ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے لیے جزائے خیر کی تمنا کی اور اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

امام علیہ السلام کی اپنی زینبؑ سے گفتگو

وَتَكَلَّمَ جَمَاعَةُ أَصْحَابِهِ بِكَلَامٍ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي وَجْهٍ وَاحِدٍ، فَجَزَاهُمُ الْحُسَيْنُ عليه السلام خَيْرًا وَانْصَرَفَ إِلَى مِضْرَبِهِ»

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام «إِنِّي لَجَالِسٌ فِي تِلْكَ الْعَشِيَّةِ الَّتِي قُتِلَ أَبِي فِي صَبِيحَتِهَا، وَعِنْدِي عَمَّتِي زَيْنَبُ تُمَرِّضُنِي، إِذِ اعْتَزَلَ أَبِي فِي خِبَاءٍ لَهُ وَعِنْدَهُ جُوَيْنٌ

مَولى أبي ذَرّ الغِفَارِيّ وَهُوَ يُعالِجُ سَيفَهُ وَيُصلِحُهُ وَأبِي يَقُولُ:

يَا دَهرُ أُفٍّ لَكَ مِن خَلِيلِ
كم لَكَ بِالإشرَاقِ وَالأصِيلِ
مِن صَاحِبٍ أَوْ طَالِبٍ قَتِيلِ
وَالدَّهرُ لَا يَقْنَعُ بِالبَدِيلِ
وَ إِنَّمَا الأَمرُ إلى الجَلِيلِ
وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيلِي

فَأَعَادَهَا مَرَّتَينِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى فَهِمْتُهَا وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ، فَخَنَقَتْنِي العَبرَةُ فَرَدَدْتُهَا وَلَزِمْتُ السُّكُوتَ، وَعَلِمْتُ أَنَّ البَلَاءَ قَدْ نَزَلَ، وَأَمَّا عَمَّتِي فَإِنَّهَا سَمِعَتْ مَا سَمِعْتُ وَهِيَ امْرَأَةٌ وَمِنْ شَأنِ النِّسَاءِ الرِّقَّةُ وَالْجَزَعُ، فَلَمْ تَمْلِكْ نَفْسَهَا أَنْ وَثَبَتْ تَجُرُّ ثَوْبَهَا وَإِنَّهَا لَحَاسِرَةٌ، حَتّٰى انْتَهَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: ﴿وَاثُكلَاهُ! لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ، الْيَوْمَ مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَأَبِي عَلِيٌّ وَأَخِي الْحَسَنُ، يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِي ﴿الماضين﴾ وَثِمَالَ الْبَاقِي ﴿الباقين﴾. فَنَظَرَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ علیه السلام فَقَالَ لَهَا: ﴿يَا أُخَيَّةُ لَا يُذْهِبَنَّ حِلْمَكِ الشَّيْطَانُ﴾ وَتَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوعِ وَقَالَ: ﴿لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ﴾ فَقَالَتْ: ﴿يَا وَيْلَتَاهُ! أَفَتُغْصَبُ نَفْسُكَ اغْتِصَابًا؟! فَذَاكَ أَقْرَحُ لِقَلْبِي وَأَشَدُّ عَلَى نَفْسِي. ﴿ثُمَّ لَطَمَتْ وَجْهَهَا وَهَوَتْ إِلَى

جَيْبِهَا فَشَقَّتْهُ وَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا۔

فَقَامَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ علیہ السلام فَصَبَّ عَلَى وَجْهِهَا الْمَاءَ وَقَالَ لَهَا: يَا أُخْتَاهُ! اِتَّقِي اللهَ وَتَعَزَّي بِعَزَاءِ اللهِ، وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَأَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ، وَيَبْعَثُ الْخَلْقَ وَيَعُودُونَ ﴿يعيدهم﴾، وَهُوَ فَرْدٌ وَحْدَهُ، أَبِي خَيْرٌ مِنِّي، وَأُمِّي خَيْرٌ مِنِّي، وَأَخِي مِنِّي، وَلِي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أُسْوَةٌ۔ فَعَزَّاهَا بِهٰذَا وَنَحْوِهِ وَقَالَ لَهَا۔ ﴿يَا أُخَيَّةُ! إِنِّي أَقْسَمْتُ فَأَبِرِّي قَسَمِي، لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا، وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا، وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ إِذَا أَنَا هَلَكْتُ۔ ثُمَّ جَاءَ بِهَا حَتّٰى أَجْلَسَهَا عِنْدِي۔

ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُقَرِّبَ بَعْضُهُمْ بُيُوتَهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَأَنْ يُدْخِلُوا الْأَطْنَابَ بَعْضَهَا فِي بَعْضٍ، وَأَنْ يَكُونُوا بَيْنَ الْبُيُوتِ، فَيَسْتَقْبِلُونَ الْقَوْمَ مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ وَالْبُيُوتُ مِنْ وَرَائِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ قَدْ حَفَّتْ بِهِمْ إِلَّا الْوَجْهَ الَّذِي يَأْتِيهِمْ مِنْهُ عَدُوُّهُمْ۔

وَرَجَعَ علیہ السلام إِلَى مَكَانِهِ فَقَامَ اللَّيْلَ كُلَّهُ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ وَيَدْعُو وَيَتَضَرَّعُ، وَقَامَ أَصْحَابُهُ، كَذٰلِكَ يُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ وَيَسْتَغْفِرُونَ۔

قَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ عَبْدِاللهِ: وَمَرَّبِنَا خَيْلٌ لِابْنِ سَعْدٍ

يَحرِسُنا ، وَ إنَّ حُسَيناً لَيَقرَأُ: ﴿وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۷۸-۱۷۹)

فَسَمِعَها مِن تِلكَ الخَيلِ رَجُلٌ يُقالُ لَهُ عَبدُ اللهِ بنِ سُمَيرٍ، وَكانَ مِضحاكاً وَكانَ شُجاعاً بَطَلاً فارِساً فاتِكاً شَرِيفاً، فَقالَ: نَحنُ وَرَبِّ الكَعبَةِ الطَّيِّبونَ، مُيِّزنا مِنكُم. فَقالَ لَهُ بُرَيرُ بنُ خُضَيرٍ: يا فاسِقُ أَنتَ يَجعَلُكَ اللهُ مِنَ الطَّيِّبِينَ؟! فَقالَ لَهُ: مَن أَنتَ وَيلَكَ؟ قالَ لَهُ: أَنا بُرَيرُ بنُ خُضَيرٍ، فَتَسابّا.

حضرت علیؑ بن حسینؑ (امام سجادؑ) فرماتے ہیں: میں اس رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار کو شہید کیا گیا جبکہ میری پھوپھی جان میری تیمارداری میں مشغول تھیں کہ میرے والد گرامی اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ جونؓ جو ابوذر غفاریؓ کا غلام تھا، میرے بابا کے قریب اپنی تلوار ٹھیک اور تیز کرنے میں مشغول تھا۔ میرے والد گرامی آہستہ آواز سے درج ذیل اشعار پڑھ رہے تھے:

"اے زمانے تجھ پر افسوس ہے کہ تو کیسا دوست ہے کہ ہر صبح و شام اپنے چاہنے والوں اور اپنے درمیان رہنے والوں کو موت کی وادی میں دھکیلے جا رہا ہے اور پھر ان کے بعد آنے والوں پر بھی قناعت نہیں کرتا (یعنی انھیں بھی موت کی سمت دھکیل دیتا ہے) سب اُمور کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور ہر زندہ شخص

موت ہی کے راستے پر چل رہا ہے"۔

انھوں نے ان اشعار کا دو تین مرتبہ تکرار کیا تو میں ان کی مراد سمجھ گیا اور آنسوؤں نے میرا گلا بند کر دیا لیکن میں نے اپنے اُوپر قابو رکھا اور خاموش رہا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے اُوپر کوئی مشکل نازل ہو چکی ہے۔ میری پھوپھی جان نے بھی وہی کچھ سنا جو میں نے سنا تھا۔ چونکہ وہ خاتون تھیں اور رقت و بے تابی خواتین کی فطرت ہے لہٰذا وہ اپنے اُوپر قابو نہ رکھ سکیں۔ وہ جلدی سے اُٹھیں اور ننگے سر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں (جبکہ حضرت تنہا تشریف فرما تھے) اور عرض کیا:

""کاش میں مر جاتی اور زندہ نہ ہوتی۔ آج میری ماں فاطمہؑ، میرے بابا علیؑ اور میرے بھائی حسنؑ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اے دنیا سے جانے والوں کی نشانی اور پس ماندگان کے فریادرس!""

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: اے میری پیاری بہن! شیطان آپؑ کا حلم و بردباری نہ لے جائے، ان کی آنکھیں آنسوؤں سے پُر ہو چکی تھیں اور فرمایا: اگر قطا (ایک پرندے کا نام) اپنے آشیانے سے آزاد ہو جائے تو وہ سو جاتا ہے (یہ ضرب المثل ہے اس شخص کے لیے کہ جس پر ظلم ہو)۔

بی بیؑ نے فرمایا: یاویلتا! کیا آپؑ موت کے لیے تیار ہیں؟ یہ چیز میرے دل کو زیادہ تڑپاتی اور میرے لیے انتہائی ناخوش گوار ہے۔ اس کے بعد اپنے چہرے پر پیٹا، گریبان چاک کیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئیں۔

امام علیہ السلام اُٹھے، ان کے چہرے پر پانی چھڑکا اور فرمایا:

اے میری بہن! تقویٰ الٰہی اختیار کرو، ایسی حلم و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحمل سے کام لو، یہ جان لو کہ تمام اہلِ زمین مر جائیں گے اور اہلِ آسمان بھی باقی نہیں رہیں گے۔ ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس خدا کے کہ جس نے اپنی

قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور انھیں دوبارہ زندہ کرے گا اور انھیں پھر پلٹائے گا اور وہ یگانہ و یکتا ہے۔ میرے پدر گرامی مجھ سے بہتر تھے، میری والدہ ماجدہ بھی مجھ سے بہتر تھیں اور میرے بھائی بھی مجھ سے بہتر تھے لیکن تمام کے تمام دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور تمام مسلمانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ ہیں۔

امام علیہ السلام نے اس اور اس جیسی دوسری گفتگو سے اپنی بہن کا دل بہلایا اور فرمایا: اے میری بہن! میں آپؑ کو قسم دیتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپؑ میری قوم کا لحاظ کریں گی کہ میری موت کے بعد گریبان چاک نہیں کریں گی، اپنے چہرے کو نہیں نوچیں گی، اپنے چہرے پر خراشیں نہیں لگائیں گی، واویلا اور موت کی تمنا نہیں کریں گی۔

اس کے بعد وہ بہن کو لے کر آئے اور میرے پاس بٹھا دیا۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے ہاں تشریف لے گئے اور انھیں حکم دیا کہ وہ خیام کو ایک دوسرے کے ساتھ نصب کر کے ان کی رسیاں ایک دوسرے کے ساتھ باندھیں۔ انھوں نے خیام یوں لگائے کہ خود درمیان میں ہوں اور ایک طرف سے دشمن کے رُوبرو ہوں۔ خیام ان کے پیچھے، دائیں اور بائیں ہوں سوائے اس سمت کے جس طرف سے دشمن حملہ آور ہو۔

وہ اپنی جگہ پر لوٹ آئے اور پوری رات نماز، استغفار، دُعا اور گریہ زاری کرتے ہوئے گزاری۔ آپ کے اصحاب کی بھی ایسی ہی صورت حال تھی۔ وہ بھی نماز، دُعا اور استغفار میں مشغول تھے۔

ضحاک بن عبداللہ یوں نقل کرتا ہے: جب ابن سعد کے کچھ سوار افراد کہ جو نگہبان تھے ہمارے پاس سے گزرے۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام ان آیات کی تلاوت میں مشغول تھے۔

"اور کفار ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ ہم جس قدر آرام و راحت دے رہے ہیں وہ ان کے حق میں کوئی اچھائی ہے۔ ہم تو صرف اس لیے دے رہے ہیں کہ جتنا گناہ کرسکیں کرلیں ورنہ ان کے لیے رُسوا کن عذاب ہے۔ خداوند صاحبانِ ایمان کو انھیں حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیب کو الگ الگ نہ کردے"۔ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۷۸-۱۷۹)

اُن سوار لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرتؑ کی گفتگو سنی، اس کا نام عبداللہ بن شمیر تھا۔ وہ شوخ، شجاع، دلیر اور جنگ جو شخص تھا۔ اس نے کہا: خدائے کعبہ کی قسم! ہم پاکیزہ ہیں اور ہم ہیں جو آپ سے جدا کیے گئے ہیں۔

بُریر بن خضیر نے اس سے کہا: اے فاسق! خدا نے تمھیں پاکیزہ افراد میں سے قرار دیا ہے؟

اس نے کہا: تم برباد ہو جاؤ تم کون ہو؟

اس نے کہا: مَیں بُریر بن خضیر ہوں۔ اس کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا۔

روزِ عاشورا کی صبح

وَأَصْبَحَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام فَعَبَّأَ أَصْحَابَهُ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَكَانَ مَعَهُ اثْنَانِ، وَثَلَاثُونَ فَارِسًا وَأَرْبَعُونَ رَاجِلًا، فَجَعَلَ زُهَيْرَ بْنَ الْقَيْنِ فِي مَيْمَنَةِ أَصْحَابِهِ، وَحَبِيبَ بْنَ مُظَاهِرٍ فِي مَيْسَرَةِ أَصْحَابِهِ، وَأَعْطَى رَايَتَهُ الْعَبَّاسَ أَخَاهُ، وَجَعَلُوا الْبُيُوتَ فِي ظُهُورِهِمْ، وَأَمَرَ

بِحَطَبٍ وَقَصَبٍ كَانَ مِنْ وَرَاءِ الْبُيُوتِ أَنْ يُتْرَكَ فِي خَنْدَقٍ كَانَ قَدْ حُفِرَ هُنَاكَ وَأَنْ يُحْرَقَ بِالنَّارِ، مَخَافَةَ أَنْ يَأْتُوهُمْ مِنْ وَرَائِهِمْ۔

وَأَصْبَحَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقِيلَ يَوْمُ السَّبْتِ، فَعَبَّأَ أَصْحَابَهُ وَخَرَجَ فِيمَنْ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ نَحْوَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام وَكَانَ عَلَىٰ مَيْمَنَتِهِ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ، وَعَلَىٰ مَيْسَرَتِهِ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ، وَعَلَى الْخَيْلِ عُرْوَةُ بْنُ قَيْسٍ، وَعَلَى الرَّجَّالَةِ شَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ، وَأَعْطَى الرَّايَةَ دُرَيْدًا مَوْلَاهُ۔

فَرُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ علیہ السلام أَنَّهُ قَالَ: ﴿لَمَّا صَبَّحَتِ الْخَيْلُ الْحُسَيْنَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي فِي كُلِّ كَرْبٍ، وَرَجَائِي فِي كُلِّ شِدَّةٍ، وَأَنْتَ لِي فِي كُلِّ أَمْرٍ نَزَلَ بِي ثِقَةٌ وَعُدَّةٌ، كَمْ مِنْ هَمٍّ يَضْعُفُ فِيهِ الْفُؤَادُ، وَتَقِلُّ فِيهِ الْحِيلَةُ وَيَخْذُلُ فِيهِ الصَّدِيقُ، وَيَشْمَتُ فِيهِ الْعَدُوُّ، أَنْزَلْتُهُ بِكَ وَشَكَوْتُهُ إِلَيْكَ رَغْبَةً مِنِّي إِلَيْكَ عَمَّنْ سِوَاكَ، فَفَرَّجْتَهُ وَكَشَفْتَهُ، وَأَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ وَصَاحِبُ كُلِّ حَسَنَةٍ، وَمُنْتَهَىٰ كُلِّ رَغْبَةٍ﴾۔

جب حسین بن علی علیہما السلام نے صبح کی تو نماز صبح کے لیے اپنے اصحاب کی صف بنائی۔ ان کی تعداد ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادہ افراد پر مشتمل تھی۔ زہیر بن قینؓ کو اپنی فوج کی دائیں اور حبیب ابن مظاہرؓ کو بائیں جانب کا سپہ سالار معین کیا۔ اپنا پرچم اپنے بھائی عباسؑ کے سپرد کیا اور خیموں کو اپنے پیچھے قرار دیا۔ حکم دیا کہ وہ ایندھن جو

خیموں کے پیچھے ہے وہ اس خندق میں بھر کر اسے آگ لگا دی جائے جو خیموں کے عقب میں کھودی گئی تھی تا کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن ان پر پیچھے سے حملہ کر دے۔

عمر بن سعد نے بھی جمعہ کے دن صبح کی اور بعض نے کہا ہے کہ ہفتے کا دن تھا۔ اس نے اپنے لشکر کی صف بنائی اور ایک گروہ کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے عمرو بن حجاج کو لشکر کی دائیں جانب اور شمر بن ذی الجوشن کو دائیں جانب کا اور عروہ بن قیس کو سوار افراد کا سپہ سالار بنایا۔ پیدل فوج کا سپہ سالار شبث بن ربعی کو بنایا اور اپنے غلام درید کو پرچم تھمایا۔

حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ انھوں نے فرمایا: دشمن کی فوج نے دسویں کی صبح امام حسینؑ پر حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا:

"خدایا! تو ہر مشکل میں میری تکیہ گاہ ہے، ہر سختی میں میری اُمید ہے، تُو ہر اس امر میں میری تکیہ گاہ ہے کہ جس کا مجھے سامنا ہوتا ہے۔ بسا اوقات غم واندوہ ایسا ہوتا ہے کہ جس سے دل کمزور اور راہ حل بہت قلیل رہ جاتے ہیں۔ دوست خوار ہو جاتا ہے، دشمن سرزنش کرنے کے لیے زبان دراز کر لیتا ہے۔ میں وہ غم واندوہ تیری بارگاہ میں لایا ہوں اور اس کا شکوہ تیرے حضور میں کرتا ہوں۔ کیوں کہ میں نے ہر کسی سے منہ پھیر کر اپنا دل تیرے ساتھ وابستہ کر لیا ہے۔ تُو نے مشکل آسان کی اور میرے غم و اندوہ کو برطرف کیا ہے، تو ہر نعمت کا مالک ہے، ہر نیکی تیری ذات سے مربوط ہے اور تُو ہر اُمید کی انتہا ہے"۔

عاشورا کی صبح امام علیہ السلام کا خطاب

قَالَ: ﴿وَاَقْبَلَ الْقَوْمُ يَجُوْلُوْنَ حَوْلَ بُيُوتِ الْحُسَيْنِ

فَيَرَوْنَ الْخَنْدَقَ فِي ظُهُورِهِمْ وَالنَّارُ تَضْطَرِمُ فِي الْحَطَبِ وَالْقَصَبِ الَّذِي كَانَ أُلْقِيَ فِيهِ، فَنَادَى شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ - عليه اللعنة - بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَاحُسَيْنُ أَتَعَجَّلْتَ النَّارَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَنْ هٰذَا؟ كَأَنَّهُ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ! فَقَالُوا لَهُ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ رَاعِيَةِ الْمِعْزَى، أَنْتَ أَوْلَى بِهَا صِلِيًّا.

وَرَامَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ أَنْ يَرْمِيَهُ بِسَهْمٍ فَمَنَعَهُ الْحُسَيْنُ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ: دَعْنِي حَتَّى أَرْمِيَهُ فَإِنَّهُ الْفَاسِقُ مِنْ عُظَمَاءِ الْجَبَّارِينَ، وَقَدْ أَمْكَنَ اللهُ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: لَا تَرْمِهِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَهُمْ.

ثُمَّ دَعَا الْحُسَيْنُ بِرَاحِلَتِهِ فَرَكِبَهَا وَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! وَجُلُّهُمْ يَسْمَعُونَ - فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا قَوْلِي وَلَا تَعْجَلُوا حَتَّى أَعِظَكُمْ بِمَا يَحِقُّ لَكُمْ عَلَيَّ وَحَتَّى أُعْذِرَ إِلَيْكُمْ، فَإِنْ أَعْطَيْتُمُونِي النَّصَفَ كُنْتُمْ بِذٰلِكَ أَسْعَدَ، وَإِنْ لَمْ تُعْطُونِي النَّصَفَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَأَجْمِعُوا رَأْيَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونَ، إِنَّ وَلِيِّيَ اللهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ، ثُمَّ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَرَ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَعَلَى مَلَائِكَةِ اللهِ وَأَنْبِيَائِهِ، فَلَمْ يُسْمَعْ مُتَكَلِّمٌ قَطُّ وَلَا بَعْدَهُ أَبْلَغُ فِي مَنْطِقٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعْدُ فَانْسِبُونِي فَانْظُرُوا مَنْ أَنَا ، ثُمَّ ارْجِعُوا إِلَى أَنْفُسِكُمْ وَعَاتِبُوهَا فَانْظُرُوا هَلْ يَصْلُحُ لَكُمْ قَتْلِي وَانْتِهَاكُ حُرْمَتِي؟ أَلَسْتُ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ ، وَابْنَ وَصِيِّهِ وَابْنَ عَمِّهِ وَأَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ الْمُصَدِّقِ لِرَسُولِ اللهِ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ، أَوَلَيْسَ حَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ عَمِّي، أَوَلَيْسَ جَعْفَرٌ الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ بِجَنَاحَيْنِ عَمِّي ، أَوَلَمْ يَبْلُغْكُمْ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ لِي وَلِأَخِي: ﴿هٰذَانِ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟!﴾ فَإِنْ صَدَّقْتُمُونِي بِمَا أَقُولُ وَهُوَ الْحَقُّ ، وَاللهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبًا مُنْذُ عَلِمْتُ أَنَّ اللهَ يَمْقُتُ عَلَيْهِ أَهْلَهُ ، وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي فَإِنَّ فِيكُمْ مَنْ لَوْ سَأَلْتُمُوهُ عَنْ ذٰلِكَ أَخْبَرَكُمْ ، سَلُوا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيَّ، وَأَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ ، وَسَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ، وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُخْبِرُوكُمْ أَنَّهُمْ سَمِعُوا هٰذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِي وَلِأَخِي ، أَمَا فِي هٰذَا حَاجِزٌ لَكُمْ عَنْ سَفْكِ دَمِي؟!

فَقَالَ لَهُ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ هُوَ يَعْبُدُ اللهَ عَلَى حَرْفٍ إِنْ كَانَ يَدْرِي مَا تَقُولُ ﴿يقول﴾ فَقَالَ لَهُ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكَ تَعْبُدُ اللهَ عَلَى سَبْعِينَ حَرْفًا ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ صَادِقٌ مَا تَدْرِي مَا يَقُولُ ، قَدْ طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِكَ۔

ثُمَّ قَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ عليه السلام : فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ هٰذَا ،

أَفَتَشُكُّونَ أَنِّي ابْنُ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ! فَوَاللهِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ابْنُ بِنْتِ نَبِيٍّ غَيْرِي فِيكُمْ وَلَا فِي غَيْرِكُمْ، وَيْحَكُمْ أَتَطْلُبُونِي بِقَتِيلٍ مِنْكُمْ قَتَلْتُه، أَوْ مَالٍ لَكُمْ اسْتَهْلَكْتُهُ، أَوْ بِقِصَاصٍ جِرَاحَةٍ؟! فَأَخَذُوا لَا يُكَلِّمُونَهُ، فَنَادَى: يَا شَبَثَ بْنَ رِبْعِيٍّ، وَيَا حَجَّارَ بْنَ أَبْجَرَ، وَيَا قَيْسَ بْنَ الْأَشْعَثِ، وَيَا يَزِيدَ بْنَ الْحَارِثِ، أَلَمْ تَكْتُبُوا إِلَيَّ أَنْ قَدْ أَيْنَعَتِ الثِّمَارُ وَاخْضَرَّ الْجَنَابُ ﴿الجنات﴾، وَإِنَّمَا تَقْدَمُ عَلَى جُنْدٍ مُجَنَّدٍ؟! فَقَالَ لَهُ قَيْسُ بْنُ الْأَشْعَثِ: مَا نَدْرِي مَا تَقُولُ، وَلَكِنِ انْزِلْ عَلَى حُكْمِ بَنِي عَمِّكَ، فَإِنَّهُمْ لَنْ يُرُوكَ مَا تُحِبُّ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ لَا وَاللهِ لَا أُعْطِيكُمْ بِيَدِي إِعْطَاءَ الذَّلِيلِ، وَلَا أَفِرُّ فِرَارَ الْعَبِيدِ. ثُمَّ نَادَى: يَا عِبَادَ اللهِ! ﴿إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ﴾ أَعُوذُ ﴿بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾.

ثُمَّ إِنَّهُ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ وَأَمَرَ عُقْبَةَ بْنَ سِمْعَانَ فَعَقَلَهَا، وَأَقْبَلُوا يَزْحَفُونَ نَحْوَهُ.

حضرت امام سجاد علیہ السلام مزید نقل فرماتے ہیں: وہ (لشکر عمر بن سعد) آیا، خیام حسینؑ کے اردگرد گھوڑے دوڑائے لیکن انھوں نے دیکھا کہ خیموں کے پیچھے خندق ہے کہ جس میں جلتا ہوا ایندھن شعلے مار رہا ہے۔ شمر بن ذی الجوشن (اس پر خدا کی لعنت ہو) نے بلند آواز سے کہا: اے حسینؑ! کیا تُو نے قیامت سے پہلے ہی آگ میں جانے کی جلدی کی ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: وہ کون ہے؟ گویا شمر بن ذی الجوشن ہو۔

جواب دیا گیا: وہی ہے۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے چرواہے کے ناخلف اولاد! تو آتش کا زیادہ مستحق ہے۔

جناب مسلم بن عوسجہؓ شمر کو تیر کا نشانہ بنانا چاہتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام نے انھیں روک دیا۔ جناب مسلمؓ نے کہا: مجھے اجازت دیں کہ میں اسے تیر ماروں، کیوں کہ یہ فاسق خدا کے دشمنوں اور بہت بڑے ظالموں میں سے ہے۔ خدا نے اسے میرے تیر کی زد پر رکھا ہے۔

امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اسے تیر کا نشانہ مت بناؤ۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں جنگ کا آغاز کرنے والا بنوں۔

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا اُونٹ طلب کیا اور بلند آواز سے فرمایا: اے اہلِ عراق! تمام نے سنا۔ فرمایا: اے لوگو! میری گفتگو سنو، جلد بازی نہ کرو تا کہ واعظ و نصیحت کے اعتبار سے میرے اُوپر تمھارا جو حق ہے اسے ادا کروں۔ آپ لوگوں کے سامنے اپنا عذر بیان کروں۔ اگر تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف سے کام لیا تو سعادت و خوش بختی تک پہنچ جاؤ گے۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو اپنی رائے کو اُستوار کرو تا کہ تمھارا کام تمھارے اُوپر پوشیدہ نہ رہے۔ اس کے بعد میرے بارے میں جو چاہو کرو اور مجھے مہلت مت دو۔ میرا سرپرست وہ خدا ہے کہ جس نے قرآن کو نازل کیا اور صالحین کا سرپرست ہے۔

اس کے بعد خدا کی حمد وثنا بجالائی اور خدا کا یوں ذکر کیا کہ وہ جس کے لائق ہے، رسولِ خدا، ملائکہ اور انبیائے الٰہی پر درود بھیجا۔

انھوں نے ایسی فصیح و بلیغ گفتگو کی کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی بلیغ

سے بلیغ تر شخص نے بھی ایسی گفتگو نہیں کی۔ اس کے بعد فرمایا:

''اما بعد! میرا نسب ملاحظہ کریں۔ دیکھیں مَیں کون ہوں، اس کے بعد اپنی ذات میں رجوع کریں اور اپنی سرزنش کریں۔ غور وفکر کریں کیا مجھے قتل کرنا اور میری ہتک حرمت کرنا تمھارے لیے مناسب ہے؟ کیا میں تمھارے پیغمبرؐ کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں ان کے وصی اور چچازاد اور سب سے پہلے مومن کہ جنھوں نے اس چیز کی تصدیق کی جو رسولؐ خدا کی جانب سے لے کر آئے تھے، کا بیٹا نہیں ہوں؟! کیا سیّدالشہدا حضرت حمزہؑ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا حضرت جعفر طیارؑ کہ جو بہشت میں دو پَروں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا جو کچھ رسولؐ خدا نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق فرمایا ہے تم لوگوں تک نہیں پہنچا کہ ''یہ دونوں بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں؟۔ اگر تم لوگ میری اس بات کی تصدیق کرو جو مَیں کہہ رہا ہوں تو حق وہی ہے۔ خدا کی قسم! جب سے مجھے علم ہوا ہے کہ جھوٹے کو خدا دشمن سمجھتا ہے تو مَیں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا (امام معصوم ہوتا ہے، یہ امام نے بالعموم اصطلاح کے طور پر استعمال کیا ہے)۔

اگر تم لوگ مجھے جھٹلاؤ گے تو تمھارے اندر ایسے افراد موجود ہیں کہ اگر تم ان سے پوچھو تو وہ حقیقت حال بیان کردیں گے۔ جاؤ اور جا کر جابر بن عبداللہ انصاری، ابوسعید خدری، سہل بن سعد ساعدی، زید بن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھو۔ وہ تمھیں

بتائیں گے کہ انھوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے
میں رسولؐ خدا سے یہ حدیث سنی ہے؟ کیا میرا خون بہانے سے
تمھیں روکنے کے لیے یہ کافی نہیں ہے؟!"

اس کے بعد شمر بن ذی الجوشن نے کہا: وہ خدا کی صرف ایک 'حرف' پر عبادت کرتے ہیں اگر وہ سمجھے کہ تو کیا کہتا ہے۔

حبیب بن مظاہرؓ نے اس سے کہا: خدا کی قسم! میں یوں دیکھ رہا ہوں کہ تو ستر حروف پر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تُو نے کہا ہے وہ سچ ہے۔ ہاں تم نہیں سمجھتے ہو کہ حسینؑ کیا فرما رہے ہیں، خدا نے تمھارے دل پر مُہر لگا دی ہے۔

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اگر تم اس بارے میں شک و تردید میں گرفتار ہو تو کیا اس بارے میں بھی شک کرو گے کہ میں تمھارے پیغمبر کی بیٹی کا بیٹا ہوں؟! خدا کی قسم! اگر تم مشرق و مغرب کے درمیان تلاش کرو گے تو دختر رسولؐ کا بیٹا میرے سوا کوئی نہیں پا سکو گے، نہ تمھارے اندر موجود ہے اور نہ تمھارے علاوہ۔ تم برباد ہو جاؤ کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے کہ تم اس کے بدلے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیا میں نے تم میں سے کسی کا مال اُٹھایا ہے یا کسی زخم کا قصاص لینا چاہتے ہو؟! سب کے سروں پر پرندے بیٹھ گئے۔ کسی نے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد انھوں نے بلند آواز سے پکارا: اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعث اور اے یزید بن حارث! کیا تم لوگ ہی نہیں تھے کہ جنھوں نے مجھے خط لکھے کہ پھل پک چکے ہیں اور باغات سرسبز، آپ ایسی فوج کے پاس آئیں گے جو بالکل تیار ہے؟

قیس بن اشعث نے حضرتؑ سے کہا: ہم نہیں جانتے ہیں کہ تم کیا کہہ رہے

ہو، لیکن اپنے چچازاد (عبید اللہ بن زیاد) کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم ہو جاؤ، کیوں کہ وہ اس کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں مگر وہ جسے تم دوست رکھتے ہو۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: خدا کی قسم! دستِ ذلت تمھیں دوں گا نہ غلاموں کی طرح فرار کریں گے۔

اس کے بعد بلند آواز سے کہا: اے خدا کے بندو! میں اپنے اور تمھارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس سے کہ تم مجھے سنگ سار کرو، میں پناہ مانگتا ہوں اور اپنے تمھارے پروردگار کی، ہر اس متکبر و سرکش سے کہ جو روز جزا پر ایمان نہیں لایا"۔

اس کے بعد اپنا اُونٹ بٹھایا اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اسے باندھے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد دشمن کی فوج نے حضرتؑ پر حملے کا آغاز کر دیا۔

حُر کا پشیمان ہونا اور لشکرِ امامؑ سے ملنا

فَلَمَّا رَأَى الْحُرُّ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ صَمَّمُوا عَلَى قِتَالِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام قَالَ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ: أَيْ عُمَرُ، أَمُقَاتِلٌ أَنْتَ هٰذَا الرَّجُلَ؟ قَالَ: إِي وَاللهِ قِتَالًا أَيْسَرُهُ أَنْ تَسْقُطَ الرُّؤُوسُ وَتَطِيحَ الْأَيْدِي، قَالَ: أَفَمَا لَكُمْ فِيمَا عَرَضَهُ عَلَيْكُمْ رِضًى؟ قَالَ عُمَرُ: أَمَا لَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيَّ لَفَعَلْتُ، وَلٰكِنَّ أَمِيرَكَ قَدْ أَبَى۔

فَأَقْبَلَ الْحُرُّ حَتّٰى وَقَفَ مِنَ النَّاسِ مَوْقِفًا، وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهُ قُرَّةُ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ: يَا قُرَّةُ هَلْ سَقَيْتَ فَرَسَكَ الْيَوْمَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ، فَمَا تُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَهُ؟ قَالَ قُرَّةُ: فَظَنَنْتُ وَاللهِ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَحّٰى فَلَا

يَشْهَدَ الْقِتَالَ، وَيَكْرَهُ أَنْ أَرَاهُ حِينَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ أَسْقِهِ وَأَنَا مُنْطَلِقٌ فَأَسْقِيهِ، فَاعْتَزَلَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ فِيهِ، فَوَاللهِ لَوْ أَنَّهُ أَطْلَعَنِي عَلَى الَّذِي يُرِيدُ لَخَرَجْتُ مَعَهُ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام، فَأَخَذَ يَدْنُو مِنَ الْحُسَيْنِ قَلِيلًا، فَقَالَ لَهُ الْمُهَاجِرُ بْنُ أَوْسٍ: مَا تُرِيدُ يَا ابْنَ يَزِيدَ، أَتُرِيدُ أَنْ تَحمل؟ فَلَمْ يُجِبْهُ وَأَخَذَهُ مِثْلُ الْأَفْكَلِ وَهِيَ الرِّعدةُ، فَقَالَ لَهُ الْمُهَاجِرُ: إِنَّ أَمْرَكَ لَمُرِيبٌ، وَاللهِ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ فِي مَوْقِفٍ قَطُّ مِثْلَ هٰذَا، وَلَوْ قِيلَ لِي مَنْ أَشْجَعُ أَهْلِ الْكُوفَةِ مَا عَدَوْتُكَ، فَمَا هٰذَا الَّذِي أَرىٰ مِنْكَ؟! فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: إِنِّي وَاللهِ أُخَيِّرُ نَفْسِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَوَاللهِ لَا أَخْتَارُ عَلَى الْجَنَّةِ شَيْئًا، وَلَوْ قُطِّعْتُ وَحُرِّقْتُ۔

ثُمَّ ضَرَبَ فَرَسَه فَلَحِقَ بِالْحُسَيْنِ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَنَا صَاحِبُكَ الَّذِي حَبَسْتُكَ عَنِ الرُّجُوعِ، وَسَايَرْتُكَ فِي الطَّرِيقِ، وَجَعْجَعْتُ بِكَ فِي هٰذَا الْمَكَانِ، وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّ الْقَوْمَ يَرُدُّونَ عَلَيْكَ مَا عَرَضْتَه عَلَيْهِمْ، وَلَا يَبْلُغُونَ مِنْكَ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ، وَاللهِ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّهُمْ يَنْتَهُونَ بِكَ مَا أَرىٰ مَا رَكِبْتُ مِنْكَ الَّذِي رَكِبْتُ، وَإِنِّي تَائِبٌ إِلَى اللهِ تَعَالٰى مِمَّا صَنَعْتُ، فَتَرىٰ لِي مِنْ ذٰلِكَ تَوْبَةً؟ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: «نَعَم يَتُوبُ اللهُ عَلَيْكَ فَانْزِل قَالَ: فَأَنَا لَكَ فَارِسًا خَيْرٌ مِنِّي رَاجِلًا، أُقَاتِلُهُمْ عَلٰى

فَرَسِی سَاعَةً ، وَ اِلَی مَا یَصِیرُ آخِرُ أَمرِی ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ علیہ السلام: ﴿فَاصْنَعْ یَرحَمُكَ اللهُ مَا بَدَا لَكَ﴾۔

فَاسْتَقْدَمَ أَمَامَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام ثُمَّ أَنْشَأَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَیْنِ علیہ السلام یَقُولُ:

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِی رِیَاحٍ
وَحُرٌّ عِنْدَ مُخْتَلَفِ الرِّمَاحِ
وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْ نَادَی حُسَیْنٌ
وَجَادَ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الصَّبَاحِ

ثُمَّ قَالَ: یَا أَهْلَ الْكُوفَةِ ، لِأُمِّكُمُ الْهَبَلُ وَالْعَبَرُ ، أَدَعَوتُمْ هٰذَا الْعَبْدَ الصَّالِحَ حَتّٰی اِذَا أَتَاكُمْ أَسْلَمْتُمُوهُ ، وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ قَاتِلُوا أَنْفُسِكُمْ دُونَهُ؟ ثُمَّ عَدَوتُمْ عَلَیْهِ لِتَقْتُلُوهُ ، أَمْسَكْتُمْ بِنَفْسِهِ وَأَخَذْتُمْ بِكَظْمِهِ ، وَأَحَطْتُمْ بِهِ مِن كُلِّ جَانِبٍ لِتَمْنَعُوهُ التَّوَجُّهَ فِی بِلَادِ اللهِ الْعَرِیضَةِ ، فَصَارَ كَالْأَسِیرِ فِی أَیدِیكُمْ لَا یَمْلُكُ لِنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَا یَدفَعُ عَنْهَا ضَرًّا ، وَحَلَّأْتُمُوهُ وَنِسَائَهُ وَصِبْیَتَهُ وَأَهْلَهُ عَنْ مَاءِ الْفُرَاتِ الْجَارِی یَشْرَبُهُ الْیَهُودُ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوسُ وَتَمرَغُ فِیهِ خَنَازِیرُ السَّوَادِ وَكِلَابُهُ ، وَهَاهُمْ قَدْ صَرَعَهُمُ الْعَطَشُ ، بِئْسَ مَا خَلَفْتُمْ مُحَمَّدًا فِی ذُرِّیَّتِهِ ، لَاسَقَاكُمُ اللهُ یَومَ الظَّمَاءِ الْأَكْبَرِ؟ فَحَمَلَ عَلَیْهِ رِجَالٌ یَرمُونَ بِالنَّبْلِ ، فَأَقْبَلَ حَتّٰی وَقَفَ أَمَامَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام۔

جب جناب حُرؒ نے یہ بھانپ لیا کہ دشمن امام علیہ السلام پر حملہ کرنے کا پکا ارادہ کر چکا

ہے تو انھوں نے عمر بن سعد سے کہا: کیا تم اس شخص کے ساتھ جنگ کرنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! ایسی جنگ کہ جو کم از کم اس طرح سے ہوگی کہ جس میں سر اور ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ انھوں نے کہا: کیا انھوں نے جو پیش کش کی ہے تم اس پر راضی نہیں ہو؟ عمر بن سعد نے کہا: اگر یہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو ایسا ہی کرتا اور ان کی بات قبول کرتا لیکن تمھارے امیر (ابن زیاد) نے اسے رد کر دیا ہے۔

جناب حُر یہ سننے کے بعد لشکر کے ایک سمت کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہمراہ انھی کے قبیلہ کا ایک شخص قرہ بن قیس تھا، انھوں نے اس سے کہا: اے قرہ! کیا تم نے اپنے گھوڑے کو سیراب کیا ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ انھوں نے پوچھا: کیا تم سیراب نہیں کرنا چاہتے ہو؟ قرہ نے کہا: خدا کی قسم! میں نے گمان کیا ہے کہ وہ جنگ سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں اور وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ میں انھیں اس حالت میں دیکھوں۔ میں نے ان سے کہا: میں نے اپنے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا ہے اور جا رہا ہوں کہ اسے پانی پلاؤں۔ اس کے بعد وہاں سے دُور چلا گیا۔ خدا کی قسم! اگر وہ مجھے بتاتے کہ ان کا ارادہ کیا تھا تو میں بھی ان کے ہمراہ حسینؑ کے پاس چلا جاتا۔

مہاجر بن اوس نے اس سے کہا: اے ابن یزید! کیا چاہتے ہو؟ کیا حملہ کرنے کا ارادہ ہے؟ جناب حُر نے اسے کوئی جواب نہ دیا لیکن ان کا بدن کانپ رہا تھا۔ مہاجر نے ان سے کہا: آپ کی حالت مشکوک لگ رہی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی تمھیں اس حالت میں نہیں دیکھا۔ اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ اہلِ کوفہ میں سے شجاع ترین شخص کون ہے تو میں آپ کا نام لیتا۔ لیکن اب میں تمھیں کس حالت میں دیکھ رہا ہوں؟ جناب حُر نے اس سے کہا: خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو جنت و جہنم کے درمیان مختار پا رہا ہوں۔ خدا کی قسم! میں کسی چیز کو بھی جنت پر ترجیح نہیں دوں گا

حتیٰ کہ اگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیا جاؤں۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ملحق ہو گئے۔ (وہاں پہنچنے پر)

حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ پر قربان جاؤں، میں وہ ہوں کہ جس نے آپ کو واپس جانے سے روکا اور پیچھے چلتا رہا اور آپ کو اس جگہ پر اُترنے کے لیے مجبور کیا۔ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ لوگ آپؑ کی باتوں کو رد کر دیں گے اور اس مقام تک پہنچا دیں گے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ آپ کو اس حد تک پہنچا دیں گے جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو کبھی آپ کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرتا! جو کچھ مَیں نے کیا ہے اس پر میں خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے خیال میں کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں خدا تمھاری توبہ قبول کرے گا، اب گھوڑے سے اُتر آؤ۔

جناب حُر نے عرض کیا: آپ کے لیے میرا سوار رہنا اُترنے کی نسبت بہتر ہے۔ سواری کی حالت میں کچھ مدت کے لیے ان کے ساتھ جنگ لڑوں گا اور آخرکار نیچے ہی اُترنا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جو بہتر سمجھتے ہو وہی انجام دو، خدا تمھارے اُوپر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

پس وہ امام حسین علیہ السلام کے پہلے مجاہد (دشمن) کے مقابلے میں کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد امام حسینؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے درج ذیل اشعار پڑھے:

”حُر بن ریاحی کتنا اچھا آزاد ہے۔ وہ پے در پے نیزوں کے بالمقابل آزاد ہے۔ وہ کتنا خوش نصیب آزاد ہے کہ جب امام حسینؑ نے نصرت کی فریاد کی تو اس نے مثبت جواب دیا۔ صبح

کے حق خلوص سے جان دے دی"۔

اس کے بعد جناب حُر نے کہا: اے اہلِ کوفہ! تمھاری ماؤں کے لیے گریہ و ماتم ہو، کیا یہ سزاوار ہے کہ اس عبد صالح کو دعوت دو اور جب وہ تمھارے پاس آ گئے ہیں تو اب انھیں دشمن کے سپرد کر رہے ہو؟ تم کہتے تھے کہ ان کے لیے اپنی جان قربان کرو گے لیکن اب انھیں قتل کرنے کے لیے ان کے مقابلے میں آ گئے ہو۔ ان پر سانس لینے کی پابندی لگا دی ہے۔ ہر طرف سے ان کا محاصرہ کر رکھا ہے تا کہ خدا کی وسیع و عریض سرزمین کی طرف لوٹ جانے میں رکاوٹ بنو۔ تم لوگ ان کے ساتھ وہ سلوک کر رہے ہو جیسے تمھارے ہاتھ میں کوئی اسیر ہو کہ جو اپنے آپ کو فائدہ پہنچانے یا نقصان سے بچنے کی قوت نہ رکھتا ہو۔ نہر فرات کا جاری پانی کہ جسے یہود نصاریٰ پیتے حتیٰ کہ بیابانوں کے خنزیر اور کتے چاٹنے میں آزاد ہیں۔ تم نے وہ ان کی خواتین، بچوں اور خاندان پر بند کر رکھا ہے یہاں تک کہ پیاس نے انھیں موت کی حد تک پہنچا دیا ہے۔ تم لوگ حضرت محمد ﷺ کی ذریت کے ساتھ کتنا برا سلوک کر رہے ہو۔ خداوند قیامت کے دن شدید تشنگی کے عالم میں تمھیں سیراب نہ کرے۔ دشمن کے بعض افراد نے انھیں اپنے تیروں کا ہدف بنایا۔ جناب حُر آئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

عمر بن سعد نے جنگ کا آغاز کیا

وَنَادَى عمرُ بنُ سَعدٍ: يَا دريدُ، أَدنِ رَايتَكَ، فَأَدنَاهَا ثُمَّ وضعَ سَهمَهُ فِي كَبِدِ قَوسِهِ ثُمَّ رَمَى وَقَالَ: اشهَدُوا أَنِّي أَوَّلُ مَن رَمَى، ثُمَّ ارتَمَى النَّاسُ وَتَبَارَزُوا، فَبرزَ يَسَارٌ مَولَى زِيَادِ بنِ أَبِي سُفيَانَ، وَبرزَ إِلَيهِ عبدُاللهِ بنُ عُمَيرٍ،

فَقَالَ لَهُ يَسَارٌ: مَنْ أَنتَ؟ فَانتَسَبَ لَهُ، فَقَالَ: لستُ أَعْرِفُكَ، لِيَخْرُجْ إِلَيَّ زُهَيرُ بْنُ القَيْنِ أَوْ حَبِيبُ بن مُظَاهِرٍ، فَقَالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بن عُمَيرٍ: يَا ابنَ الفَاعِلَةِ، وَبِكَ رَغبَةٌ عَن مُبَارَزَةِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ؟! ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَضَرَبَهُ بِسَيفِهِ حَتَّى بَرَدَ، فَإِنَّهُ لَمُشتَغِلٌ بِضَرْبِهِ إِذْ شَدَّ عَلَيْهِ سَالِمٌ مَوْلَى عُبَيدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَصَاحُوا بِهِ: قَدْ رَهِقَكَ العَبدُ، فَلَم يَشعرْ حَتَّى غَشِيَهُ فَبَدَرَهُ ضَرْبَةً اتَّقَاهَا ابنُ عُمَيرٍ بِكَفِّهِ اليُسرَى فَأَطَارَتْ أَصَابِعَ كَفِّهِ، ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَضَرَبَهُ حَتَّى قَتَلَهُ، وَأَقبَلَ وَقَدْ قَتَلَهُمَا جَمِيعًا وَهُوَ يَرتَجِزُ وَيَقُولُ:

إِنْ تُنكِرُونِي فَأَنَا ابنُ كَلبِ
إِنِّي امرُؤٌ ذُو مِرَّةٍ وَعَضْبِ
وَلَسْتُ بِالْخَوَّارِ عِنْدَ النكب

عمر بن سعد نے فریاد بلند کی: اے دُرید اپنا پرچم قریب لاؤ۔ اس نے ایسا کیا۔ عمر نے کمان میں تیر لگایا اور چلاتے ہوئے کہا: سب گواہ رہنا کہ سب سے پہلا شخص میں ہوں، جس نے تیر پھینکا ہے۔ اس کے بعد اس کی فوج نے تیر چلانے شروع کر دیے۔ میدان میں آئے اور مبارزت کے لیے بلانے لگے۔ زیاد بن سفیان کا غلام یسار میدان میں آیا اور جنگ کی دعوت دی۔ عبداللہ عمیر اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔

یسار نے ان سے کہا: تم کون ہو؟ انھوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ اس نے کہا: میں تمھیں نہیں جانتا ہوں۔ میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے زہیر بن قین یا حبیب

بن مظاہرؓ آئے (تو میرے مقابلے کا نہیں ہے)۔

عبداللہ بن عمیر نے اس سے کہا: اے بدکارہ کے بیٹے! تم ایک مرد کے ساتھ جنگ کرنے سے کیوں فرار کر رہے ہو؟ اس کے بعد اُس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے اسے زمین پر گرا دیا۔ وہ ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے کہ ابن زیاد کا غلام سالم بھی میدان میں کود پڑا تا کہ عبداللہ بن عمیر کو مار گرائے۔

عبداللہ کے ساتھیوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا: یہ غلام تمھارے لیے کوئی مشکل کھڑی نہ کر دے (اپنے اردگرد کا خیال رکھنا) لیکن وہ متوجہ نہ ہوئے یہاں تک کہ غلام ان کے سر پر پہنچ گیا اور تلوار سے ان پر حملہ کر دیا۔

ابن عمیر نے اپنے دائیں ہاتھ کی سپر بنائی اور اپنی جان بچائی لیکن ان کی انگلیاں ہوا میں اُڑیں۔ انھوں نے اپنے زخم کی کوئی پرواہ نہیں کی، سالم پر حملہ کر دیا اور اسے واصلِ جہنم کیا۔ وہ جب دونوں کو قتل کر کے واپس ہوئے تو یوں رجز پڑھ رہے تھے:

> ''اگر تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے تو پہچان لو کہ مَیں قبیلہ کلب سے ہوں۔ میں مضبوط اور قدرت مند ہوں اور ناگوار حالات میں کمزور و ناتواں نہیں ہوں''۔

اصحاب حسینؑ کی دلاوری

وَحَمَلَ عمرو بْنُ الْحَجَّاجِ عَلٰى مَيْمَنَةِ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عليه السلام فِيمَن كَانَ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ عليه السلام جَثَوا لَهُ عَلَى الرُّكَبِ وَأَشْرَعُوا بِالرِّمَاحِ نَحْوَهُمْ، فَلَمْ تُقْدِمْ خَيْلُهُمْ عَلَى الرِّمَاحِ،

فَذَهَبَتِ الْخَيْلُ لِتَرْجِعَ فَرَشَقَهُمْ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام بِالنَّبْلِ فَصَرَعُوا مِنْهُمْ رِجَالًا وَجَرَحُوا مِنْهُمْ آخَرِينَ۔

عمرو بن حجاج (کہ جو عمرو بن سعد کے لشکر کی دائیں طرف کا کمانڈر تھا) نے کوفہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر پر دائیں طرف سے حملہ کر دیا۔ جب وہ لوگ اصحاب حسینؑ کے قریب پہنچے تو وہ زانوؤں کے بل بیٹھ گئے اور اپنے نیزوں کا رُخ دشمن کی طرف کر دیا۔ یوں دشمن کی فوج ڈر گئی اور آگے نہ بڑھی۔ اصحاب حسینؑ نے ان پر تیراندازی شروع کر دی اور دشمن کے کچھ لوگوں کو خاک وخون میں ڈبو دیا اور بعض کو مجروح کیا۔

ابن حوزہ کی ہلاکت

وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَوْزَةَ، فَأَقْدَمَ عَلَى عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام فَنَادَاهُ الْقَوْمُ: إِلَى أَيْنَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ؟! فَقَالَ: إِنِّي أَقْدَمُ عَلَى رَبٍّ رَحِيمٍ وَشَفِيعٍ مُطَاعٍ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام لِأَصْحَابِهِ: ﴿مَنْ هَذَا؟﴾ قِيلَ: هَذَا ابْنُ حَوْزَةَ، قَالَ: ﴿اَللّٰهُمَّ حُزْهُ إِلَى النَّارِ﴾ فَاضْطَرَبَ بِهِ فَرَسُهُ فِي جَدْوَلٍ فَوَقَعَ وَتَعَلَّقَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرَى بِالرِّكَابِ وَارْتَفَعَتِ الْيُمْنَى، فَشَدَّ عَلَيْهِ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ فَضَرَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى فَطَارَتْ، وَعَدَا بِهِ فَرَسُهُ يَضْرِبُ بِرَأْسِهِ كُلَّ حَجَرٍ وَكُلَّ شَجَرٍ حَتَّى مَاتَ وَعَجَّلَ اللهُ بِرُوحِهِ إِلَى النَّارِ۔

وَنَشَبَ الْقِتَالُ فَقُتِلَ مِنَ الْجَمِيعِ جَمَاعَةٌ۔

بنی تمیم کا ایک شخص بنام عبداللہ بن حوزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں سے جنگ کرنے کے لیے میدان میں آیا اور لشکرِ حسینؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے دوستوں نے پکار کر کہا: کہاں جا رہے ہو؟ تمھاری ماں تمھارے غم میں بیٹھے۔

اس نے کہا: میں خدا کے پاس جا رہا ہوں کہ جو مہربان، شفاعت کرنے والا اور قابل اطاعت ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا یہ ابن حوزہ ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! اسے واصلِ جہنم فرما۔ اچانک ابن حوزہ کا گھوڑا بدک گیا اور وہ نالے میں گر گیا۔ جب وہ اپنے گھوڑے سے سرنگوں ہوا تو اس کا بایاں پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور دائیں ٹانگ اوپر آگئی۔ مسلم بن عوسجہؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی دائیں ٹانگ کاٹ دی۔ چونکہ گھوڑا ڈرا ہوا تھا لہٰذا اس نے دوڑنا شروع کر دیا جس سے اس کا سر پتھروں اور درختوں سے ٹکراتا رہا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ جتنی جلدی ہو سکا خدا نے اس کی روح جہنم میں ڈال دی۔ یوں جنگ باقاعدہ شروع ہو گئی اور طرفین سے کچھ لوگ قتل ہو گئے۔

حر کی مبارزت

وَحَمَلَ الْحُرُّ بْنُ يَزِيدَ عَلٰى أَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَهُوَ يَتَمَثَّلُ بِقَوْلِ عَنْتَرَةَ:

مَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ بِغُرَّةِ وَجْهِهِ
وَلَبَانِهِ حَتّٰى تَسَرْبَلَ بِالدَّمِ

فَبَرَزَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَلْحَارِثِ ﴿بَنِي الْحَارِثِ﴾ يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ، فَمَا لَبِثَهُ الْحُرُّ حَتّٰى قَتَلَهُ۔ وَبَرَزَ

نَافِعُ بْنُ هِلَالٍ وَهُوَ يَقُولُ:

أَنَا ابْنُ هِلَالٍ الْبَجَلِيّ
أَنَا عَلَىٰ دِينِ عَلِيّ

فَبَرَزَ إِلَيْهِ مُزَاحِمُ بْنُ حُرَيْثٍ فَقَالَ لَهُ: أَنَا عَلَىٰ دِينِ عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ نَافِعٌ: أَنْتَ عَلَىٰ دِينِ شَيْطَانٍ، وَحَمَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَهُ۔

جناب حُر بن یزید نے عمر بن سعد کے لشکر پر حملہ کر دیا اور "عنترہ" کا شعر پڑھ رہے تھے:

"میں نے اس کے چہرے اور سینے کی سفیدی پر اس قدر تیر مارے کہ گویا اس کا لباس خون کا ہو"۔

بنی حارث کا ایک شخص بنام یزید بن سفیان جناب حُر سے جنگ کرنے کے لیے میدان میں اُترا لیکن جناب حُر نے اسے مہلت نہ دی اور ہلاک کر دیا۔

تن بہ تن جنگ کرنے سے دشمن کی پریشانی

فَصَاحَ عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ بِالنَّاسِ: يَاحَمْقَىٰ، أَتَدْرُونَ مَنْ تُقَاتِلُونَ؟ تُقَاتِلُونَ فُرْسَانَ أَهْلِ الْمِصْرِ، وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا مُسْتَمِيتِينَ، لَا يَبْرُزُ إِلَيْهِمْ مِنْكُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّهُمْ قَلِيلٌ وَقَلَّمَا يَبْقَوْنَ، وَاللهِ لَوْ لَمْ تَرْمُوهُمْ إِلَّا بِالْحِجَارَةِ لَقَتَلْتُمُوهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ: صَدَقْتَ الرَّأْيُ مَا رَأَيْتَ فَأَرْسِلْ فِي النَّاسِ مَنْ يَعْزِمُ عَلَيْهِمْ أَلَّا يُبَارِزَ رَجُلٌ مِنْكُمْ رَجُلًا، مِنْهُمْ بْنُ الْحَجَّاجِ فِي أَصْحَابِهِ عَلَىٰ

الْحُسَيْنِ عليه السلام مِنْ نَحْوِ الْفُرَاتِ فَاضْطَرَبُوا سَاعَةً، فَصُرِعَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ الْأَسَدِيُّ عليه السلام وَانْصَرَفَ عَمْرٌو وَأَصْحَابُهُ، وَانْقَطَعَتِ الْغَبَرَةُ فَوَجَدُوا مُسْلِمًا صَرِيعًا، فَمَشَى إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عليه السلام فَإِذَا بِهِ رَمَقٌ، فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ يَامُسْلِمُ: ﴿مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾۔ (سورۂ احزاب: آیت ۲۳)
وَدَنَا مِنْهُ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ فَقَالَ: عَزَّ عَلَيَّ مَصْرَعُكَ يَامُسْلِمُ، أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، فَقَالَ مسلمٌ قَوْلًا ضَعِيفًا: بَشَّرَكَ اللهُ بِخَيْرٍ۔ فَقَالَ لَهُ حَبِيبٌ: لَوْلَا أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي فِي أَثَرِكَ مِنْ سَاعَتِي هٰذِهِ، لَأَحْبَبْتُ أَنْ تُوصِيَنِي بِكُلِّ مَا أَهَمَّكَ۔

عمرو بن حجاج نے پکار کر اپنے افراد سے کہا: اے احمقو! کیا تمھیں معلوم ہے کہ تم کن لوگوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہو؟۔ تم اہلِ مصر کے جنگ جوؤں سے جنگ کر رہے ہو، تم لوگ ایسے گروہ کے ساتھ جنگ کرنے آئے ہو کہ جو موت کے لیے تیار ہیں اور انھیں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ تن بہ تن جنگ کرنے کے لیے مت جائے۔ یہ تھوڑے ہیں اور ایک وقت تک زندہ رہیں گے۔ خدا کی قسم! اگر تم پتھروں سے ان پر حملہ کر دو تو بھی وہ موت کے گھاٹ اُتر جائیں گے۔

عمر بن سعد نے کہا: تم نے سچ کہا ہے اور تمھارا خیال صحیح ہے، لہٰذا کسی کو لوگوں کے پاس بھیجو تا کہ وہ یہ حکم ان تک پہنچائے کہ ان میں سے کوئی بھی تن بہ تن مبارزت کے لیے مت جائے۔

شمر اور اس کے ساتھیوں کا اصحاب حسینؑ پر حملہ اور شہادتِ حُر

ثُمَّ تَرَاجَعَ الْقَوْمُ اِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام فَحَمَلَ شمرُ بنُ ذِي الْجَوْشَن - لعنه الله - عَلٰى أَهْلِ الْمَيْسَرَةِ فَثَبَتُوا لَهُ فَطَاعَنُوهُ، وَحُمِلَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، وَقَاتَلَهُمْ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ قِتَالًا شَدِيْدًا، فَأَخَذَتْ خَيْلُهُمْ تَحمِلُ وَ اِنَّمَا هِيَ اثْنَانَ وَثَلَاثُونَ فَارِسًا، فَلَا تحملُ عَلٰى جَانِبٍ مِنْ خَيْلِ الْكُوفَةِ اِلَّا كَشَفَتْهُ۔

فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عُروةُ بنُ قَيْسٍ وَهُوَ عَلٰى خَيلِ أَهلِ الْكُوفَةِ بعثَ اِلٰى عمرَ بنِ سَعدٍ: أَمَا تَرىٰ مَا تَلْقٰى خَيْلِي مُنْذُ الْيَوْمِ مِن هٰذِهِ العِدَّةِ الْيَسِيرَةِ ، اِبْعَثْ اِلَيْهِمُ الرِّجَالَ والرُّمَاةَ۔ فَبعثَ عَلَيهِم بِالرُّمَاةِ فَعُقِرَ بِالْحُرِّ بنِ يَزِيدَ فَرَسُهُ فَنَزَلَ عَنهُ وَجعَلَ يَقُولُ:

اِنْ تَعْقِرُوا بِي فَأَنَا ابنُ الحُرِّ
أَشْجَعُ مِنْ ذِي لِبَدٍ هِزَبْرٍ

وَيَضْرِبُهُمْ بِسَيفِهِ وَتَكَاثَرُوا عَلَيْهِ فَاشْتَرَكَ فِي قَتلِهِ أَيُّوبُ بنُ مُسَرَّحٍ وَرَجلٌ آخَرُ مِن فُرسَانِ أَهلِ الْكُوفَةِ۔

لوگ پھر امام حسین علیہ السلام کی طرف سے لوٹ آئے۔ اس مرتبہ شمر بن ذی الجوشن (خدا اس پر لعنت کرے، یہ عمر بن سعد کی فوج کی بائیں طرف کا کمانڈر تھا) نے امام حسینؑ کے فوج کے میسرہ (بائیں طرف) پر حملہ کر دیا۔ اصحاب حسینؑ نے

ڈٹ کر مقابلہ کیا اور نیزوں کے ذریعے انھیں پیچھے ہنکا دیا۔ اس کے بعد انھوں نے ہر طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ امام علیہ السلام کے اصحاب نے ڈٹ کر شدید مقابلہ کیا۔ لشکرِ حسینؑ کے سوار بہادروں، کہ جو ۳۲ افراد پر مشتمل تھے، نے ہر طرف سے کوفہ کے سوار لشکر پر حملہ کر دیا، لہٰذا وہ ان کا مقابلہ کرنے سے فرار کر گئے۔

جب عروہ بن قیس کہ جو کوفہ کی سوار فوج کا کمانڈر تھا، نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے عمر بن سعد کے نام پیغام بھیجا، کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ ہمارے لشکر نے دن کے آغاز ہی میں اس تھوڑی سی تعداد سے کس قدر مار کھائی ہے؟ لہٰذا پیادہ اور تیر اندازوں کو ہماری مدد کے لیے بھیج۔ جناب حرؑ کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی گئیں تو وہ نیچے اُترے اور یوں شعر پڑھا:

"اگرچہ تم لوگوں نے میرے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی ہیں
لیکن یہ جان لو کہ میں ایک آزاد شخص ہوں اور چیر نے پھاڑنے
والے شیر سے زیادہ بہادر ہوں"۔

انھوں نے اسی حالت میں دشمن پر حملہ کر دیا۔ دشمن کا ایک ہجوم ان پر آپڑا اور انھیں شہید کر دیا۔ ایوب بن مسترح اور کوفہ کے ایک جنگ جو کا، انھیں شہید کرنے میں اہم کردار ہے۔

امام حسینؑ کے لشکر پر دشمن کی شدید تیر اندازی

وَقَاتَلَ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ الْقَوْمَ أَشَدَّ قِتَالٍ
حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ - فَلَمَّا رَأَى الْحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ
وَكَانَ عَلَى الرُّمَاةِ صَبْرَ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام تَقَدَّمَ إِلَى

أَصْحَابِهِ وَكَانُوا خَمْسَمِائَةِ نَابِلٍ أَنْ يَرْشُقُوا أَصْحَابَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام بِالنَّبْلِ فَرَشَقُوهُم، فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ عَقَرُوا خُيُولَهُمْ وَجَرَحُوا الرِّجَالَ، وَأَرْجَلُوهُمْ، وَاشْتَدَّ الْقِتَالُ بَيْنَهُمْ سَاعَةً۔

وَجَاءَهُمْ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ فِي أَصْحَابِهِ، فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ رحمہ اللہ فِي عَشَرَةِ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ فَكَشَفَهُمْ عَنِ الْبُيُوتِ، وَعَطَفَ عَلَيْهِمْ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ فَقَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ وَرَدَّ الْبَاقِينَ إِلَى مَوَاضِعِهِمْ، وَأَنْشَأَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ يَقُولُ مُخَاطِبًا لِلْحُسَيْنِ علیہ السلام:

اَلْيَوْمَ نَلْقَى جَدَّكَ النَّبِيَّا وَحَسَنًا وَالْمُرْتَضَى عَلِيًّا
وَذَا الْجَنَاحَيْنِ الْفَتَى الْكَمِيَّا

وَكَانَ الْقَتْلُ يَبِينُ فِي أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام لِقِلَّةِ عَدَدِهِمْ، وَلَا يَبِينُ فِي أَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لِكَثْرَتِهِمْ، وَاشْتَدَّ الْقِتَالُ وَالْتَحَمَ وَكَثُرَ الْقَتْلُ وَالْجِرَاحُ فِي أَصْحَابِ أَبِي عَبْدِاللهِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام إِلَى أَنْ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى الْحُسَيْنُ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ۔

حسین بن علی علیہ السلام کے اصحاب نے دشمن کے لشکر (اہلِ کوفہ) سے نصف دن تک سخت جنگ لڑی۔ حصین بن نمیر کہ جو عمر بن سعد کی فوج کے تیراندازوں کا کمانڈر تھا، نے جب امام حسین علیہ السلام کی استقامت دیکھی تو اس نے اپنے افراد کہ جو پانچ سو تیراندازوں پر مشتمل تھے، کو حکم دیا کہ وہ اصحاب حسینؑ پر تیروں کی بارش کر دیں۔

انھوں نے ایسا ہی کیا۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان کے گھوڑوں کی ٹانگیں کٹ گئیں اور افراد زخمی ہو گئے اور وہ کچھ عرصہ کے لیے بغیر گھوڑوں کے جنگ کرتے رہے۔

شمر بن ذی الجوشن اپنے افراد کے ہمراہ آگے بڑھا، ادھر سے زہیر بن قین نے امام حسین علیہ السلام کے دس اصحاب کو ہمراہ لیا اور ان پر حملہ کر دیا اور انھیں خیموں سے دُور دھکیل دیا۔ شمر بن ذی الجوشن نے دوبارہ ان پر حملہ کر کے ان کی ایک تعداد کو شہید کر دیا اور باقی اپنے ٹھکانوں پر لوٹ آئے۔ زہیر بن قینؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں عرض کیا:

”آج ہم آپؑ کے جد نبی (اکرمؐ)، (بھائی) حسنؑ اور بابا (علی مرتضیٰؑ) سے ملاقات کریں گے اور اس دلاور وجواں مرد کہ جو دو پروں کا مالک ہے کا دیدار کریں گے“۔

اصحاب حسینؑ کم ہونے کے باعث ان کے شہدا کی تعداد آشکارا ہو جاتی لیکن عمر بن سعد کے ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے مقتولین کا پتا نہ چلتا۔ جنگ زوروں پر تھی کہ امام حسین علیہ السلام کے سپاہی دشمن کے اندر تک چلے گئے اور بہت سے لوگوں کو واصلِ جہنم اور زخمی کیا۔ ادھر سے ظہرِ شرعی کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے ہمراہ نمازِ خوف باجماعت قائم کی۔

نماز باجماعت کا قیام اور نماز کے بعد حنظلہ کی مبارزت

وَتَقَدَّمَ حَنْظَلَةُ بنُ سَعْدٍ الشِّبَامِيِّ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام فَنَادٰى أَهْلَ الْكُوفَةِ: ﴿يٰقَوْمِ اِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ يٰقَوْمِ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ﴾

يٰقَوْمِ لَا تَقْتُلُوا حُسَيْنًا ﴿فَيُسْحِتَكُمُ اللهُ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى﴾۔ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ رحمه الله۔

نماز کے بعد حنظلہ بن سعد شبامی آگے بڑھے اور امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر اہلِ کوفہ کو یوں آواز دی:

"اے لوگو! مجھے کل کو روز قیامت تم لوگوں کے بارے میں خوف لاحق ہے۔ اے لوگو! حسینؑ کو شہید مت کرنا ورنہ خداوند تم لوگوں کو شدید عذاب میں مبتلا کرے گا اور جس کسی نے جھوٹ بولا اس نے نقصان اُٹھایا اور وہ نا اُمید ہوا"۔

اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور اس قدر جنگ کی کہ خود شہید ہو گئے۔ ان پر خدا کی رحمت ہو۔

شوذب کی مبارزت اور شہادت

وَتَقَدَّمَ بَعْدَهُ شَوْذَبٌ مَوْلٰى شَاكِرٍ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِاللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه ، أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ وَأَسْتَرْعِيكَ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ رحمه الله۔

ان کے بعد شاکر کے غلام شوذب آگے بڑھے اور کہا: السلام علیك یا ابا عبداللہ ورحمة اللہ وبرکاتہٗ اور کہا: میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس قدر جنگ کی کہ خود بھی جان نثار کر دی۔

عابس کی جنگ اور شہادت

وَتَقَدَّمَ عَابِسُ بنُ ﴿أبي﴾ شَبِيبٍ الشَّاكِرِيُّ فَسَلَّمَ عَلَى

الْحُسَيْنِ علیہ السلام وَوَدَّعَهُ وَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ رحمہ اللہ۔

ان کے بعد عابس بن شبیب شاکری آگے بڑھے اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا، انھیں خدا حافظ کہا اور اس قدر جنگ کی کہ خود بھی چل بسے۔ ان پر خدا کی رحمت ہو۔

علی اکبرؑ کی مبارزت اور شہادت

وَلَمْ يَزَلْ يَتَقَدَّمُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَيُقْتَلُ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام إِلَّا أَهْلُ بَيْتِهِ خَاصَّةً۔ فَتَقَدَّمَ ابْنُهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام وَأُمُّهُ لَيْلٰى بِنْتُ أَبِي مُرَّةَ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِي، وَكَانَ مِنْ أَصْبَحِ النَّاسِ وَجْهًا، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ بِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَشَدَّ عَلَى النَّاسِ وَهُوَ يَقُولُ:

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ ... نَحْنُ وَبَيْتُ اللّٰهِ أَوْلٰى بِالنَّبِيّ

تَاللّٰهِ لَا يَحْكُمُ فِينَا ابْنُ الدَّعِيّ ... أَضْرِبُ بِالسَّيْفِ أُحَامِي عَنْ أَبِي

ضَرْبَ غُلَامٍ هَاشِمِيٍّ قُرَشِيّ

فَفَعَلَ ذٰلِكَ مِرَارًا وَأَهْلُ الْكُوفَةِ يَتَّقُونَ قَتْلَهُ، فَبَصُرَ بِهِ مُرَّةُ بْنُ مُنْقِذٍ الْعَبْدِيُّ فَقَالَ: عَلَيَّ آثَامُ الْعَرَبِ إِنْ مَرَّ بِي يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِنْ لَمْ أُثْكِلْهُ أَبَاهُ۔ فَمَرَّ يَشْتَدُّ عَلَى النَّاسِ كَمَا مَرَّ فِي الْأَوَّلِ، فَاعْتَرَضَهُ مُرَّةُ بْنُ مُنْقِذٍ وَطَعَنَهُ فَصُرِعَ، وَاحْتَوَاهُ الْقَوْمُ فَقَطَّعُوهُ بِأَسْيَافِهِمْ، فَجَاءَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ﴿قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوكَ يَا بُنَيَّ، مَا أَجْرَأَهُمْ عَلَى الرَّحْمٰنِ وَعَلَى انْتِهَاكِ

حُرْمَةَ الرَّسُوْلِ!﴾ وَانْهَمَلَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوعِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَاءُ﴾ وَخَرَجَتْ زَيْنَبُ أُخْتُ الْحُسَيْنِ مُسْرِعَةً تُنَادِي: يَا أُخَيَّاهُ وَابْنَ أُخَيَّاهُ! وَجَاءَتْ حَتّٰى أَكَبَّتْ عَلَيْهِ ، فَأَخَذَ الْحُسَيْنُ بِرَأْسِهَا فَرَدَّهَا إِلَى الْفُسْطَاطِ ، وَأَمَرَ فِتْيَانَهُ فَقَالَ: ﴿احْمِلُوا أَخَاكُمْ﴾ فَحَمَلُوهُ حَتّٰى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيِ الْفُسْطَاطِ الَّذِي كَانُوا يُقَاتِلُونَ أَمَامَهُ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب یکے بعد دیگرے آگے بڑھتے رہے اور (جنگ کرنے کے بعد) درجۂ شہادت پر فائز ہوتے رہے، یہاں تک کہ امام علیہ السلام کے ہمراہ اپنے قریبی اہلِ بیتؑ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ جناب علیؑ بن حسینؑ آگے بڑھے، ان کی والدہ کا نام لیلیٰؑ تھا کہ جو ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں۔ حضرت علی اکبرؑ لوگوں میں خوب صورت ترین شخص تھے۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ انھوں نے دشمن پر سخت حملے کی ابتداء کی اور یوں فرما رہے تھے:

"میں حسینؑ بن علیؑ کا بیٹا علیؑ ہوں، بیت اللہ کی قسم! نبی (اکرمؐ) کے ساتھ ہمارا سب سے قریبی رشتہ ہے۔ خدا کی قسم! زنازادے کا بیٹا ہمارے اُوپر حکم کرنے کا حق نہیں رکھتا، میں تلوار چلاؤں گا اور اپنے پدر بزرگوار کی حمایت کروں گا"۔

انھوں نے کئی بار اس کا تکرار کیا، اہلِ کوفہ انھیں قتل کرنے سے پرہیز کرتے رہے لیکن جب مرہ بن منقذ کی ان پر نگاہ پڑی تو اس نے کہا: عرب کے گناہ میری گردن پر کہ اگر میں نے اسے چھوڑ دیا کہ وہ یوں میرے سامنے رجز پڑھے اور حملہ کرے اور میں اس کا داغ اس کے والد کے دل پر نہ لگاؤں۔

علیؑ بن حسینؑ پہلے کی طرح رجز پڑھتے ہوئے حملہ کرتے۔ اس بار جب وہ مرہ بن منقذ کے سامنے سے گزرے تو اُس نے اُن کا راستہ روک لیا اور علیؑ بن حسینؑ کو نیزہ مارا، جس سے وہ زمین پر گر گئے۔ کچھ لوگوں نے انھیں اردگرد سے گھیر لیا اور اپنی تلواروں سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے سرہانے پہنچے اور فرمایا: خدا ان لوگوں کو ہلاک کرے جنھوں نے آپؑ کو قتل کیا ہے۔ اے میرے لال! یہ لوگ کس قدر خدا اور رسولؐ خدا کی ہتک حرمت کے لیے جرأت سے کام لے رہے ہیں۔

حضرتؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس کے بعد فرمایا: ”تیرے بعد اس دنیا کے سر پر خاک“۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی خواہر حضرت زینب علیہا السلام جلدی سے خیمہ سے باہر نکلیں اور فریاد کر رہی تھیں: اے میرے بھائی! اے میرے بھائی کے بیٹے! وہ تشریف لائیں اور اپنے آپ کو حسینؑ کے بیٹے پر گرا دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے انھیں پیار سے پکڑا، خیمے کی طرف لوٹا دیا اور جوانوں کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کو لے چلیں۔ وہ آگے بڑھے، انھیں اُٹھایا اس خیمے کے سامنے سلایا جس کے سامنے جنگ لڑ رہے تھے۔

مسلمؑ بن عقیلؑ کے بیٹے عبداللہ کی شہادت

ثُمَّ رَمٰى رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بْنُ صَبِيحٍ عَبْدَاللهِ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ بِسَهْمٍ، فَوَضَعَ عَبْدُاللهِ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ يَتَّقِيهِ، فَأَصَابَ السَّهْمُ كَفَّهُ وَنَفَذَ إِلٰى جَبْهَتِهِ فَسَمَّرَهَا بِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ تَحْرِيكَهَا، ثُمَّ

انْتَحَیٰ عَلَیْهِ آخَرُ بِرُمْحِهٖ فَطَعَنَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ فَقَتَلَهٗ۔

عمر بن سعد کے لشکر سے ایک شخص عمرو بن صبیح نے مسلمؑ بن عقیلؑ کے بیٹے عبداللہؑ کو تیر کا نشانہ بنایا۔ عبداللہؑ نے اپنا ہاتھ پیشانی کے سامنے سپر کے طور پر استعمال کیا۔ تیر ان کے ہاتھ پر لگتا ہوا ان کی پیشانی تک پہنچ گیا اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کر دیا۔ عبداللہؑ اپنے ہاتھ کو حرکت تک نہیں دے سکتے تھے۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے عبداللہؑ کے دل پر تیر مارا اور انھیں شہید کر دیا۔

جعفر طیارؑ کے نواسے عونؑ کی شہادت

وَحَمَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قُطْبَةَ الطَّائِیِّ عَلٰی عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ فَقَتَلَهٗ۔

عبداللہ بن قطبہ طائی نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ کے بیٹے عونؑ پر حملہ کیا اور انھیں شہید کر دیا۔

جعفر طیارؑ کے نواسے محمدؑ کی شہادت

وَحَمَلَ عَامِرُ بْنُ نَهْشَلٍ التَّمِیْمِیِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بن جعفر أَبِیْ طَالِبٍ فَقَتَلَهٗ۔

عامر بن نہشل نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ کے دوسرے بیٹے محمدؑ پر حملہ کیا اور انھیں شہید کر دیا۔

مسلمؑ بن عقیلؑ کے بھائی کی شہادت

وَشَدَّ عُثْمَانُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِیِّ عَلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَقِیْلِ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ فَقَتَلَهٗ۔

عثمان بن خالد ہمدانی نے مسلمؑ بن عقیلؑ کے بھائی (عبدالرحمن بن عقیلؑ بن ابی طالبؑ) پر حملہ کیا اور انھیں شہید کردیا۔

امام حسنؑ کے بیٹے قاسمؑ کی شہادت

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ: فَإِنَّا لَكَذٰلِكَ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا غُلَامٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ شِقَّةُ قَمَرٍ، فِي يَدِهِ سَيْفٌ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ وَإِزَارٌ وَنَعْلَانِ قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَ لِي عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ نُفَيْلٍ الْأَزْدِيُّ: وَاللهِ لَأَشُدَّنَّ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَمَا تُرِيدُ بِذٰلِكَ ؟! دَعْهُ يَكْفِيكَهُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ مَا يُبْقُونَ عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ، فَقَالَ: وَاللهِ لَأَشُدَّنَّ عَلَيْهِ، فَشَدَّ عَلَيْهِ فَمَا وَلّٰى حَتّٰى ضَرَبَ رَأْسَهُ بِالسَّيْفِ فَفَلَقَهُ، وَوَقَعَ الْغُلَامُ لِوَجْهِهِ فَقَالَ: يَا عَمَّاهُ! فَجَلَّى الْحُسَيْنُ عليه السلام كَمَا يُجَلِّي الصَّقْرُ ثُمَّ شَدَّ شِدَّةَ لَيْثٍ أُغْضِبَ، فَضَرَبَ عُمَرَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ نُفَيْلٍ بِالسَّيْفِ فَاتَّقَاهَا بِالسَّاعِدِ فَأَطَنَّهَا ﴿فَقَطَعَهَا﴾ مِنْ لَدُنِ الْمِرْفَقِ، فَصَاحَ صَيْحَةً سَمِعَهَا أَهْلُ الْعَسْكَرِ، ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام. وَحَمَلَتْ خَيْلُ الْكُوفَةِ لِتَسْتَنْقِذَهُ فَتَوَطَّأَتْهُ بِأَرْجُلِهَا حَتّٰى مَاتَ۔

وَانْجَلَتِ الْغَبَرَةُ فَرَأَيْتُ الْحُسَيْنَ عليه السلام قَائِمًا عَلٰى رَأْسِ الْغُلَامِ وَهُوَ يَفْحَصُ بِرِجْلِهِ وَالْحُسَيْنُ يَقُولُ: ﴿بُعْداً لِقَوْمٍ قَتَلُوكَ وَمَنْ خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيكَ﴾ ثُمَّ قَالَ:

﴿عَزَّ وَاللهِ عَلٰى عَمِّكَ أَنْ تَدْعُوَهُ فَلَا يُجِيبُكَ، أَوْ يُجِيبُكَ فَلَا يَنْفَعُكَ، صَوْتٌ وَاللهِ كَثُرَ وَاتِرُوهُ وَقَلَّ نَاصِرُوهُ﴾ ثُمَّ حَمَلَهُ عَلٰى صَدْرِهِ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى رِجْلَيِ الْغُلَامِ تَخُطَّانِ الْأَرْضَ، فَجَاءَ بِهِ حَتّٰى أَلْقَاهُ مَعَ ابْنِهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَالْقَتْلٰى مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ؟ فَقِيلَ لِي: هُوَ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حمید بن مسلم یوں نقل کرتا ہے: ہم جنگ کی حالت میں تھے کہ اچانک ایک خوب صورت نوجوان ہماری طرف آیا کہ جس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے لمبا پیراہن اور پاؤں میں جوتے پہنے ہوئے تھے، ایک پاؤں کے تسمے ٹوٹے ہوئے تھے۔

عمر بن سعید بن نوفل ازدی نے مجھے کہا: خدا کی قسم! میں اس پر حملہ کروں گا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تم کیا چاہتے ہو؟ اسے چھوڑ دو، یہ اتنے سارے لوگ کہ جو ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے تمھارے لیے کافی نہیں ہے؟ (اور ضروری نہیں ہے کہ تم اس نوجوان پر حملہ کرو)۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! مَیں اس پر حملہ کروں گا، لہٰذا اس نے حملہ کیا۔ ابھی اس نے چہرہ پھیرا نہیں تھا کہ اس نے اُس نوجوان کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ نوجوان منہ کے بل زمین پر گرا اور فریاد بلند کی:

چچا جان!

امام حسین علیہ السلام نے لشکر کو چیرا اور شکاری باز اور غضب ناک شیر کے مانند حملہ کیا اور عمر بن سعید بن نفیل پر تلوار سے حملہ کیا۔ اس نے بازو سے تلوار کو روکا لیکن کہنی کے قریب سے اس کا بازو کٹ گیا اور اس نے اس قدر چیخ ماری کہ سارے لشکر نے سنی۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اس سے دُور ہو گئے البتہ کوفہ کے سوار افراد اسے نجات دلانا چاہتے تھے لیکن وہ ان کے گھوڑوں کے نیچے آ کر پامال ہو کر ہلاک ہو گیا۔

جب گرد بیٹھ گئی تو میں نے دیکھا کہ حسینؑ اس نوجوان کے سرہانے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ زمین پر ایڑھیاں رگڑ رہا ہے۔

حسینؑ کہہ رہے تھے: رحمتِ خدا ان سے دُور ہو کہ جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے اور روز قیامت تمہارے جد (رسولؐ خدا) اس کے دشمن ہوں۔

اس کے بعد فرمایا: خدا کی قسم! تمہارے چچا کے لیے یہ انتہائی سخت ہے کہ تو اسے پکارے لیکن وہ تجھے جواب نہ دے سکے یا جواب تو دے لیکن اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہو۔

ایسی آواز کہ خدا کی قسم! جس کے دشمن زیادہ اور ناصر و مددگار کم ہیں۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے اس نوجوان کو اپنے سینے سے لگایا اور لے گئے، گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ اس کے پاؤں زمین سے رگڑ کھا رہے ہیں۔ وہ انھیں لائے اور اپنے بیٹے علیؑ بن حسینؑ اور اپنے اہلِ بیتؑ کے دوسرے شہدا کے پاس رکھا۔

میں نے پوچھا: اس نوجوان کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا کہ وہ حسنؑ بن علیؑ کے لال قاسمؑ ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کے نوزاد بچے کی شہادت

ثُمَّ جَلَسَ الْحُسَيْنُ عليه السلام أَمَامَ الْفُسْطَاطِ فَأُتِيَ بِابْنِهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ طِفْلٌ فَأَجْلَسَهُ فِي حِجْرِهِ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ بِسَهْمٍ فَذَبَحَهُ، فَتَلَقَّى الْحُسَيْنُ عليه السلام دَمَهُ،

فَلَمَّا مَلَأَ كَفَّهُ صَبَّهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ: ﴿رَبِّ إِنْ تَكُنْ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ مِنَ السَّمَاءِ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ، وَانْتَقِمْ لَنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ ثُمَّ حَمَلَهُ حَتّٰى وَضَعَهُ مَعَ قَتْلىٰ أَهْلِهِ۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام خیمے کے سامنے تشریف فرما ہوئے، ان کے بیٹے عبداللہ بن حسینؑ کو ان کی خدمت میں لائے۔ وہ ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ انھوں نے بچے کو اپنے دامن میں لیا۔ بنی اسد کے ایک مرد نے تیر چلایا اور بچے کو ذبح کر دیا۔ حسینؑ نے بچے کا خون اپنے چلو میں لیا۔ جب وہ بھر گیا تو اسے زمین پر گرا دیا، پھر فرمایا:

"اے میرے پروردگار! اگر تُو نے آسمان کی جانب سے ہمارے لیے مدد و نصرت منع کر دی تو پھر اسے ان کے لیے قرار دے جو بہتر ہوں اور ظالموں کے اس گروہ سے ہمارا انتقام لے"۔

اس کے بعد بچے کو لے گئے اور شہدائے اہلِ بیتؑ کے ساتھ لٹا دیا۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے دوسرے بیٹے کی شہادت

وَرَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُقْبَةَ الْغَنَوِيُّ أَبَا بَكْرِ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہم السلام فَقَتَلَهُ۔

عبداللہ بن عقبہ غنوی نے حسن بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کے بیٹے ابوبکر کو تیر مار کر شہید کر دیا۔

حضرت عباسؑ کے بھائیوں کی مبارزت اور شہادت

فَلَمَّا رَأَى الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ رحمه الله كَثْرَةَ الْقَتْلىٰ فِي أَهْلِهِ قَالَ

لِاُخْوَتِهٖ مِنْ اُمِّهٖ وَهُمْ عَبْدُاللهِ وَجَعْفَرٌ وَعُثْمَانُ: يَابَنِي اُمِّي، تَقَدَّمُوا حَتّٰى اَرَاكُمْ قَدْ نَصَحْتُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ، فَاِنَّهٗ لَا وَلَدَ لَكُمْ، فَتَقَدَّمَ عَبْدُ اللهِ فَقَاتَلَ قِتَالًا شَدِيْدًا، فَاخْتَلَفَ هُوَ وَهَانِئُ بْنُ ثُبَيْتٍ ﴿شَبِيْبٍ﴾ الْحَضْرَمِيُّ ضَرْبَتَيْنِ فَقَتَلَهٗ هَانِئٌ لعنه اللهِ۔ وَتَقَدَّمَ بَعْدَهٗ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَتَلَهٗ اَيْضًا هَانِئٌ۔ وَتَعَمَّدَ خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ الْاَصْبَحِيُّ عُثْمَانَ بْنَ عَلِيٍّ وَقَدْ قَامَ مَقَامَ اِخْوَتِهٖ فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَصَرَعَهٗ، وَشَدَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي دَارِمٍ فَاحْتَزَّ رَاْسَهٗ۔

حضرت عباس علیہ السلام نے جب شہدائے اہلِ بیتؑ کی کثیر تعداد دیکھی تو اپنے مادری بھائیوں عبداللہ، جعفر اور عثمان سے یوں کہا:

"اے میری ماں کے بیٹو! قدم آگے بڑھائیں تاکہ میں تمھیں یوں دیکھوں کہ تم لوگوں نے خدا ورسولؐ کے لیے اچھا کام کیا ہے۔ کیوں کہ تمھاری کوئی اولاد نہیں ہے"۔

پس جناب عبداللہ بن علیؑ آگے بڑھے اور سخت جنگ لڑی۔ ان کے اور ہانی بن شبیب حضرمی کے درمیان دو ضربتوں کی ردوبدل ہوئی اور ہانی نے اسے شہید کر دیا۔ خولی بن یزید اصبحی نے بھی عثمان بن علیؑ کہ جو اپنے بھائی کے نقشِ قدم پر چلے، کو اپنے تیر کا ہدف بنایا اور وہ بھی زمین پر گر گئے۔ ادھر سے بنی دارم کے ایک شخص نے حملہ کیا اور جناب عثمان کا سر جدا کر دیا۔

امام علیہ السلام اور ان کے بھائی عباسؑ کی فرات کی طرف روانگی

وَحَمَلَتِ الْجَمَاعَةُ عَلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام فَغَلَبُوْهُ عَلٰى عَسْكَرِهٖ

، وَاشْتَدَّ بِهِ الْعَطَشُ، فَرَكِبَ الْمُسَنَّاةَ يُرِيدُ الْفُرَاتَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ الْعَبَّاسُ أَخُوهُ ، فَاعْتَرَضَتْهُ خَيْلُ ابْنِ سَعْدٍ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِنْ بَنِي دَارِمٍ فَقَالَ لَهُمْ: وَيْلَكُمْ حُولُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْفُرَاتِ وَلَا تُمَكِّنُوهُ مِنَ الْمَاءِ ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : ﴿اَللّٰهُمَّ أَظْمِئْهُ﴾ فَغَضِبَ الدَّارِمِيُّ وَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي حَنَكِهِ، فَانْتَزَعَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام السَّهْمَ وَبَسَطَ يَدَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَامْتَلَأَتْ رَاحَتَاهُ بِالدَّمِ ، فَرَمَى بِهِ ، ثُمَّ قَالَ: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ مَا يُفْعَلُ بِابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ وَقَدِ اشْتَدَّ بِهِ الْعَطَشُ۔

دشمن نے امام حسین علیہ السلام پر حملہ کیا اور ان کے اصحاب پر غالب آچکا تھا۔ ادھر سے پیاس نے حسینؑ پر غلبہ کیا ہوا تھا۔ آپؑ اپنے گھوڑے مُسنات پر سوار ہوئے اور فرات جانے کا ارادہ کیا۔ ان کے برادر عباسؑ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ابن سعد کے سوار افراد نے راستہ روکا۔ ان میں بنی دارم کا ایک شخص بھی تھا۔ اس نے ان سے یوں کہا: تم لوگ برباد ہوجاؤ، حسینؑ اور فرات کے درمیان رکاوٹ بن جاؤ اور اسے پانی تک نہ پہنچنے دیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! اسے پیاس میں گرفتار کر۔

یہ سن کر وہ دارمی شخص غصے میں آیا اور تیر مارا کہ جو حضرتؑ کی ٹھوڑی کے نیچے لگا۔ امام حسین علیہ السلام نے تیر کو باہر نکالا اور اپنا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے کیا کہ جو خون سے بھر گیا۔ انھوں نے خون کو گرایا اور اس کے بعد فرمایا:

”خدایا! میں تیری بارگاہ میں اس کی شکایت کرتا ہوں کہ جو تیرے پیغمبرؐ کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ ہو رہا ہے“۔

اس کے بعد اپنی جگہ پر واپس آ گئے اور پیاس انھیں ستا رہی تھی۔

حضرت عباسؑ کی شہادت

وَأَحَاطَ الْقَوْمُ بِالْعَبَّاسِ فَاقْتَطَعُوهُ عَنْهُ، فَجَعَلَ يُقَاتِلُهُمْ وَحْدَهُ حَتَّى قُتِلَ ﴿رضوان الله عليه﴾ وَكَانَ الْمُتَوَلِّي لِقَتْلِهِ زَيْدُ بْنُ وَرْقَاءَ الْحَنَفِيّ وَحَكِيمُ بْنُ الطُّفَيْلِ السِّنْبِسِيُّ بَعْدَ أَنْ أُثْخِنَ بِالْجِرَاحِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ حِرَاكًا۔

دشمنوں نے حضرت عباس علیہ السلام کا محاصرہ کر لیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان فاصلہ ڈال دیا۔ جناب عباسؑ نے اکیلے ہی دشمن سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ انھیں شہید کر دیا۔ زید بن ورقا حنفی اور حکیم بن طفیل سنبسی ان لوگوں میں سے تھے کہ جنھوں نے حضرت عباسؑ کو اس حالت میں شہید کیا جب ان کا بدن زخموں سے چھلنی ہو چکا تھا اور ان میں ہلنے جلنے کی قدرت نہیں رہی تھی۔

فوجِ اشقیاء کا امام علیہ السلام پر حملہ

وَلَمَّا رَجَعَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام مِنَ الْمُسَنَّاةِ إِلَى فُسْطَاطِهِ تَقَدَّمَ إِلَيْهِ شِمْرُ بْنُ ذِي الْجَوْشَنِ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَحَاطُوا بِهِ، فَأَسْرَعَ مِنْهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ النَّسْرِ الْكِنْدِيّ، فَشَتَمَ الْحُسَيْنَ وَضَرَبَهُ عَلَى رَأْسِهِ بِالسَّيْفِ، وَكَانَ عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ فَقَطَعَهَا حَتَّى وَصَلَ إِلَى رَأْسِهِ فَأَدْمَاهُ، فَامْتَلَأَتِ الْقَلَنْسُوَةُ دَمًا، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: ﴿لَا أَكَلْتَ بِيَمِينِكَ وَلَا شَرِبْتَ بِهَا، وَحَشَرَكَ اللهُ مَعَ الظَّالِمِينَ﴾ ثُمَّ

اَلْقَى الْقَلَنْسُوَةَ وَدَعَا بِخِرْقَةٍ فَشَدَّ بِهَا رَأْسَهُ وَاسْتَدْعٰى قَلَنْسُوَةً أُخْرٰى فَلَبِسَهَا وَاعْتَمَّ عَلَيْهَا ، وَرَجَعَ عَنْهُ شِمْرُ بْنُ الْجَوْشَنِ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ اِلٰى مَوَاضِعِهِمْ ، فَمَكَثَ هُنَيْهَةً ﴿هُنَيْئَةً﴾ ثُمَّ عَادَ وَعَادُوا اِلَيْهِ وَأَحَاطُوا بِهِ۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے مرکب (مُسنّات) سے اپنے خیام کی طرف لوٹے تو شمر بن ذی الجوشن اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے بڑھا اور حضرتؑ کو محاصرے میں لے لیا۔ ان میں سے ایک شخص بنام مالک بن نسر کندی نے تندخوی سے کام لیتے ہوئے امام علیہ السلام کو بُرا بھلا کہا اور ان کے سر پر تلوار سے وار کیا۔ حضرتؑ کا خود ٹوٹ گیا، ان کے سر پر تلوار کا زخم لگا اور اس قدر خون نکلا کہ حضرتؑ کا خود خون سے بھر گیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"تم اس ہاتھ سے غذا کھاؤ گے نہ پانی پیؤ گے، خدا تجھے ظالموں کے ساتھ محشور فرمائے"۔

اس کے بعد خود پھینک دیا، کپڑا لیا اس سے سر کو اچھی طرح سے باندھا اور ایک اور خود لے کر سر پر رکھا اور اس کے اُوپر عمامہ باندھا۔ شمر بن ذی الجوشن اپنے افراد کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ گیا۔ حضرتؑ نے تھوڑی دیر کے لیے آرام کیا اور دوبارہ میدان میں گئے۔ ان لوگوں نے بھی حملہ کیا اور حضرتؑ کو محاصرے میں لے لیا۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے بیٹے عبداللہ کی بہادری اور شہادت

فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہما السلام وَهُوَ غُلَامٌ لَمْ يُرَاهِقْ مِنْ عِنْدِ النِّسَاءِ يَشْتَدُّ حَتّٰى وَقَفَ اِلٰى جَنْبِ

الْحُسَيْنِ فَلَحِقَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ عليها السلام لِتَحْبِسَهُ، فَقَالَ لَهَا الْحُسَيْنُ: ﴿اِحْبِسِيهِ يَا أُخْتِي﴾ فَأَبَى وَامْتَنَعَ عَلَيْهَا امْتِنَاعًا شَدِيدًا وَقَالَ: وَاللهِ لَا أُفَارِقُ عَمِّي وَأَهْوَىٰ أَبْجَرُ بْنُ كَعْبٍ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام بِالسَّيْفِ ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: وَيْلَكَ يَا ابْنَ الْخَبِيثَةِ أَتَقْتُلُ عَمِّي؟! فَضَرَبَهُ أَبْجَرُ بِالسَّيْفِ فَاتَّقَاهَا الْغُلَامُ بِيَدِهِ فَأَطَنَّهَا إِلَى الْجِلْدَةِ فَإِذَا يَدُهُ مُعَلَّقَةٌ، وَنَادَى الْغُلَامُ: يَا أُمَّتَاهُ! فَأَخَذَهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ: ﴿يَا ابْنَ أَخِي، اصْبِرْ عَلَىٰ مَا نَزَلَ بِكَ، وَاحْتَسِبْ فِي ذٰلِكَ الْخَيْرَ، فَإِنَّ اللهَ يُلْحِقُكَ بِآبَائِكَ الصَّالِحِينَ﴾۔

ثُمَّ رَفَعَ الْحُسَيْنُ عليه السلام يَدَهُ وَقَالَ: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنْ مَتَّعْتَهُمْ إِلَىٰ حِينٍ فَفَرِّقْهُمْ فِرَقًا ، وَاجْعَلْهُمْ طَرَائِقَ قِدَدًا ، وَلَا تُرْضِ الْوُلَاةَ عَنْهُمْ أَبَدًا ، فَإِنَّهُمْ دَعَوْنَا لِيَنْصُرُونَا ، ثُمَّ عَدَوْا عَلَيْنَا فَقَتَلُونَا﴾۔

امام حسن بن علی علیہما السلام کا بیٹا عبداللہ نوجوان تھا اور بالغ نہیں ہوا تھا۔ وہ مخدرات اہلِ بیتؑ کے ہاں سے دوڑتا ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ زینبؑ بنت علیؑ بھی تیزی سے آئیں تا کہ اس نوجوان کو روکیں۔

امام علیہ السلام نے اپنی بہن سے فرمایا: اے میری بہن! اسے روکیں وہ نوجوان واپس جانے کے لیے راضی نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے شدید مزاحمت کی اور کہا: خدا کی قسم! میں اپنے چچا سے جدا نہیں ہوں گا۔

ابجر بن کعب نے امام علیہ السلام پر حملہ کرنے کے لیے تلوار اُٹھائی تو نوجوان نے

اس سے کہا: اے ناپاک عورت کے بیٹے! تم برباد ہو جاؤ، کیا تم میرے چچا جان کو قتل کرنا چاہتے ہو؟

ابجر نے تلوار سے وار کیا، نوجوان نے سعی کی کہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے، تلوار اس کے ہاتھ پر لگی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ جلد کے ساتھ لٹک گیا۔

نوجوان نے فریاد بلند کی: ہائے اماں! امام حسینؑ نے اسے اپنی آغوش میں لیا اور فرمایا: "اے میرے بھائی کے لاڈلے! اس مصیبت اور امتحان میں صبر سے کام لو اور اسے اپنے لیے نیک سمجھو کہ خدا تمھیں تمھارے صالح و لائق تعریف آباء و اجداد کے ساتھ ملحق کرے گا"۔

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور یوں بددعا دی:

"خدایا! تو نے اگر کچھ عرصہ کے لیے انھیں زندگی دینی ہے تو انھیں ایک دوسرے سے جدا کر، انھیں ٹولیوں میں تقسیم اور پراگندہ کردے اور حکمران ان سے راضی نہ ہوں کیوں کہ انھوں نے مجھے دعوت دی ہے تاکہ میری مدد کریں لیکن یہ میرے دشمن بن گئے ہیں اور مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں"۔

فوجِ اشقیاء کا دوبارہ حملہ اور امامؑ کے باقی اصحاب کی شہادت

وَحَمَلَتِ الرَّجَّالَةُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا عَلٰى مَنْ كَانَ بَقِيَ مَعَ الْحُسَيْنِ فَقَتَلُوْهُمْ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ اِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ أَوْ أَرْبَعَةٌ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ الْحُسَيْنُ دَعَا بِسَرَاوِيْلَ يَمَانِيَّةٍ يُلْمَعُ فِيْهَا الْبَصَرُ فَفَزَرَهَا لِبَسَهَا، وَاِنَّمَا فَزَرَهَا لِكَيْ لَا

يَسْلُبَهَا بَعْدَ قَتْلِهِ۔

فَلَمَّا قُتِلَ عَمَدَ أَبْجَرُ بْنُ كَعْبٍ إِلَيْهِ فَسَلَبَهُ السَّرَاوِيلَ وَتَرَكَهُ مُجَرَّدًا، فَكَانَتْ يَدَا أَبْجَرُ بْن كَعْبٍ بَعْدَ ذٰلِكَ تَيْبَسَانِ فِي الصَّيْفِ حَتّٰى كَأَنَّهُمَا عُودَانِ، وَتَتَرَطَّبَانِ فِي الشِّتَاءِ فَتَنْفَضِحَانِ دَمًا إِلٰى أَنْ أَهْلَكَهُ اللّٰهُ۔

دشمن کی پیادہ فوج نے امام حسین علیہ السلام کے باقی ماندہ اصحاب پر دائیں اور بائیں طرف سے حملہ کر دیا اور تین یا چار افراد کے سوا باقی تمام کو شہید کر دیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب ایسی صورت حال دیکھی تو نیچے پہننے والا اپنا یمنی لباس منگوایا کہ جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی، اسے پارہ پارہ کرنے کے بعد زیب تن کیا۔ اس کو پارہ پارہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ انھیں شہید کرنے کے بعد اسے ان کے بدن سے نہ اُتاریں لیکن حضرتؑ کی شہادت کے بعد ابجر بن کعب وہ لباس اُتار کر لے گیا اور حضرتؑ کا بدنِ مبارک عریاں کر دیا۔ اس کے بعد ابجر بن کعب (اس پر خدا کی لعنت ہو) کے دونوں ہاتھ گرمیوں میں خشک اور سردیوں میں تر و تازہ ہو جاتے جن سے خون اور گندا پانی ٹپکتا رہتا۔ یہاں تک کہ خدا نے اسے ہلاک کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا تنہا ہونا اور ڈٹ کر مقابلہ کرنا

فَلَمَّا لَمْ يَبْقَ مَعَ الْحُسَيْنِ عليه السلام أَحَدٌ إِلَّا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِنْ أَهْلِهِ، أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ يَدْفَعُهُمْ عَنْ نَفْسِهِ وَالثَّلَاثَةُ يَحْمُونَهُ حَتّٰى قُتِلَ الثَّلَاثَةُ وَبَقِيَ وَحْدَهُ وَقَدْ أُثْخِنَ بِالْجِرَاحِ فِي رَأْسِهِ وَبَدَنِهِ، فَجَعَلَ يُضَارِبُهُمْ بِسَيْفِهِ وَهُمْ يَتَفَرَّقُونَ عَنْهُ يَمِينًا وَشِمَالًا۔

فَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ مُسْلِم: فَوَاللهِ مَا رَأَيْتُ مَكْثُورًا قَطُّ قَدْ قُتِلَ وُلْدُهُ وَأَهْلُ بَيْتِهِ وَأَصْحَابُهُ أَرْبَطَ جَاشًا وَلَا أَمْضٰى جَنَانًا مِنْهُ علیہ السلام، اِنْ كَانَتِ الرِّجَالَةُ لَتَشُدُّ عَلَيْهِ فَيَشُدُّ عَلَيْهَا بِسَيْفِهِ، فَتَنْكَشِفُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ انْكِشَافَ الْمِعْزٰى اِذَا شَدَّ فِيْهَا الذِّئْبُ۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام تنہا رہ گئے اور تین افراد کے سوا ان کے ہمراہ کوئی بھی باقی نہ بچا تو وہ اس خبیث قوم کی طرف متوجہ ہوئے، ان پر حملہ کیا اور اپنا دفاع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ وہ تینوں افراد بھی ان کی مدد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ تینوں بھی شہید ہو گئے اور حضرتؑ یکہ و تنہا باقی بچ گئے جبکہ ان کے سر اور بدن کے زخم انھیں اذیت دے رہے تھے۔ انھوں نے تلوار سے دشمن پر حملہ کر دیا اور دشمن (بھیڑوں کی طرح) دائیں بائیں دوڑنے لگا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے: میں نے آج تک کوئی بھی ایسا شخص نہیں دیکھا ہے کہ جس پر اس قدر ظلم و ستم ڈھایا گیا ہو اور اس کے بچے، اہلِ بیتؑ اور اصحاب قتل ہو چکے ہوں۔ اس کے باوجود اس قدر بہادر اور قوی ہو۔ اگر حضرتؑ پر پیدل فوج حملہ کرتی تو وہ انھیں تلوار سے جواب دیتے اور وہ بھیڑوں کے گلے کے مانند دائیں بائیں فرار کر جاتے۔

دشمن کا امام علیہ السلام پر اطراف سے حملہ اور ان کی شہادت

فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ شِمْرُ بْنُ الْجَوْشَنِ اسْتَدْعَى الْفُرْسَانَ فَصَارُوا فِي ظُهُورِ الرَّجَّالَةِ، وَأَمَرَ الرُّمَاةَ أَنْ يَرْمُوهُ، فَرَشَقُوهُ بِالسِّهَامِ حَتّٰى صَارَ كَالْقُنْفُذِ، فَأَحْجَمَ عَنْهُمْ،

فَوَقَفُوا بِإِزَائِهِ، وَخَرَجَتْ أُخْتُهُ زَيْنَبُ إِلَى بَابِ الْفُسْطَاطِ، فَنَادَتْ عمر بْنَ سعدِ بن أَبِي وَقَّاصٍ: وَيْحَكَ يَاعُمَرُ! أَيُقْتَلُ أَبُو عَبدِاللهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ ؟ فَلَمْ يُجِبْهَا عُمَرُ بِشَيءٍ، فَنَادَتْ: وَيحَكُمْ أَمَا فِيكُمْ مُسلِمٌ؟! فَلَمْ يُجِبْهَا أَحَدٌ بِشَيءٍ، وَنَادى شمرُ بنُ ذِي الجَوشَنِ الفُرسَانَ وَالرَّجَّالَةَ فَقَالَ: وَيحَكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ بِالرَّجُلِ؟ ثَكِلَتْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ؟ فَحُمِلَ عَلَيْهِ مِن كُلِّ جَانِبٍ فَضَرَبَهُ زُرعَةُ بنُ شَرِيكٍ عَلَى كَفِّهِ ﴿كتفه﴾ اليُسرى فَقَطَعَهَا، وَضَرَبَهُ آخَرُ مِنهُم عَلَى عَاتِقِهِ فَكَبَا مِنهَا لِوَجْهِهِ، وَطَعَنَهُ سِنَانُ بنُ أَنَسٍ بِالرُّمحِ فَصَرَعَهُ، وَبَدَرَ إِلَيْهِ خَولِيُّ بنُ يَزِيدَ الأَصبحِيُّ - لعنه الله - فَنَزَلَ لِيَحتَزَّ رَأْسَهُ فَأُرْعِدَ، فَقَالَ لَهُ شِمرٌ: فَتَّ اللهُ فِي عَضُدِكَ، مَا لَكَ تُرعَدُ؟ وَنَزَلَ شمرٌ إِلَيْهِ فَذَبَحَهُ ثُمَّ دَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى خَولِيِّ بنِ يَزِيدَ فَقَالَ: احْمِلْهُ إِلَى الأَمِيرِ عُمَرَ بنِ سَعدٍ۔

شمر بن ذی الجوشن نے جب یہ صورت حال دیکھی تو سوار فوج کو بلایا اور پیچھے سے پیادہ فوج روانہ ہوئی۔ اس کے بعد کمان داروں کو تیر اندازی کا حکم دیا۔ آں حضرتؑ کو اس قدر تیر لگے کہ بدن کا کوئی حصہ خالی نہ بچا۔ حضرتؑ نڈھال ہو گئے اور ان میں اس ستم گر قوم سے جنگ کرنے کی سکت نہ رہی۔ ان لوگوں نے حضرتؑ کے سامنے صف بنالی۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا خیمے سے باہر آئیں اور عمر بن سعد کو آواز دی: اے عمر! تم برباد ہو جاؤ، کیا حسینؑ قتل ہو جائیں گے اور تو کھڑا دیکھتا رہے گا۔

عمر نے کوئی جواب نہ دیا: جناب زینبؑ نے فرمایا: اے قوم برباد ہو جاؤ!

کیا تمھارے درمیان کوئی بھی مسلمان نہیں ہے؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

شمر بن ذی الجوشن نے پیادہ اور سوار فوج کو پکار کر کہا: تم ہلاک ہو جاؤ، تمھاری مائیں تمھارے سوگ میں بیٹھیں، کس چیز کے منتظر ہو؟

اس بے حیا قوم نے ہر طرف سے امام حسین علیہ السلام پر حملہ کر دیا، زرعہ بن شریک نے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی (یا شانے) پر ضربت لگائی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا۔ ایک اور شخص نے حضرتؑ کی گردن مبارک پر ضرب لگائی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر گئے۔ سنان بن انس نے حضرتؑ کے بدن میں نیزہ مارا۔ خولی بن یزید اصبحی تیزی سے گھوڑے سے اُترا (اس پر خدا کی لعنت ہو) تاکہ حضرتؑ کا سرِ مبارک ان کے بدن سے جدا کر دے لیکن اس خبیث کا بدن لرزنے لگا۔ شمر نے پکار کر اسے کہا: تمہارا بازو ٹوٹ جائے، کیوں لرز رہے ہو؟ اس کے بعد شمر خود گھوڑے سے اُترا، حضرتؑ کا سر مبارک کو بدن سے جدا کیا اور خولی کے سپرد کرتے ہوئے کہا: اسے عمر بن سعد کے پاس لے جاؤ۔

امام علیہ السلام کے لباس اور مخدراتِ عصمت کے زیورات کی لوٹ مار

ثُمَّ أَقْبَلُوا عَلَىٰ سَلْبِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام فَأَخَذَ قَمِيصَهُ إِسْحَاقُ بْنُ حَيْوَةَ الْحَضْرَمِيُّ، وَأَخَذَ سَرَاوِيلَهُ أَبْجَرُ بْنُ كَعْبٍ، وَأَخَذَ عِمَامَتَهُ أَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ، وَأَخَذَ سَيْفَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي دَارِمٍ، وَانْتَهَبُوا رَحْلَهُ وَإِبِلَهُ وَأَثْقَالَهُ وَسَلَبُوا نِسَاءَهُ۔

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ: فَوَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَبَنَاتِهِ وَأَهْلِهِ تُنَازَعُ ثَوْبَهَا عَنْ ظَهْرِهَا حَتَّىٰ

تُغْلَبَ عَلَيْهِ فَيُذْهَبَ بِهِ مِنْهَا۔

اس کے بعد حضرتؑ کا لباس لوٹنے لگے۔ اسحاق بن حیات حضرمی نے حضرتؑ کا پیراہن، ابجر بن کعب نے نیچے کا لباس، اخنس بن مرثد نے ان کا عمامہ اور حضرتؑ کی تلوار بنی دارم کے ایک شخص نے لوٹی۔ حضرتؑ کا گھوڑا، اُونٹ، سامان، لباس اور عورتوں کے زیورات بھی لوٹ لیے گئے۔

حمید بن مسلم کہتا ہے: خدا کی قسم! میں نے دیکھا ہے کہ خواتین نے دشمن کے سامنے استقامت وجرأت کا مظاہرہ کیا اور اپنا لباس مضبوطی سے پکڑے رکھا تا کہ وہ لوٹ نہ سکیں، لیکن ان لوگوں نے ان سے زبردستی چھینے۔

حضرت سجادؑ مقامِ شہادت پر

ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام وَهُوَ مُنْبَسِطٌ عَلٰى فِرَاشٍ وَهُوَ شَدِيدُ الْمَرَضِ، وَمَعَ شِمْرٍ جَمَاعَةٌ مِنَ الرَّجَّالَةِ فَقَالُوا لَهُ: اَلَا نَقْتُلُ هٰذَا الْعَلِيلَ؟ فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ أَيُقْتَلُ الصِّبْيَانُ؟ اِنَّمَا هُوَ صَبِيٌّ وَ اِنَّهُ لِمَا بِهِ، فَلَمْ أَزَلْ حَتّٰى رَدَدْتُهُمْ ﴿دَفَعْتُهُمْ﴾ عَنْهُ۔

وَجَاءَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ فَصَاحَ النِّسَاءُ فِي وَجْهِهِ وَبَكَيْنَ، فَقَالَ لِاَصْحَابِهِ: لَا يَدْخُلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ بُيُوتَ هٰؤُلَاءِ النِّسْوَةِ، وَلَا تَعَرَّضُوا لِهٰذَا الْغُلَامِ الْمَرِيضِ، وَسَأَلَتْهُ النِّسْوَةُ لِيَسْتَرْجِعَ مَا أُخِذَ مِنْهُنَّ لِيَتَسَتَّرْنَ بِهِ فَقَالَ: مَنْ أَخَذَ مِنْ مَتَاعِهِنَّ شَيْئًا فَلْيَرُدَّهُ عَلَيْهِنَّ، فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَيْئًا، فَوَكَّلَ بِالْفُسْطَاطِ وَبُيُوتِ النِّسَاءِ وَعَلِيِّ بْنِ

الْحُسَيْنِ جَمَاعَةً مِمَّنْ كَانُوا مَعَهُ، وَقَالَ: أُحْفُظُوهُمْ لِئَلَّا يَخْرُجَ مِنْهُمْ أَحَدٌ، وَلَا تُسِيئُنَّ إِلَيْهِمْ۔

پس ہم گئے اور علیؑ بن حسینؑ تک پہنچے جبکہ وہ بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور سخت مریض تھے۔ شمر کے ہمراہ کچھ پیدل فوج تھی۔ ان لوگوں نے شمر سے کہا: اس مریض کو قتل نہ کر دیں؟

میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا بچوں کو بھی قتل کیا جاتا ہے؟! یہ تو ایک بچہ ہے، یہی شدید قسم کا مرض ہی اس کے لیے کافی ہے۔ آخر کار میں رکاوٹ بنا اور انھیں اجازت نہ دی کہ وہ اسے کوئی تکلیف پہنچائیں۔

یہاں تک کہ عمر بن سعد آیا۔ خواتین نے جب اسے دیکھا تو فریاد بلند کرتے ہوئے گریہ کرنے لگیں۔ عمر بن سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ کوئی بھی خواتین کے خیموں میں داخل نہ ہو اور اس مریض بچے کو بھی کوئی ضرر نہ پہنچائیں۔

مخدرات نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ لشکر کو حکم دے کہ وہ ان کے لباس واپس کریں تاکہ وہ اپنے آپ کو چھپا سکیں۔ عمر نے بھی حکم دیا کہ جس نے جو کچھ لوٹا ہے واپس کر دے لیکن خدا کی قسم! کسی نے کوئی بھی چیز واپس نہیں کی۔ عمر نے ایک گروہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ مستورات کے خیمے اور اس مریض بچے کی حفاظت کرے اور کہا کہ دھیان سے رہیں ان میں سے کوئی بھی خیمے سے باہر نہ آئے اور انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔

امام علیہ السلام کے پاکیزہ پیکر کی پامالی

ثُمَّ عَادَ إِلَى مَضْرِبِهِ وَنَادَى فِي أَصْحَابِهِ: مَنْ يَنْتَدِبُ لِلْحُسَيْنِ فَيُوطِئَهُ فَرَسَهُ؟ فَانْتَدَبَ عَشَرَةٌ مِنْهُمْ: إِسْحَاقُ

بْنُ حَيْوَةَ ، وَأَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ فَدَاسُوا الْحُسَيْنَ عليه السلام بِخُيُولِهِمْ حَتّٰى رَضُّوا ظَهْرَهُ۔

اس کے بعد وہ اپنی قیام گاہ پر لوٹ گیا اور لشکر کو خطاب کرتے ہوئے فریاد بلند کی: کون ہے کہ جو حسینؑ کے بدن پر گھوڑے دوڑائے؟ دس افراد تیار ہوئے۔ اسحاق بن حیات اور اخنس بن مرثد بھی انہی افراد میں سے تھے۔ ان خبیثوں نے حضرتؑ کا بدنِ مبارک اپنے گھوڑوں سے پامال کیا یہاں تک کہ حضرتؑ کی کمر کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئیں۔

امام علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے مبارک سر ابن زیاد کے پاس بھیجنا

وَسَرَّحَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ۔ وَهُوَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ - بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عليه السلام مَعَ خَوْلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الْأَصْبَحِيِّ وَحُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْأَزْدِيِّ إِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ ، وَأَمَرَ بِرُؤُوسِ الْبَاقِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ فَنُظِّفَتْ ، وَكَانَتْ اثْنَيْنِ ﴿اثنتين﴾ وَسَبْعِينَ رَأْسًا ، وَسَرَّحَ بِهَا مَعَ شِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ وَقَيْسِ بْنِ الْأَشْعَثِ وَعَمْرِو بْنِ الْحَجَّاجِ، فَأَقْبَلُوا حَتّٰى قَدِمُوا بِهَا عَلَى ابْنِ زِيَادٍ۔

عمر بن سعد نے دس محرم کو ہی حضرتؑ کا سرِ مبارک خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم ازدی کے ہمراہ عبیداللہ کی طرف روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے اہلِ بیتؑ اور اصحاب کے سر بھی تن سے جدا کیے جائیں کہ وہ کل بہتر سر بنتے ہیں۔ یہ تمام سر شمر بن ذی الجوشن، قیس بن اشعث اور عمرو بن حجاج کے ہاتھ کوفہ کی طرف ابن زیاد کے پاس بھیج دیے۔

امام علیہ السلام کے اہلِ بیتؑ کو کوفہ کی طرف روانہ کرنے کا حکم

وَأَقَامَ بَقِيَّةَ وَالْيَوْمَ الثَّانِي إِلَى زَوَالِ الشَّمْسِ، ثُمَّ نَادَى فِي النَّاسِ بِالرَّحِيلِ وَتَوَجَّهَ إِلَى الْكُوفَةِ وَمَعَهُ بَنَاتُ الْحُسَيْنِ وَأَخَوَاتُهُ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ، وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فِيهِمْ وَهُوَ مَرِيضٌ بِالذَّرَبِ وَقَدْ أَشْفَى۔

عمر بن سعد عاشورا کا باقی اور اگلا دن ظہر تک وہاں ہی رُکا۔ اس کے بعد روانگی کا حکم دیا، کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ امامؑ کی بیٹیاں، بہنیں اور باقی خواتین اور بچے تھے۔ علی بن حسین علیہما السلام بھی انھی میں تھے ان کے سخت مریض ہونے کے سبب انھیں معدے کی تکلیف تھی کہ جس نے انھیں موت کے خطرناک موڑ تک پہنچا رکھا تھا۔

امامؑ اور ان کے اصحاب کو بنی اسد کا دفن کرنا

وَلَمَّا رَحَلَ ابْنُ سَعْدٍ خَرَجَ قَوْمٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانُوا نُزُولًا بِالْغَاضِرِيَّةِ إِلَى الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ۔ رحمة الله عليهم۔ فَصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَدَفَنُوا الْحُسَيْنَ علیہ السلام حَيْثُ قَبْرُهُ الْآنَ، وَدَفَنُوا ابْنَهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ الْأَصْغَرَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَحَفَرُوا لِلشُّهَدَاءِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ صُرِعُوا حَوْلَهُ مِمَّا يَلِي رِجْلَيِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام وَجَمَعُوهُمْ فَدَفَنُوهُمْ جَمِيعًا مَعًا، وَدَفَنُوا الْعَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ علیہما السلام فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ عَلَى طَرِيقِ الْغَاضِرِيَّةِ حَيْثُ قَبْرُهُ الْآنَ۔

جس وقت ابن سعد وہاں سے چلا گیا تو بنی اسد کا ایک گروہ جو (غاضریہ میں مقیم تھا) امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے پاکیزہ اجساد کی طرف آئے۔ ان پر نماز پڑھی اور انھیں دفن کرنے کے مراسم ادا کیے۔ انھوں نے امام علیہ السلام کو اسی مقام پر دفن کیا جہاں پر اب ان کی ضریح مقدس ہے۔ علیؑ بن حسین اصغر کو ان کے پاؤں کے پاس دفن کیا۔ اہلِ بیتؑ کے باقی شہدا اور حضرتؑ کے اصحاب کہ جو حضرتؑ کے ساتھ شہید ہوئے تھے کہ حضرتؑ کے پاؤں کے قریب ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔ حضرت عباسؑ کو اسی مقام پر جہاں پر شہید ہوئے تھے، دفن کر دیا۔ ان کی مزار بھی اسی جگہ پر ہے۔ یہ غاضریہ کی طرف جانے والے راستے کی ابتدا ہے۔

امام حسینؑ کا سرِ مبارک کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے

وَلَمَّا وَصَلَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَوَصَلَ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللهُ مِنْ غَدٍ يَوْمِ وُصُولِهِ وَمَعَهُ بَنَاتُ الْحُسَيْنِ وَأَهْلُهُ، جَلَسَ ابْنُ زِيَادٍ لِلنَّاسِ فِي قَصْرِ الْإِمَارَةِ وَأَذِنَ لِلنَّاسِ إِذْنًا عَامًّا، وَأَمَرَ بِإِحْضَارِ الرَّأْسِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ وَفِي يَدِهٖ قَضِيبٌ يَضْرِبُ بِهِ ثَنَايَاهُ، وَكَانَ إِلَى جَانِبِهِ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَلَمَّا رَآهُ يَضْرِبُ بِالْقَضِيبِ ثَنَايَاهُ قَالَ لَهُ: ارْفَعْ قَضِيبَكَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّفَتَيْنِ، فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ رَأَيْتُ شَفَتَيْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلَيْهِمَا مَا لَا أُحْصِيهِ كَثْرَةً تُقَبِّلُهُمَا، ثُمَّ انْتَحَبَ بَاكِيًا - فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: أَبْكَى اللهُ عَيْنَيْكَ، أَتَبْكِي

لِفَتْحِ اللهِ ؟ وَلَوْلَا أَنَّكَ شَيْخٌ قَدْ خَرِفْتَ وَذَهَبَ عَقْلُكَ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ ، فَنَهَضَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَصَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ۔

جس دن حضرتؑ کا سرِ مبارک کوفہ میں پہنچایا گیا۔ اس سے اگلے دن عمر بن سعد ملعون بھی امام علیہ السلام کی بیٹیوں اور اہلِ بیتؑ کے ہمراہ پہنچا۔ ابن زیاد دارالامارہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: تمام لوگ اس کے پاس اکٹھے ہوں۔ اس نے حکم دیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لایا جائے، سر مبارک لا کر اس کے سامنے رکھا گیا۔ اس نے سر مبارک کی طرف دیکھ کر ہنسنا شروع کر دیا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی کہ جو وہ امامؑ کے اگلے دانتوں پر مار رہا تھا۔

رسولؐ خدا کے ایک صحابی بنام زید بن ارقم اس کے قریب بیٹھے ہوئے تھے جب انھوں نے یہ منظر دیکھا تو (غصے کے عالم) میں بلند آواز سے کہا: اپنی چھڑی ان لبوں سے دُور کر۔ مجھے اس خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے، میں نے رسول اکرمؐ کو متعدد بار دیکھا کہ انھوں نے اپنے ہونٹوں سے ان لبوں پر بوسے دیے ہیں۔ اس کے بعد غصے سے ان کا گلہ رندھ گیا اور گریہ کرنے لگے۔

ابن زیاد نے ان سے یوں کہا: خدا تجھے ہمیشہ رُلائے، کیا تم اس فتح اور کامیابی پر گریہ کناں ہو جو ہمیں نصیب ہوئی ہے؟! اگر تم بوڑھے نہ ہوتے اور عقل ہاتھ سے نہ کھو بیٹھتے تو میں تمہاری گردن اُڑا دیتا۔

یہ سننے کے بعد زید بن ارقم وہاں سے اُٹھا اور اپنے گھر چلا گیا۔

اہلِ بیت امامؑ کا ابن زیاد کے پاس آنا اور حضرت زینبؑ کی گفتگو

وَأُدْخِلَ عِيَالُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام عَلَى ابْنِ زِيَادٍ، فَدَخَلَتْ

زَيْنَبُ أُخْتُ الْحُسَيْنِ فِي جُمْلَتِهِمْ مُتَنَكِّرَةً وَعَلَيْهَا أَرْذَلُ ثِيَابِهَا، فَمَضَتْ حَتَّى جَلَسَتْ نَاحِيَةً مِنَ الْقَصْرِ وَحَفَّتْ بِهَا إِمَاؤُهَا، فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ، مَنْ هٰذِهِ الَّتِي انْحَازَتْ نَاحِيَةً وَمَعَهَا نِسَاؤُهَا؟ فَلَمْ تُجِبْهُ زَيْنَبُ، فَأَعَادَ ثَانِيَةً وَثَالِثَةً يَسْأَلُ عَنْهَا، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ إِمَائِهَا: هٰذِهِ زَيْنَبُ بِنْتُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا ابْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهَا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَحَكُمْ وَقَتَلَكُمْ وَأَكْذَبَ أُحْدُوثَتَكُمْ!

فَقَالَتْ زَيْنَبُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَكْرَمَنَا بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَطَهَّرَنَا مِنَ الرِّجْسِ تَطْهِيرًا، وَإِنَّمَا يَفْتَضِحُ الْفَاسِقُ وَيَكْذِبُ الْفَاجِرُ، وَهُوَ غَيْرُنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ: كَيْفَ رَأَيْتِ فِعْلَ اللهِ بِأَهْلِ بَيْتِكِ؟

قَالَتْ: كَتَبَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ فَبَرَزُوا إِلَى مَضَاجِعِهِمْ، وَسَيَجْمَعُ اللهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ فَتُحَاجُّونَ إِلَيْهِ وَتَخْتَصِمُونَ عِنْدَهُ۔

فَغَضِبَ ابْنُ زِيَادٍ وَاسْتَشَاطَ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ: أَيُّهَا الْأَمِيرُ، إِنَّهَا امْرَأَةٌ وَالْمَرْأَةُ لَا تُؤَاخَذُ بِشَيْءٍ مِنْ مَنْطِقِهَا، وَلَا تُذَمُّ عَلَى خِطَابِهَا ﴿خَطَائِهَا﴾ فَقَالَ لَهَا ابْنُ زِيَادٍ: لَقَدْ شَفَى اللهُ نَفْسِي مِنْ طَاغِيَتِكِ وَالْعُصَاةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكِ۔

فَرَقَّتْ ﴿فَرَقَّتْ﴾ زَيْنَبُ ؑ وَبَكَتْ وَقَالَتْ لَهُ: لَعَمْرِي لَقَدْ

قَتَلتَ كَهلِي ، وَأَبَدتَ أَهلِي ، وَقَطَعتَ فَرعِي ، وَاجتَثَثتَ أَصلِي، فَإِن يَشفِكَ هٰذَا فَقَدِ اشتَفَيتَ۔

فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: هٰذِهِ سَجَّاعَةٌ ، وَلَعَمرِي لَقَد كَانَ أَبُوهَا سَجَّاعًا شَاعِرًا۔

فَقَالَت : مَا لِلمَرأَةِ وَالسَّجَّاعَة؟ إِنَّ لِي عَنِ السَّجَّاعَةِ لَشُغلًا، وَلٰكِن صَدرِي نَفَثَ بِمَا قُلتُ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام کے اہلِ بیتؑ کو لایا گیا۔ حضرت زینب علیہا السلام بھی انھی میں تھیں۔ وہ غیر معروف شخصیت کے طور پر ایک معمولی لباس پہنے ہوئے مجلس کے ایک گوشے میں تشریف فرما ہوئیں۔ ان کے اردگرد کنیزیں حالہ باندھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ابن زیاد نے کہا: وہ کون ہے کہ جو اس طرح سے آئی اور جا کر ایک گوشے میں بیٹھ گئی ہے اور اس کے اردگرد کنیزوں نے حالہ باندھا ہوا ہے؟! بی بیؑ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن زیاد نے دوبارہ پوچھا: بی بیؑ کی کنیزوں میں سے ایک نے کہا: یہ زینب بنتِ فاطمہ بنتِ رسولؐ خدا ہے۔ ابن زیاد نے بی بیؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اس خدا کا شکر گزار ہوں کہ جس نے تم لوگوں کو رُسوا کیا، قتل کیا اور تمہارا جھوٹ ظاہر کیا۔

حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے اپنے نبیؐ کے ذریعے ہمیں عزت و کرامت عطا فرمائی۔ ہمیں رجس و پلیدی سے دُور کر کے پاکیزہ کیا۔ یہ ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ فاسق ذلیل و رُسوا ہوگا اور فاجر جھوٹ بولتا ہے کہ جو ہم نہیں ہیں اور سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: تمھارا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ جو خدا نے اس کے اہلِ بیتؑ اور تمھارے ساتھ کیا ہے؟

حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: خدا نے قتل ہونا ان کی تقدیر میں لکھا ہوا تھا اور

وہ اپنی آرام گاہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ بہت جلد خداوند تجھے اور انھیں ایک جگہ پر اکٹھا کرے گا۔ یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں پر وہ تمھارے خلاف خدا کی بارگاہ میں احتجاج اور قضاوت کی درخواست کریں گے۔

ابن زیاد غصے سے تڑپ اٹھا۔ عمرو بن حریث نے کہا: اے امیر! وہ ایک خاتون ہے اور اس کی گفتگو پر اس کا مؤاخذہ نہیں ہوسکتا۔ اس خطاب (یا خطاء) پر اس کی سرزنش نہیں ہونی چاہیے۔

اس کے بعد ابن زیاد نے حضرت زینب علیہا السلام سے یوں کہا: خدا نے تمھارے خاندان کے نافرمانوں اور سرکشوں کو نابود کرکے میرا دل ٹھنڈا کیا ہے۔

یہی وہ مقام تھا کہ جہاں پر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا دل ٹوٹ گیا اور گریہ کرتے ہوئے ابن زیاد سے کہا: مجھے میری جان کی قسم! تُو نے ہمارے بزرگ کو قتل اور خاندان کو نابود کردیا ہے۔ اس کی شاخیں کاٹ دیں اور جڑیں اُکھاڑ دی ہیں، اگر اس سے تمھارا دل ٹھنڈا ہوتا ہے تو ہو۔

ابن زیاد نے کہا: یہ عورت سجّاع (جو ردیف و کافیہ کے ساتھ گفتگو کرے) ہے، اس کا باپ بھی سجّاع اور شاعر تھا۔

حضرت زینبؑ نے فرمایا: ایک خاتون کو سجّاع ہونے سے کیا غرض، اس کام کے لیے میرے پاس کوئی وقت نہیں ہے کہ میں بیٹھ کر سجّاع گفتگو کروں، جو کچھ تُو نے سنا ہے وہ میرے دل کی آواز ہے (نہ کہ الفاظ کا کھیل)۔

امام سجاد علیہ السلام کا ابن زیاد کے دربار میں خطبہ اور ابن زیاد کی دھمکی

وَعُرِضَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام فَقَالَ لَهُ: مَنْ أَنْتَ؟

فَقَالَ: أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ۔

فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ قَتَلَ اللهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ؟

فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ علیہ السلام: ﴿قَدْ كَانَ لِي أَخٌ يُسَمّى عَلِيًّا قَتَلَهُ النَّاسُ﴾.

فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: بَلِ اللهُ قَتَلَهُ.

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام: ﴿اللهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا﴾.

فَغَضِبَ ابْنُ زِيَادٍ وَقَالَ: وَبِكَ جُرْأَةٌ لِجَوَابِي وَفِيكَ بَقِيَّةٌ لِلرَّدِّ عَلَيَّ؟ اِذْهَبُوا بِهِ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ. فَتَعَلَّقَتْ بِهِ زَيْنَبُ عَمَّتُهُ وَقَالَتْ: يَا ابْنَ زِيَادٍ حَسْبُكَ مِنْ دِمَائِنَا، وَاعْتَنَقَتْهُ وَقَالَتْ: وَاللهِ لَا أُفَارِقُهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَاقْتُلْنِي مَعَهُ. فَنَظَرَ ابْنُ زِيَادٍ إِلَيْهَا وَإِلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: عَجَبًا لِلرَّحِمِ! وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّهَا وَدَّتْ أَنِّي قَتَلْتُهَا مَعَهُ، دَعُوهُ فَإِنِّي أَرَاهُ لِمَا بِهِ.

جب حضرت امام سجاد علیہ السلام کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو ابن زیاد نے پوچھا: تم کون ہو؟

فرمایا: میں علیؑ بن حسینؑ ہوں۔

ابن زیاد نے کہا: کیا علیؑ بن حسینؑ کو خدا نے قتل نہیں کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے ایک بھائی تھے کہ ان کا نام بھی علیؑ تھا کہ لوگوں نے انھیں قتل کیا ہے۔

ابن زیاد نے کہا: بلکہ خدا نے اسے قتل کیا ہے۔

علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا: خداوند موت کے وقت جانیں لیتا ہے۔

ابن زیاد غصے میں آ گیا، وہ بولا: مجھے جواب دینے کی تیرے اندر اس قدر جرأت، کیا تم ابھی تک بھی میری باتوں کا جواب دے سکتے ہو؟ اسے لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔

حضرت زینب علیہا السلام نے انھیں پکڑا اور کہا: اے ابن زیاد! تم ہمارا جتنا خون بہا چکے ہو وہ تمھارے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد علیؑ بن حسینؑ کو اپنی آغوش میں لیتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم! میں انھیں بالکل نہیں چھوڑوں گی اگر تو انھیں قتل کرنا چاہتا ہے تو پہلے مجھے قتل کر۔

ابن زیاد نے ایک نگاہ ان پر ڈالی کہ کس طرح سے بھتیجے کو آغوش میں لیا ہے اور کہا: رشتہ داری عجیب چیز ہے؟ خدا کی قسم! یہ خاتون سچ کہہ رہی ہے اور اس جوان کے ہمراہ قتل ہونا پسند کرتی ہے اسے چھوڑ دو۔ یہ جوان جس مرض میں مبتلا ہے یہی اس کے لیے کافی ہے۔

مسجد میں ابن خطاب کا خطاب، ابن عفیف کا اعتراض اور شہادت

ثُمَّ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْقَصْرِ ، وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَ الْحَقَّ وَأَهْلَهُ ، وَنَصَرَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَزِيدَ وَحِزْبَهُ ، وَقَتَلَ الْكَذَّابَ بْنَ الْكَذَّابِ وَشِيعَتَهُ۔

فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَفِيفِ الْأَزْدِيّ وَكَانَ مِنْ شِيعَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: يَا عَدُوَّ اللهِ، إِنَّ الْكَذَّابَ أَنْتَ وَأَبُوكَ ، وَالَّذِي وَلَّاكَ وَأَبُوهُ، يَا ابْنَ مَرْجَانَةَ ، تَقْتُلُ أَوْلَادَ النَّبِيِّينَ وَتَقُومُ عَلَى الْمِنْبَرِ مَقَامَ الصِّدِّيقِينَ؟!

فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: عَلَيَّ بِهِ ، فَأَخَذَتْهُ الْجَلاوِزَةُ ، فَنَادى بِشِعَارِ الْأَزْدِ، فَاجْتَمَعَ مِنْهُمْ سَبْعُمَائَةِ، رجلٍ فَانْتَزَعُوهُ مِنَ الْجَلاوِزَةِ ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ أَرْسَلَ إِلَيْهِ ابنُ زِيَادٍ مَنْ أَخْرَجَهُ مِنْ بَيْتِهِ ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ وَصَلَبَهُ فِي السَّبَخَةِ۔ رَحمةُ اللهِ عَلَيْهِ۔

ابن زیاد وہاں سے اُٹھا، محل سے نکلا اور مسجد میں داخل ہوا، منبر پر گیا اور کہا: سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے حق اور اہلِ حق کو آشکارا اور کامیاب کیا۔ امیرالمومنین یزید (لعین) اور اس کی پارٹی کی مدد کی، دروغ گوئی کے بیٹے دروغ گو اور اس کے شیعوں کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عفیف ازدی کہ جو امیرالمومنین کے شیعوں میں سے تھا، کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے پسر مرجانہ! انبیاءؑ کی اولاد کو قتل کرتے اور صدیقین کی جگہ پر منبر نشین ہوتے ہو۔

ابن زیاد نے غصے سے کہا: اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ ابن زیاد کے سپاہیوں نے انھیں گرفتار کیا۔

عبداللہ بن عفیف نے اپنے قبیلہ (ازد) کو اپنی مدد کے لیے پکارا تو اس قبیلہ کے سو افراد ان کی مدد کے لیے آئے اور انھیں نجات دی۔ جب رات چھا گئی تو ابن زیاد نے اپنے کسی سپاہی کو بھیجا، اس نے انھیں گھر سے نکالا، ان کی گردن اُڑا دی اور اسے سبخہ کے مقام پر دروازے پر لٹکا دیا (خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے)۔

امام علیہ السلام کا سرِ اقدس کوفہ کے بازاروں میں

وَلَمَّا أَصْبَحَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ بَعَثَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام

فَدِيرَ بِهٖ فِي سِكَكِ الْكُوفَةِ كُلِّهَا وَقَبَائِلِهَا۔

جب صبح ہوئی تو ابن زیاد ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سرِ مقدس بھیجا تاکہ اسے کوفہ کے بازاروں اور قبائل میں پھرایا جائے۔

سرِ اقدسِ امامؑ کا گفتگو کرنا

فَرُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّهُ قَالَ: مُرَّ بِهٖ عَلَيَّ وَهُوَ عَلٰى رُمْحٍ وَأَنَا فِي غُرْفَةٍ، فَلَمَّا حَاذَانِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾ فَقَفَّ وَاللّٰهِ شَعْرِي وَنَادَيْتُ: رَأْسُكَ وَاللّٰهِ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ أَعْجَبُ وَأَعْجَبُ۔

زید بن ارقم یوں روایت کرتا ہے: وہ پاکیزہ سر میرے سامنے سے یوں گزرا کہ وہ نوک نیزہ پر تھا۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا جب وہ سر میرے سامنے آیا تو میں نے سنا کہ وہ اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔

"کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم کی داستان عجیب و حیران کن تھی؟"

خدا کی قسم! میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے، میں نے یوں فریاد بلند کی: "اے رسولؐ خدا کے فرزند! آپؑ کا سرِ اقدس کس قدر عجیب ہے، کس قدر حیران کن ہے"۔

مقدس سروں کو شام کی طرف روانہ کرنا

وَلَمَّا فَرَغَ الْقَوْمُ مِنَ التَّطْوَافِ بِهٖ بِالْكُوفَةِ، رَدُّوهُ إِلٰى

بَابِ الْقَصْرِ، فَدَفَعَه ابْنُ زِيَادٍ إِلَى زَحْرِ بْنِ قَيْسٍ وَدَفَعَ إِلَيْهِ رُؤُسَ أَصْحَابِهِ، وَسَرَّحَهُ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ ﴿عليهم لعائنُ اللهِ ولعنةُ اللاعنِينَ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ﴾، وَأَنْفَذَ مَعَهُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ عَوْفٍ الْأَزْدِيَ وَطَارِقَ بْنَ أَبِي ظَبْيَانَ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، حَتّٰى وَرَدُوا بِهَا عَلٰى يَزِيدَ بِدِمَشْقَ۔

جب وہ بے حیا لوگ سرِ مطہر کو کوفہ میں پھرانے سے فارغ ہو گئے تو اسے محل میں لے آئے۔ ابن زیاد نے وہ سرِ مبارک زحر بن قیس کو دیا۔ اسی طرح امام علیہ السلام کے تمام اصحاب کے سر بھی اس کے سپرد کیے اور یزید بن معاویہ کی طرف بھیج دیے۔ زحر کے ساتھ ابابردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابی ظبیان اور اہلِ کوفہ کے ایک گروہ کو بھی بھیجا۔ جب وہ دمشق پہنچے تو انھیں یزید بن معاویہ کے پاس لایا گیا۔

امام علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے سروں کا شام پہنچنا

فَرَوٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبِيعَةَ الْحِمْيَرِيُّ فَقَالَ: إِنِّي لَعِنْدَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بِدِمَشْقَ، إِذْ أَقْبَلَ زَحْرُ بْنُ قَيْسٍ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ يَزِيدُ: وَيْلَكَ مَا وَرَاءَكَ وَمَا عِنْدَكَ؟ قَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِفَتْحِ اللهِ وَنَصْرِهِ، وَرَدَ عَلَيْنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَسِتِّيْنَ مِنْ شِيعَتِهِ، فَسِرْنَا إِلَيْهِمْ فَسَأَلْنَاهُمْ أَنْ يَسْتَسْلِمُوا أَوْ يَنْزِلُوا عَلٰى حُكْمِ الْأَمِيرِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ أَوِ الْقِتَالِ، فَاخْتَارُوا الْقِتَالَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ،

فَغَدَوْنَا عَلَيْهِمْ مَعَ شُرُوقِ الشَّمْسِ، فَأَحَطْنَا بِهِمْ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ، حَتّٰى إِذَا أَخَذَتِ السُّيُوفُ مَآخِذَهَا مِنْ هَامِ الْقَوْمِ، جَعَلُوا يَهْرُبُونَ إِلٰى غَيْرِ وَزَرٍ، وَيَلُوذُونَ مِنَّا بِالْآكَامِ وَالْحُفَرِ لِوَاذاً كَمَا لَاذَ الْحَمَائِمُ مِنْ صَقْرٍ، فَوَاللّٰهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانُوا إِلَّا جَزْرَ جَزُورٍ أَوْ نَوْمَةَ قَائِلٍ، حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى آخِرِهِمْ، فَهَاتِيكَ أَجْسَادُهُمْ مُجَرَّدَةٌ، وَثِيَابُهُمْ مُرَمَّلَةٌ، وَخُدُودُهُمْ مُعَفَّرَةٌ، تَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ وَتَسْفِي عَلَيْهِمُ الرِّيَاحُ، زُوَّارُهُمُ الْعِقْبَانُ وَالرَّخَمُ. فَأَطْرَقَ يَزِيدُ هُنَيْهَةً ﴿هُنَيْئَةً﴾ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَرْضٰى مِنْ طَاعَتِكُمْ بِدُونِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ، أَمَا لَوْ أَنِّي صَاحِبُهُ لَعَفَوْتُ عَنْهُ۔

عبداللہ بن ربیعہ حمیری سے یوں روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتا ہے: میں دمشق میں یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ زہر بن قیس یزید کے پاس آیا۔ یزید نے اس سے کہا: تم برباد ہو جاؤ، اپنے ساتھ کیا لائے ہو اور تمھارے پاس کون سی خبر ہے؟

اس نے کہا: اے امیرالمومنین! میرے پاس خدا کی فتح و نصرت کی بشارت و خوش خبری ہے۔ حسینؑ بن علیؑ اپنے اہلِ بیتؑ کے اٹھارہ افراد اور ساٹھ اصحاب کے ہمراہ ہمارے پاس آیا۔ ہم نے ان سے سرِ تسلیم خم ہونے اور امیر عبیداللہ بن زیاد کے حکم کے سامنے جھکنے کا مطالبہ کیا (اور کہا اگر مطالبہ نہیں مانتا تو) جنگ کے لیے تیار ہو جا۔ ان لوگوں نے جنگ کا راستہ اختیار کیا اور تسلیم نہ ہوئے۔ ہم نے اگلی صبح طلوع خورشید کے ساتھ ہی ان پر حملہ کر دیا اور ہر طرف سے ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اپنی تلواریں لے کر ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ان کے پاس کوئی پناہ گاہ نہیں

تھی۔ وہ اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے اور ٹیلوں اور کھائیوں وغیرہ میں یوں چھپ رہے تھے جیسے پرندے شکاری باز سے چھپتے ہیں۔

خدا کی قسم! اے امیرالمومنین! کوئی زیادہ دیر نہیں لگی۔ صرف اتنی مدت لگی ہے کہ جتنی میں ایک اُونٹ کو ذبح کرنے یا ظہر سے پہلے اُونگھ لینے میں لگتی ہے۔ ہم نے ان سب کو موت کی نیند سُلا دیا تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ان کے اجساد برہنہ، لباس خون سے پُر اور رخسار خاک آلود اور دھوپ میں پڑے ہوئے ہیں۔ صحرا کی ہوائیں انھیں خس وخاشاک کی چادر پہنا رہی ہیں۔ عقاب اور گدھیں ان کے اُوپر چکر کاٹ رہی ہیں (زحر اس طرح کی باتیں بتا کر یزید سے زیادہ انعام لینا چاہتا تھا)۔

یزید نے کافی دیر تک اپنا سر نیچے جھکائے رکھا۔ پھر سر کو بلند کرتے ہوئے کہا: میں حسینؑ کو قتل کیے بغیر بھی راضی ہو جاتا، اگر خود میرا اس سے آمنا سامنا ہوتا تو میں اسے بخش دیتا۔

مقدس سروں کے پیچھے اہلِ بیتؑ امامؑ کی روانگی

ثُمَّ اِنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ بَعْدَ اِنْفَاذِهِ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عليه السلام أَمَرَ بِنِسَائِهِ وَصِبْيَانِهِ فَجُهِّزُوا ، وَأَمَرَ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَغُلَّ بِغُلٍّ اِلٰى عُنُقِهِ ، ثُمَّ سَرَّحَ بِهِمْ فِي أَثَرِ الرَّأْسِ ﴿الرؤوس﴾ مَعَ مُجَفِّرِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْعَائِذِيِّ وَشِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ، فَانْطَلَقُوا بِهِمْ حَتّٰى لَحِقُوا بِالْقَوْمِ الَّذِيْنَ مَعَهُمُ الرَّأْسُ، وَلَمْ يَكُنْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام يُكَلِّمُ أَحَدًا مِنَ الْقَوْمِ فِي الطَّرِيْقِ كَلِمَةً حَتّٰى بَلَغُوا۔

عبیداللہ بن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس بھیجنے کے بعد حکم دیا کہ بچے اور خواتین بھی روانہ ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔ علی بن حسین علیہما السلام کے بارے میں خصوصی حکم دیا کہ انھیں گردن میں طوق پہنایا جائے۔ پھر انھیں شہدا کے سروں کے پیچھے مجفر بن ثعلبہ عائذی اور شمر بن ذی الجوشن کے ہمراہ بھیجا۔ وہ ان افراد تک پہنچ گئے جو شہدا کے سرلے کر شام جارہے تھے۔ علیؑ بن حسینؑ نے راستے میں کسی سے کوئی بات نہیں کی۔

امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے پاکیزہ سر یزید کے دربار میں

فَلَمَّا انْتَهَوْا اِلٰى بَابِ يَزِيدَ رَفَعَ مُجَفِّرُ بْنُ ثَعْلَبَةَ صَوْتَهُ فَقَالَ: هٰذَا مُجَفِّرُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَتٰى اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِاللِّئَامِ الْفَجَرَةِ، فَاَجَابَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام: ﴿مَا وَلَدَتْ اُمُّ مُجَفِّرٍ اَشَرُّ وَاَلْاَمُ﴾۔

قَالَ: وَلَمَّا وُضِعَتِ الرُّؤُوسُ بَيْنَ يَدَيْ يَزِيدَ وَفِيهَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام قَالَ يَزِيدُ:

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

فَقَالَ يَحْيَى بْنُ الْحَكَمِ اَخُو مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَكَانَ جَالِسًا مَعَ يَزِيدَ:

لَهَامٌ بِاَدْنَى الطَّفِّ اَدْنٰى قَرَابَةً
مِنِ ابْنِ زِيَادِ الْعَبْدِ ذِي الْحَسَبِ الرَّذْلِ
اُمَيَّةُ اَمْسٰى نَسْلُهَا عَدَدَ الْحَصٰى

وَبِنتُ رَسُولِ اللهِ لَيْسَ لَهَا نَسلُ

فَضَرَبَ يَزِيدُ فِي صَدْرِ يَحْيٰى بْنِ الْحَكَمِ وَقَالَ: أُسْكُتْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ ابنِ الْحُسَيْنِ: يَا ابْنَ حُسَيْنٍ، أَبُوكَ قَطَعَ رَحِمِي وَجَهِلَ حَقِّي وَنَازَعَنِي سُلْطَانِي، فَصَنَعَ اللهُ بِهِ مَا قَدْ رَأَيْتَ۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ﴾۔

فَقَالَ يَزِيدُ لِابْنِهِ خَالِدٍ: أُرْدُدْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَدْرِ خَالِدٌ مَا يَرُدُّ عَلَيْهِ۔ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ قُلْ: ﴿مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ ثُمَّ دَعَا بِالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَأُجْلِسُوا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَرَاٰى هَيْئَةً قَبِيحَةً فَقَالَ: قَبَّحَ اللهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ، لَوْ كَانَتْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ قَرَابَةٌ رَحِمٍ مَا فَعَلَ هٰذَا بِكُمْ وَلَا بَعَثَ بِكُمْ، عَلٰى هٰذِهِ الصُّورَةِ۔

قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنتُ الْحُسَيْنِ علیہا السلام: فَلَمَّا جَلَسْنَا بَيْنَ يَدَي يَزِيدَ رَقَّ لَنَا، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ أَحْمَرُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَبْ لِي هٰذِهِ الْجَارِيَةَ يَعْنِينِي، وَكُنْتُ جَارِيَةً وَضِيئَةً فَأُرْعِدْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُمْ، فَأَخَذْتُ بِثِيَابِ عَمَّتِي زَيْنَبَ، وَكَانَتْ تَعْلَمُ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُونُ۔

فَقَالَتْ عَمَّتِی لِلشَّامِیِّ: کَذَبْتَ وَاللهِ وَلَؤُمْتَ، وَاللهِ مَا ذَاکَ لَکَ وَلَا لَهُ فَغَضِبَ یَزِیدُ وَقَالَ: کَذَبْتِ، إِنَّ ذٰلِکَ لِی، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَفْعَلَ لَفَعَلْتُ۔

قَالَتْ: کَلَّا وَاللهِ مَا جَعَلَ اللهُ لَکَ ذٰلِکَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا وَتَدِینَ بِغَیْرِهَا۔

فَاسْتَطَارَ یَزِیدُ غَضَبًا وَقَالَ: إِیَّایَ تَسْتَقْبِلِینَ بِهٰذَا؟! إِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّینِ أَبُوکِ وَأَخُوکِ۔

قَالَتْ زَیْنَبُ: بِدِینِ اللهِ وَدِینِ أَبِی وَدِینِ أَخِی اهْتَدَیْتَ أَنْتَ وَجَدُّکَ وَأَبُوکَ إِنْ کُنْتَ مُسْلِمًا۔

قَالَ: کَذَبْتِ یَا عَدُوَّةَ اللهِ۔

قَالَتْ: لَهُ أَنْتَ أَمِیرٌ، تَشْتِمُ ظَالِمًا وَتَقْهَرُ بِسُلْطَانِکَ!

فَکَأَنَّهُ اسْتَحْیَا وَسَکَتَ۔

فَعَادَ الشَّامِیُّ فَقَالَ: هَبْ لِی هٰذِهِ الْجَارِیَةَ۔

فَقَالَ لَهُ یَزِیدُ: أُغْرُبْ، وَهَبَ اللهُ لَکَ حَتْفًا قَاضِیًا۔

جس وقت وہ یزید کے محل میں پہنچے تو محفر نے بلند آواز سے پکار کر کہا: یہ محفر بن ثعلبہ ہے کہ جو اب پست اور فاجر لوگوں کو امیر المومنین کے پاس لے کر آیا ہے۔

علی بن حسین امام سجادؑ نے جواب میں اس سے فرمایا: جسے محفر کی ماں نے جنا ہے وہ پست تر اور فاجر تر ہے۔

جب شہدا کے سر یزید کے سامنے رکھے گئے اور امام عالی مقام کا سر بھی انہی میں تھا، یزید نے کہا: ہم نے ان لوگوں کے سر کھولے ہیں کہ جو ہمارے مقابلے میں اٹھے تھے اور یہ نافرمان اور ستم گر تھے۔

مروان بن حکم کا بھائی یحییٰ بن حکم بھی یزید کے قریب بیٹھا ہوا تھا، اس نے بھی کہا: وہ سر جو طف کے قریب جدا ہوئے وہ رشتہ داری کے اعتبار سے ابن زیاد کے قریب تر ہیں۔ وہ وہی ہیں کہ جو حسب و نسب کے اعتبار سے پست تر ہیں۔ اُمیہ نے اس حالت میں رات کی کہ اس کی نسل تعداد کے اعتبار سے بیابان کی ریت کی مانند ہے لیکن رسولؐ خدا کی بیٹی کی کوئی نسل نہیں ہے۔

یزید نے یحییٰ بن حکم کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا: چپ رہو، اس کے بعد حضرت امام سجاد علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے حسینؑ کے بیٹے! تمہارے باپ نے ہمارے ساتھ اپنی رشتہ داری کو ختم کر دیا، ہمارے حق کو نہیں پہچانا اور حکومت و سلطنت میں ہمارے ساتھ نزاع کیا، خدا نے بھی اس کے ساتھ وہی کیا کہ جو تم نے دیکھا ہے۔

علی بن حسین حضرت امام سجادؑ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

”کوئی ایسی مصیبت نہیں ہے زمین میں جو تم پر آئے مگر آنے سے پہلے کتاب میں محفوظ ہے۔ یہ اللہ پر آسان ہے“۔

یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا: اس کا جواب دو، لیکن خالد جواب میں کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

یزید نے اس سے کہا: یوں جواب دو اور یہ آیت کریمہ پڑھی:

”جو مصیبت تمہارے اُوپر نازل ہوتی ہے وہ ان کاموں کی وجہ سے ہے کہ جو تم لوگوں نے خود انجام دیے ہیں خداوند (آپ کے) بہت سے کاموں سے درگزر کرتا ہے“۔

اس کے بعد بچوں اور خواتین کو بلایا، وہ سب اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ یزید نے لباس اور پردے کے اعتبار سے ان کی مناسب صورت حال نہ دیکھی۔ اس نے

کہا: خدا ابن مرجانہ کا برا کرے، اس نے تمھاری یہ کیا صورت حال بنا رکھی ہے اگر اس کے اور تمھارے درمیان رشتہ داری ہوتی تو وہ یوں نہ کرتا اور آپ لوگوں کو اس صورت حال میں میرے پاس نہ بھیجتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہؑ نے کہا: جس وقت ہم یزید کے سامنے گئیں تو اس کے دل پر رقت طاری ہوئی۔ اس دوران ایک شامی شخص کہ جس کا چہرہ سرخ تھا، اُٹھا اور کہا: اے امیر المومنینؑ! یہ لڑکی مجھے دے دو۔ اس کی مراد میں تھی۔ جب اس نے یہ کہا تو میرا بدن لرز اُٹھا اور میں نے خیال کیا کہ ایسا ہو جائے گا اور یہ کام ان کے لیے جائز ہے۔ لہٰذا میں نے اپنی پھوپھی کا دامن تھاما اور وہ جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہوگا۔

میری پھوپھی نے شامی مرد سے کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے اور اپنی پستی ظاہر کی ہے۔ خدا کی قسم! نہ تو اور نہ ہی یزید اتنی قدرت اور ایسا حق رکھتے ہو۔

یزید بھڑک اُٹھا اور کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔

حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! خدا نے تمھیں ایسا حق نہیں دیا مگر یہ کہ ہمارے دین سے خارج ہو جاؤ اور کسی دوسرے دین کو اپنا لو۔

یزید نے شدید غصے میں آکر کہا: میرے ساتھ ایسی گفتگو کر رہی ہو؟ یہ تمھارا باپ اور بھائی تھا کہ جو دین سے خارج ہوئے ہیں۔

حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: اگر تم مسلمان ہو تو یہ خدا اور میرے باپ اور بھائی کا دین تھا کہ جس کی وجہ سے تُو اور تیرے باپ دادا نے ہدایت پائی ہے؟

یزید نے کہا: اے دشمنِ خدا! تم نے جھوٹ بولا ہے۔

حضرت زینب علیہا السلام نے فرمایا: (اب) تم حاکم وقت ہو، تم ہمیں گالیاں دے سکتے ہو، نیز اپنی قدرت و طاقت کی وجہ سے ہمارے اُوپر حملہ کر سکتے ہو۔ گویا یزید کو

شرم آگئی اور وہ خاموش ہو گیا۔

اس شامی شخص نے دوبارہ تکرار کیا اور کہا: یہ لڑکی مجھے بخش دو۔

یزید نے کہا: خدا تمھیں ہلاک کرے، میری آنکھوں کے سامنے سے دُور ہو جا۔

امام علیہ السلام کے اہلِ بیتؑ کی شام میں قیام گاہ

ثُمَّ أَمَرَ بِالنِّسْوَةِ أَنْ يُنْزَلْنَ فِي دَارٍ عَلٰى حِدَةٍ مَعَهُنَّ أَخُوهُنَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام، فَأُفْرِدَ لَهُمْ دَارٌ تَتَّصِلُ بِدَارِ يَزِيْدَ، فَأَقَامُوا أَيَّامًا، ثُمَّ نَدَبَ يَزِيْدُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ وَقَالَ لَهُ: تَجَهَّزْ لِتَخْرُجَ بِهٰؤُلَاءِ النِّسْوَانِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ وَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُجَهِّزَهُمْ، دَعَا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام فَاسْتَخْلَاهُ ثُمَّ قَالَ: لَعَنَ اللهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ، أَمَ وَاللهِ لَوْ أَنِّي صَاحِبُ أَبِيْكَ مَا سَأَلَنِي خَصْلَةً أَبَدًا إِلَّا أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا، وَلَدَفَعْتُ الْحَتْفَ عَنْهُ بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُ، وَلٰكِنَّ اللهَ قَضٰى مَا رَأَيْتَ، كَاتِبْنِي مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَأَنْهِ كُلَّ حَاجَةٍ تَكُوْنُ لَكَ۔

اس کے بعد یزید نے حکم دیا خواتین کو علیحدہ مکان میں ٹھہرایا جائے اور علی بن حسین علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ ہوں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور انھیں ایسے مکان میں جگہ دی جو یزید کے گھر کے ساتھ متصل تھا۔ انھوں نے کچھ عرصہ وہاں پر گزارا۔ اس کے بعد یزید نے نعمان بن بشیر کو بلایا اور اس سے کہا: ان خواتین کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہونے کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ جب اس نے انھیں بھیجنا چاہا تو علی بن حسینؑ (امام سجادؑ) کو بلایا اور ان کے ساتھ تنہائی میں ملاقات کی اور کہا: خدا

ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔ ہاں، خدا کی قسم! اگر تمھارا باپ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اس کی درخواست رد نہ کرتا، وہ جو چاہتا اس کے لیے وہی کرتا اور جیسے بھی ممکن ہوتا اس کے قتل ہونے میں رکاوٹ بنتا لیکن خدا کی طرف قضاوقدر اسے ہی مقرر تھی۔ مدینہ سے مجھے خط لکھنا، تمھیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بتانا تا کہ اسے پورا کیا جائے۔

اہلِ بیتؑ امامؑ کی مدینہ کی طرف روانگی

وَتَقَدَّمَ بِكِسْوَتِهِ وَكِسْوَةِ أَهْلِهِ ، وَأَنْفَذَ مَعَهُمْ فِي جُمْلَةِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَسُولًا تَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَنْ يَسِيرَ بِهِمْ فِي اللَّيْلِ ،وَيَكُونُوا أَمَامَهُ حَيْثُ لَا يَفُوتُونَ طَرْفَهُ ، فَإِذَا نَزَلُوا تَنَحَّى عَنْهُمْ وَتَفَرَّقَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ حَوْلَهُمْ كَهَيْئَةِ الْحَرَسِ لَهُمْ ، وَيَنْزِلُ مِنْهُمْ حَيْثُ إِذَا أَرَادَ إِنْسَانٌ مِنْ جَمَاعَتِهِمْ وُضُوءاً أَوْ قَضَاءَ حَاجَةٍ لَمْ يَحْتَشِمْ۔

فَسَارَ مَعَهُمْ فِي جُمْلَةِ النُّعْمَانِ ، وَلَمْ يَزَلْ يُنَازِلُهُمْ فِي الطَّرِيقِ وَيَرْفُقُ بِهِمْ كَمَا وَصَّاهُ يَزِيدُ وَيَرْعَوْنَهُمْ حَتَّى دَخَلُوا الْمَدِينَةَ۔

اس کے بعد یزید نے انھیں اور ان کے گھر والوں کو لباس دیے اور اپنے کچھ سپاہیوں کہ نعمان بن بشیر بھی انھی میں سے تھا، کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ رات کو سفر طے کریں، ان سے بالکل غافل نہ ہوں اور ایک لحظہ بھی ان کی آنکھوں سے دُور نہ ہوں۔ وہ جہاں بھی رُکیں تم لوگ ایک طرف ہو جاؤ اور ان کے اردگرد محافظوں کی طرح حلقہ باندھو اور اس طرح سے کھڑے ہو جاؤ کہ اگر ان میں سے کوئی وضو کرتا یا

قضائے حاجت کے لیے جانا چاہے تو شرمندہ نہ ہو۔

یزید کا ایلچی سربازوں کے ہمراہ کہ جن کا کمانڈر نعمان بن بشیر تھا، روانہ ہوا۔ وہ دوران سفر انھیں آرام کرنے کی غرض سے ٹھہراتا اور یزید کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مدینہ میں داخل ہونے تک ان کے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے انھیں سہولتیں دیتا رہا۔

❋❋❋

فصل ششم

امام علیہ السلام کی خبر شہادت کا مدینہ میں پہنچنا

وَلَمَّا أَنْفَذَ ابنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عليه السلام إِلىٰ يَزِيدَ، تَقَدَّمَ إِلىٰ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الْحُدَيْثِ ﴿الحديث﴾ السُّلَمِيِّ فَقَالَ: اِنْطَلِقْ حَتّٰى تَأْتِيَ عَمْرَو بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْمَدِينَةِ فَبَشِّرْهُ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي وَسِرْتُ نَحْوَ الْمَدِينَةِ، فَلَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: مَا الْخَبَرُ؟ فَقُلْتُ: الْخَبَرُ عِنْدَ الْأَمِيرِ تَسْمَعُهُ، فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ، قُتِلَ وَاللّٰهِ الْحُسَيْنُ! وَلَمَّا دَخَلْتُ عَلىٰ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: مَا وَرَاءَكَ؟ فَقُلْتُ: مَا سَرَّ الْأَمِيرَ، قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَقَالَ: أُخْرُجْ فَنَادِ بِقَتْلِهِ، فَنَادَيْتُ، فَلَمْ أَسْمَعْ وَاللّٰهِ وَاعِيَةً قَطُّ مِثْلَ وَاعِيَةِ بَنِي هَاشِمٍ فِي دُورِهِمْ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام حِينَ سَمِعُوا النِّدَاءَ بِقَتْلِهِ، فَدَخَلْتُ عَلىٰ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، فَلَمَّا رَآنِي تَبَسَّمَ إِلَيَّ ضَاحِكًا ثُمَّ أَنْشَأَ مُتَمَثِّلًا بِقَوْلِ عَمْرِو بْنِ مَعْدِي كَرِبَ:

عَجَّتْ نِسَاءُ بَنِي زِيَادٍ عَجَّةً
كَعَجِيجِ نِسْوَتِنَا غَدَاةَ الْأَرْنَبِ

ثُمَّ قَالَ عَمرٌو : هٰذِهِ وَاعِيَةٌ بِوَاعِيَةِ عُثْمَانَ - ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَأَعْلَمَ النَّاسَ قَتْلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام وَدَعَا لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَنَزَلَ -

وَدَخَلَ بَعْضُ مَوَالِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَنَعَى إِلَيْهِ ابْنَيْهِ فَاسْتَرْجَعَ ، فَقَالَ أَبُو السَّلَاسِلِ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ: هٰذَا مَا لَقِيْنَا مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَحَذَفَهُ عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ بِنَعْلِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ اللَّخْنَاءِ ، أَلِلْحُسَيْنِ تَقُولُ هٰذا؟ وَاللهِ لَوْ شَهِدْتُهُ لَأَحْبَبْتُ أَلَّا أُفَارِقَهُ حَتَّى أُقْتَلَ مَعَهُ ، وَاللهِ إِنَّهُ لَمِمَّا يُسَخِّي بِنَفْسِي عَنْهُمَا وَيُعَزِّينِي عَنِ الْمُصَابِ بِهِمَا أَنَّهُمَا أُصِيبَا مَعَ أَخِي وَابْنِ عَمِّي مُوَاسِيَيْنِ لَهُ ، صَابِرَيْنِ مَعَهُ - ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى جُلَسَائِهِ فَقَالَ: أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، عَزَّ عَلَيَّ مَصْرَعُ الْحُسَيْنِ ، إِنْ لَا أَكُنْ آسَيْتُ حُسَيْنًا بِيَدَيَّ فَقَدْ آسَاهُ وَلَدَيَّ -

وَخَرَجَتْ أُمُّ لُقْمَانَ بِنْتُ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ سَمِعَتْ نَعْيَ الْحُسَيْنِ عليه السلام حَاسِرَةً وَمَعَهَا أَخَوَاتُهَا : أُمُّ هَانِي ، وَأَسْمَاءُ، وَرَمْلَةُ ، وَزَيْنَبُ، بَنَاتُ عَقِيلِ أَبِي طَالِبٍ - رحمة الله عَلَيْهِنَّ - تَبْكِي قَتْلَاهَا بِالطَّفِّ ، وَهِيَ تَقُولُ:

مَاذَا تَقُولُونَ إِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ
بِعِتْرَتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفْتَقَدِي
مِنْهُم أُسَارَىٰ وَمِنْهُمْ ضُرِّجُوا بِدَمِ

مَا كَانَ هٰذَا جَزَائِي إِذْ نَصَحْتُ لَكُمْ
أَنْ تَخْلُفُونِي بِسُوءٍ فِي ذَوِي رَحِمِي

فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي خَطَبَ فِيهِ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہما السلام بِالْمَدِينَةِ، سَمِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ مُنَادِيًا يُنَادِي، يَسْمَعُونَ صَوْتَهُ وَلَا يَرَوْنَ شَخْصَهُ:

أَيُّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا حُسَيْنًا
أَبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيلِ
كُلُّ أَهْلِ السَّمَاءِ يَدْعُو عَلَيْكُمْ
مِنْ نَبِيٍّ وَمَلَائِكٍ وَقَبِيلِ
قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰى لِسَانِ ابْنِ دَاوُدَ
وَمُوسٰى وَصَاحِبِ الْإِنْجِيلِ

جب ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کی جانب روانہ کیا تو اس نے عبدالملک بن ابی حریث کو طلب کیا اور کہا: (مدینہ کے گورنر) عمرو بن سعید بن عاص کے پاس جاؤ اور اسے (امام) حسینؑ کے قتل ہونے کی خوش خبری دو۔

عبدالملک کہتا ہے: میں اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ خاندانِ قریش کے ایک شخص کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: کیا خبر ہے؟ میں نے کہا: خبر امیر (عمرو) کے پاس ہے، تم اسے سن لو گے۔

اس نے کہا: ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کی قسم! حسینؑ قتل کر دیے گئے ہیں۔

جب میں عمرو کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ میں نے کہا: ایسی

خبر لایا ہوں کہ جو امیر کو خوش حال کر دے گی، حسینؑ بن علیؑ قتل ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا: جاؤ اور جا کر شہر میں حسینؑ کے قتل کیے جانے کا اعلان کر دو، مَیں نے ایسا ہی کیا۔

خدا کی قسم! جب بنی ہاشم نے حسینؑ کے قتل کیے جانے کی خبر سنی تو ان کے گھروں سے اس قدر گریہ زاری کی صدائیں بلند ہونے لگیں کہ مَیں نے آج تک اس طرح گریہ وشیون کی آوازیں نہیں سنی تھیں۔ جب مَیں عمرو بن سعید کے پاس واپس آیا تو وہ مجھے دیکھ کر ہنسا اور عمرو بن معدی کرب کا شعر پڑھا کہ جس کا ترجمہ یہ ہے:

''بنی زیاد کی عورتوں نے عجیب گریہ کیا، جیسے روز ارنب کی صبح کو

ہماری عورتوں نے گریہ وشیون کیا''۔

عمرو نے مزید کہا: تم نے بنی ہاشم کا جو گریہ وشیون سنا ہے یہ عثمان کے لیے آہ وبکا کے مقابلے میں ہے۔ اس کے بعد وہ منبر پر گیا، لوگوں کے درمیان حسینؑ بن علیؑ کے قتل کا اعلان کیا اور یزید بن معاویہ کے لیے دعا کرنے کے بعد منبر سے اُتر آیا۔

(حضرت زینب علیہا السلام) کے شوہر عبداللہ بن جعفر کا ایک غلام عبداللہ کے پاس آیا اور انھیں ان کے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر دی اور کہا: ''ہم سب خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

عبداللہ کے ایک غلام کا نام ابوالسلاسل تھا۔ اس نے کہا: ہمارے لیے یہ تمام کی تمام مشکلات حسینؑ بن علیؑ کی وجہ سے ہیں۔

جناب عبداللہ کو غصہ آیا تو انھوں نے اس کے سر میں جوتے مارتے ہوئے کہا: اے بے حیا! تم حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے ایسی بات کرتے ہو! خدا کی قسم! اگر مَیں ان کے ہمراہ ہوتا تو اس وقت تک ان سے جدا نہ ہوتا جب تک قتل نہ کر دیا جاتا۔

خدا کی قسم! جو چیز مجھے سکون دے رہی ہے اور میرے بیٹوں کی موت پر

میرے لیے تسلی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ میرے دونوں بیٹوں نے میرے بھائی اور چچازاد کی رکاب میں جنگ لڑی اور بڑے صبر و استقامت سے ان پر اپنی جان نچھاور کردی ہے۔

اس کے بعد اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ جس نے میرے اُوپر حضرت امام حسین علیہ السلام کا غم سخت کیا، اگرچہ مَیں خود ان کے ہمراہ نہیں جاسکا اور نہ ان کی مدد کرسکا ہوں لیکن میرے دونوں بیٹوں نے ان پر اپنی جان نثار کی ہے۔

جب عقیلؓ بن ابی طالبؑ کی بیٹی اُم لقمان نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو اپنی بہنوں اُم ہانی، اسماء، رملہ اور زینب کے ہمراہ پریشانی کے عالم میں باہر آگئیں اور طف (کربلا) میں اپنے مقتولین پر گریہ کیا اور کہا:

"اس وقت تم لوگ کیا کہو گے جب رسولؐ خدا تم سے پوچھیں گے کہ تم تو آخری اُمت تھی تم نے کیا کیا ہے؟
میری رحلت کے بعد میرے اہلِ بیتؑ کے ساتھ؟ ان میں سے کچھ کو اسیر بنالیا اور کچھ کو خاک و خون میں ڈبو دیا۔ جو کچھ مَیں نے تمھیں نصیحت کی تھی یہ اس کا اجر نہیں ہے، تم لوگوں نے میرے بعد میرے اہلِ بیتؑ سے بُرا سلوک کیا ہے"۔

جس رات مَیں مدینہ کے گورنر عمرو بن سعید نے منبر پر جاکر لوگوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل ہونے کی خبر دی تو مدینہ کے لوگوں نے سنا کہ آدھی رات کے وقت کوئی یوں فریاد کررہا ہے درحال آں کہ وہ فریاد کرنے والے کو نہیں دیکھ رہے تھے:

"اے جہالت و نادانی کی بنا پر حسینؑ کو قتل کرنے والو!
تمھارے لیے سخت عذاب اور شکنجے کی خوش خبری ہے۔ اہلِ آسمان

تمام تمھارے اُوپر لعنت بھیج رہے ہیں کہ جو انبیاء، فرشتے اور دوسرے ہیں۔
داوٗدؑ کے بیٹے (سلیمانؑ)، عیسٰیؑ اور موسیٰؑ تمھارے اُوپر لعنت کر رہے ہیں"۔

***

فصل ہفتم

شہدائے کربلا کے اسماء

أَسْمَاءُ مَنْ قُتِلَ مَعَ الْحُسَيْنِ عليه السلام مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ بِطَفِّ كَرْبَلَاءَ، وَهُمْ سَبْعَةَ عَشَرَ نَفْساً، الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام ثَامِنَ عَشَرَ مِنْهُمْ:

الْعَبَّاسُ وَعَبْدُ اللهِ وَجَعْفَرٌ وَعُثْمَانُ بَنُو أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، أُمُّهُمْ أُمُّ الْبَنِينَ۔

وَعَبْدُ اللهِ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، أُمُّهُمَا لَيْلَى بِنْتُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّةُ۔

وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ اللهِ ابْنَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ۔

وَالْقَاسِمُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بَنُو الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ۔

وَمُحَمَّدٌ وَعَوْنٌ ابْنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

وَعَبْدُ اللهِ وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَنُو عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَعِيدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

فَهٰؤُلَاءِ سَبْعَةَ عَشَرَ نَفْساً مِنْ بَنِي هَاشِمٍ ۔رضوان الله عليهم اجمعين۔

إِخْوَةُ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَبَنُو أَخِيهِ وَبَنُو عَمَّيْهِ جَعْفَرٍ وَعَقِيلٍ، وَهُمْ كُلُّهُمْ مَدْفُونُونَ مِمَّا يَلِي رِجْلَيِ الْحُسَيْنِ فِي

مَشْهَدِهِ حُفِرَ لَهُمْ حَفِيرَةٌ وَأُلْقُوا فِيهَا جَمِيعًا وَسُوِّيَ عَلَيْهِمُ التُّرَابُ، إِلَّا الْعَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ ﴿رضوان الله عليه﴾ فَإِنَّهُ دُفِنَ فِي مَوْضِعِ مَقْتَلِهِ عَلَى الْمُسَنَّاةِ بِطَرِيقِ الْغَاضِرِيَّةِ وَقَبْرُهُ ظَاهِرٌ، وَلَيْسَ لِقُبُورِ إِخْوَتِهِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ أَثَرٌ، وَإِنَّمَا يَزُورُهُمُ الزَّائِرُ مِنْ عِنْدِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ وَيُومِئُ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي نَحْوَ رِجْلَيْهِ بِالسَّلَامِ ﴿عليهم﴾، وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام فِي جُمْلَتِهِمْ، وَيُقَالُ: إِنَّهُ أَقْرَبُهُمْ دَفْنًا إِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام۔

فَأَمَّا أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ الَّذِينَ قُتِلُوا مَعَهُ دُفِنُوا حَوْلَهُ وَلَسْنَا نُحَصِّلُ لَهُمْ أَجْدَاثًا عَلَى التَّحْقِيقِ وَالتَّفْصِيلِ، إِلَّا أَنَّا لَا نَشُكُّ أَنَّ الْحَائِرَ مُحِيطٌ بِهِمْ رضی الله عنهم وَأَرْضَاهُمْ وَأَسْكَنَهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔

طف (میدانِ کربلا) میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ان کے خاندان کے شہداء کی کُل تعداد سترہ افراد پر مشتمل تھی کہ ان میں سے اٹھارہویں حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے وہ بیٹے جن کی والدہ حضرت اُم البنین علیہا السلام تھی ان کے اسماء جناب عباسؑ، عبداللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ تھے۔

حضرت امیرالمومنینؑ کے وہ بیٹے جن کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود ثقفیہ تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں: عبداللہؑ اور ابوبکرؑ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بیٹے علیؑ اور عبداللہؑ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے بیٹے قاسمؑ، ابوبکرؑ اور عبداللہؑ۔

عبداللہ بن جعفر کے بیٹے محمدؒ اور عونؒ۔

عبداللہ، جعفرؒ اور عبدالرحمن یہ عقیلؒ بن ابی طالبؑ کے بیٹے ہیں۔

محمد، یہ ابی سعید بن عقیلؒ بن ابی طالبؑ کا بیٹا ہے۔

بنی ہاشم کے مذکورہ بالا اٹھارہ افراد تھے۔ ان تمام پر خدا راضی ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھائی، بھتیجے اور ان کے چچوں جعفرؒ و عقیلؒ کے بیٹے حضرتؑ کے پائنتی کی طرف سپرد خاک کیے۔ حضرت عباسؑ بن علیؑ کے علاوہ باقی سب ایک ہی اجتماعی قبر میں دفن کر دیے گئے البتہ حضرت عباسؑ بن علیؑ کو اسی جگہ پر سپرد خاک کیا گیا جہاں پر وہ شہید ہوئے کہ جو غاضریہ کے راستے پر مُسَنّات کے مقام پر ہے اور ان کا مرقد مطہر مشخص ہے لیکن حضرتؑ کے بھائیوں اور اہلِ بیتؑ کہ ہم نے جن کا نام ذکر کیا ہے، کی قبروں کے نشانات معلوم نہیں ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائرین صرف حضرتؑ کے مرقد مطہر کے پاس کھڑے ہو کر ان کی زیارت کرتے ہیں اور اس زمین کی طرف اشارہ کرتے اور سلام دیتے ہیں جو حضرتؑ کے پاؤں کی جانب ہے۔ علیؑ بن حسینؑ (علی اکبرؑ) بھی انھی کے درمیان میں ہیں اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ حضرتؑ کے قریب ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے وہ اصحاب جو ان کے ہمراہ شہید ہوئے وہ بھی ان کے اطراف میں دفن ہوئے ہیں البتہ بطور تفصیل ان کے روضے معلوم نہیں ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام کے تمام امامؑ کے حرم میں ہی مدفون ہیں۔ خداوند ان پر راضی ہو اور انھیں خوش رکھے اور بہشت نعیم میں جگہ عطا کرے۔

***

امام حسین علیہ السلام کے کچھ فضائل، ان کی زیارت کا ثواب اور ذکرِ مصائب

طَرَفٌ مِنْ فَضَائِلِ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَفَضْلِ زِيَارَتِهِ وَذِكْرِ مُصِيبَتِهِ:

رَوَى سَعِيدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقُولُ: ﴿حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ ،أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا ،حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ﴾

وَرَوَى ابْنُ لَهِيعَةَ ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ شَنْفَا الْعَرْشِ ، وَإِنَّ الْجَنَّةَ قَالَتْ ، ﴿يَارَبِّ أَسْكَنْتَنِي الضُّعَفَاءَ وَالْمَسَاكِينَ﴾ فَقَالَ اللهُ لَهَا : ﴿أَلَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَيَّنْتُ أَرْكَانَكِ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ﴾ قَالَ: فَمَاسَتْ كَمَا تَمِيسُ الْعَرُوسُ فَرَحًا﴾۔

وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحُ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ قَالَ: ﴿اصْطَرَعَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عليهما السلام بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: إِيهًا حَسَنُ، خُذْ حُسَيْنًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام :يَارَسُولَ اللهِ ،

أَتَسْتَنْهِضُ الْكَبِيرَ عَلَى الصَّغِيرِ؟» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: «هٰذا جَبْرَئِيلُ يَقُولُ لِلْحُسَيْنِ اِيهًا يَاحُسَيْنًا! خُذِ الْحَسَنَ».

وَرَوَى اِبْرَاهِيمُ بنُ الرَّافِعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عليهما السلام يَمْشِيَانِ اِلَى الْحَجِّ، فَلَمْ يَمُرَّا بِرَاكِبٍ اِلَّا نَزَلَ يَمْشِي، فَثَقُلَ ذٰلِكَ عَلَى بَعْضِهِمْ فَقَالُوا لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: قَدْ ثَقُلَ عَلَيْنَا الْمَشْيُ، وَلَا نَسْتَحْسِنُ أَنْ نَرْكَبَ وَهٰذَانِ السَّيِّدَانِ يَمْشِيَانِ، فَقَالَ سَعْدٌ لِلْحَسَنِ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، اِنَّ الْمَشْيَ قَدْ ثَقُلَ عَلَى جَمَاعَةٍ مِمَّنْ مَعَكَ، وَالنَّاسُ اِذَا رَأَوْكُمَا تَمْشِيَانِ لَمْ تَطِبْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَرْكَبُوا، فَلَوْ رَكِبْتُمَا، فَقَالَ الْحَسَنُ: «لَا نَرْكَبُ، قَدْ جَعَلْنَا عَلَى أَنْفُسِنَا الْمَشْيَ اِلَى بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ عَلَى أَقْدَامِنَا، وَلٰكِنَّا نَتَنَكَّبُ الطَّرِيقَ» فَأَخَذَا جَانِبًا مِنَ النَّاسِ.

وَرَوَى الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ، رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حُلْمًا مُنْكَرًا، قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَتْ: اِنَّهُ شَدِيدٌ: قَالَ: «مَا هُوَ؟» قَالَتْ: كَاَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: «خَيْرًا رَأَيْتِ، تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا فَيَكُونُ فِي حِجْرِكِ» فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام الْحُسَيْنَ

فَقَالَتْ: وَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ، فَدَخَلْتُ بِهِ يَوْمًا عَلَى النَّبِيِّ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُولِ اللهِ تُهْرَاقَانِ بِالدُّمُوعِ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللهِ! مَا لَكَ؟! قَالَ ﴿أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا، وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ﴾.

وَرَوَى سِمَاكٌ، عَنِ ابْنِ مُخَارِقٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﴿رضي الله عنها﴾ قَالَتْ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسٌ وَالْحُسَيْنُ جَالِسٌ فِي حِجْرِهِ، إِذْ هَمَلَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوعِ، فَقُلْتُ لَهُ : يَارَسُولَ اللهِ ، مَا لِي أَرَاكَ تَبْكِي ، جُعِلْتُ فِدَاكَ؟! فَقَالَ: ﴿جَاءَنِي جِبْرَئِيلُ فَعَزَّانِي بِابْنِي الْحُسَيْنِ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّ طَائِفَةً مِنْ أُمَّتِي تَقْتُلُهُ، لَا أَنَالَهُمُ اللهُ شَفَاعَتِي﴾.

وَرُوِيَ بِإِسْنَادٍ آخَرَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﴿رضي الله عنها﴾ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ مِنْ عِنْدِنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَغَابَ عَنَّا طَوِيلًا ، ثُمَّ جَاءَنَا وَهُوَ أَشْعَثُ أَغْبَرُ وَيَدُهُ مَضْمُومَةٌ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا لِي أَرَاكَ شَعِثًا ﴿اشعث﴾ مُغْبَرًّا؟! فَقَالَ: ﴿أُسْرِيَ بِي فِي هٰذَا الْوَقْتِ إِلَى مَوْضِعٍ مِنَ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهُ كَرْبَلَاءُ ، فَأُرِيتُ فِيهِ مَصْرَعَ الْحُسَيْنِ ابْنِي وَجَمَاعَةٍ مِنْ وُلْدِي وَأَهْلِ بَيْتِي ، فَلَمْ أَزَلْ أَلْقُطُ دِمَاءَهُمْ فَهَا هِيَ فِي يَدِي﴾ وَبَسَطَهَا إِلَيَّ فَقَالَ: ﴿خُذِيهَا

وَاحْتَفِظِي بِهَا» فَأَخَذْتُهَا فَإِذَا هِيَ شِبْهُ تُرَابٍ أَحْمَرَ فَوَضَعْتُهُ فِي قَارُورَةٍ وَسَدَدْتُ رَأْسَهَا وَاحْتَفَظْتُ بِهِ ، فَلَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ عليه السلام مِنْ مَكَّةَ مُتَوَجِّهًا نَحْوَ الْعِرَاقِ ، كُنْتُ أُخْرِجُ تِلْكَ الْقَارُورَةَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَأَشُمُّهَا وَأَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ أَبْكِي لِمُصَابِهِ ، فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَهُوَ الْيَوْمُ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ أَخْرَجْتُهَا فِي أَوَّلِ النَّهَارِ وَهِيَ بِحَالِهَا ، ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهَا آخِرَ النَّهَارِ فَإِذَا هِيَ دَمٌ عَبِيطٌ ، فَصِحْتُ فِي بَيْتِي وَبَكَيْتُ وَكَظَمْتُ غَيْظِي مَخَافَةَ أَنْ يَسْمَعَ أَعْدَاؤُهُمْ بِالْمَدِينَةِ فَيُسْرِعُوا بِالشَّمَاتَةِ ، فَلَمْ أَزَلْ حَافِظَةً لِلْوَقْتِ حَتَّى جَاءَ النَّاعِي يَنْعَاهُ فَحَقَّقَ مَا رَأَيْتُ.

وَرُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسًا وَحَوْلَهُ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عليهم السلام فَقَالَ لَهُمْ «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا كُنْتُمْ صَرْعَى وَقُبُورُكُمْ شَتَّى؟ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: «أَنَمُوتُ مَوْتًا أَوْ نُقْتَلُ؟!» فَقَالَ: «بَلْ تُقْتَلُ يَا بُنَيَّ ظُلْمًا، وَيُقْتَلُ أَخُوكَ ظُلْمًا ، وَتُشَرَّدُ ذَرَارِيكُمْ فِي الْأَرْضِ» فَقَالَ الْحُسَيْنُ: «وَمَنْ يَقْتُلُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟» قَالَ: «شِرَارُ النَّاسِ» قَالَ: «فَهَلْ يَزُورُنَا بَعْدَ قَتْلِنَا أَحَدٌ» قَالَ: نَعَمْ ، طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُرِيدُونَ بِزِيَارَتِكُمْ بِرِّي وَصِلَتِي ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جِئْتُهُمْ إِلَى الْمَوْقِفِ حَتَّى آخُذَ «بِأَعْضَادِهِمْ فَأُخَلِّصَهُمْ» مِنْ أَهْوَالِهِ

وَشَدائِدِهِ﴾۔

وَرَوىٰ عَبْدُ اللهِ بنُ شَرِيكٍ الْعَامِرِيّ قَالَ: كُنْتُ أَسْمَعُ أَصْحَابَ عَلِيٍّ إِذَا دَخَلَ عُمَرُ بنُ سعدٍ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ يَقُولُونَ: هٰذَا قَاتِلُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام وَذٰلِكَ قَبْلَ قَتْلِهِ بِزَمَانٍ۔

وَرَوىٰ سَالِمُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ سعدٍ لِلْحُسَيْنِ عليه السلام: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ إِنَّ قِبَلَنَا نَاسًا سُفَهَاءَ، يَزْعُمُونَ أَنِّي أَقْتُلُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: ﴿إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِسُفَهَاءَ وَلٰكِنَّهُمْ حُلَمَاءُ، أَمَا إِنَّهُ يُقِرُّ عَيْنِي أَلَّا تَأْكُلَ بُرَّ الْعِرَاقِ بَعْدِي إِلَّا قَلِيلًا﴾۔

وَرَوىٰ يُوسُفُ بنُ عَبْدَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: ﴿كَانَ قَاتِلُ يَحْيىٰ بْنِ زَكَرِيَّا وَلَدَ زِنًا، وَقَاتِلُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَلَدَ زِنًا، وَلَمْ تَحْمَرَّ السَّمَاءُ إِلَّا لَهُمَا﴾۔

وَرَوىٰ سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: ﴿خَرَجْنَا مَعَ الْحُسَيْنِ فَمَا نَزَلَ مَنْزِلًا وَلَا ارْتَحَلَ مِنْهُ إِلَّا ذَكَرَ يَحْيىٰ بْنَ زَكَرِيَّا عليهما السلام وَقَتْلَهُ، وَقَالَ يَوْمًا: وَمِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ أَنَّ رَأْسَ يَحْيىٰ بْنِ زَكَرِيَّا أُهْدِيَ إِلىٰ بَغِيٍّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾۔

وَتَظَاهَرَتِ الْأَخْبَارُ بِأَنَّهُ لَمْ يَنْجُ أَحَدٌ مِنْ قَاتِلِي الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ ﴿رضی الله عنهم﴾ مِنْ قَتْلٍ أَوْ بَلَاءٍ افْتَضَحَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ۔

① سعید بن راشد، یعلی بن مُرّہ سے نقل کرتے ہیں: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: ''میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے۔ جو کوئی حسینؑ سے محبت کرے خدا اس سے محبت کرتا ہے، حسینؑ میرے نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے (کہ رسولؐ خدا کی نسل ان سے پھیلے گی)۔

② ابن لہیعہ ابی عوان سے اور یہ سلسلہ سند رسولؐ خدا تک پہنچتا ہے (البتہ حدیث مرفوع ہے) یوں نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

حسنؑ و حسینؑ عرش کے دو گوشوارے ہیں اور بہشت نے کہا: اے میرے پروردگار! صرف کمزوروں اور مسکینوں کو میرے اندر ٹھہراتے ہو؟ خداوند متعال نے اس سے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں نے تیرے ارکان اور بنیادوں کو حسنؑ و حسینؑ سے مزین کیا ہے؟ (یہ سن کر) بہشت یوں مٹکنے لگا جیسے دلہن ناز نخرے سے مٹکتی ہے۔

③ عبداللہ بن میمون قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''حسن و حسین علیہما السلام نے رسولؐ خدا کے سامنے کشتی کی۔

رسولؐ خدا حسنؑ کو تشویق کرتے ہوئے فرماتے: اے حسنؑ! حسینؑ کو پکڑ لو۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: یارسولؐ اللہ! آپؐ چھوٹے پر بڑے کو غلبہ پانے کے لیے تشویق کر رہے ہیں؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: یہ جبرئیلؑ ہے کہ جو حسینؑ کی تشویق کر رہا ہے اور حسینؑ سے کہہ رہا ہے کہ حسنؑ کو پکڑ لو۔

④ ابراہیم بن رافع اپنے پدر سے نقل کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حسنؑ و حسینؑ حج کے لیے پیدل تشریف لے جا رہے ہیں، ان کا جس سواری کے پاس سے بھی گزر ہوتا اس کا سوار نیچے اُتر جاتا۔ پیدل چلنا بعض کے لیے انتہائی دشوار تھا اور

وہ ہمت ہار بیٹھے تھے۔ اسی وجہ سے سعد بن وقاص سے کہا کہ پیدل چلنا ہمارے لیے انتہائی مشکل ہے اور دوسری طرف یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ یہ دونوں بزرگوار پیدل ہوں اور ہم سوار۔

سعد بن وقاص نے حضرت امام حسنؑ سے عرض کیا:

اے ابا محمد! بعض لوگ جو آپ کے ہمراہ چل رہے ہیں ان کے لیے پیدل چلنا دشوار ہے اور ادھر سے یہ ہے کہ چونکہ دیکھ رہے ہیں آپ پیدل چل رہے ہیں انھیں اچھا نہیں لگتا کہ وہ اپنی سواری پر سوار ہوں (اگر آپ مناسب سمجھیں تو) سوار ہوجائیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ہم سوار نہیں ہو سکتے ہیں کیوں کہ ہم نے اپنے ساتھ عہد کر رکھا ہے پیادہ بیت اللہ جائیں گے لیکن ان لوگوں سے ایک طرف ہٹ کر اپنا سفر جاری رکھیں گے (تاکہ لوگ ہمیں نہ دیکھیں اور جو چاہے سوار ہوجائے) لہٰذا ان دونوں عظیم ہستیوں نے ایسا ہی کیا۔

۞ اوزاعی، عبداللہ بن شداد سے اور وہ اُم فضل بنت حارث سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں نے گذشتہ رات ایک ناخوش گوار خواب دیکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا: کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: بہت سخت ہے۔

حضرتؐ نے فرمایا: کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: گویا آپؐ کے بدن سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: خیر ہے۔ فاطمہؑ کے ہاں ایک فرزند ہوگا جو تمھارے دامن میں بڑا ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ہاں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے؟ لہٰذا امام علیہ السلام رسولؐ خدا کی فرمائش کے مطابق میرے دامن میں تھے۔

ایک دن میں رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امام حسین علیہ السلام کو ان کی گود میں دیا۔ میں اچانک متوجہ ہوئی کہ رسولؐ خدا کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے رسولؐ خدا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپ کو کیا ہوا ہے؟!

آں حضرتؐ نے فرمایا: جناب جبرئیلؑ میرے پاس آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب میری اُمت میرے اس فرزند کو قتل کردے گی اور وہ میرے لیے سرخ تربت بھی لائے ہیں"۔

۹ سماک، ابن مخارق سے نقل کرتا ہے کہ جناب اُم سلمہؓ نے فرمایا: ایک دن رسولؐ خدا ایسے ہی تشریف فرما تھے کہ حسینؑ ان کی گود میں تھے، ان کی آنکھیں آنسوؤں سے پُر تھیں۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا:

یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟ آپ پر قربان جاؤں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا: جناب جبرئیلؑ آئے ہیں اور انھوں نے (میرے بیٹے) حسینؑ کے بارے میں مجھے تسلی دی اور میری دلداری کی ہے، نیز یہ خبر دی ہے کہ میری اُمت انھیں قتل کرے گی۔ خداوند میری شفاعت ان کے شامل نہ کرے۔

۷ سماک نے ایک اور سند کے ساتھ اُم سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک رات رسولؐ خدا میرے پاس سے تشریف لے گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے سر اور چہرے پر گرد وغبار پڑا ہوا ہے اور انھوں نے اپنی مٹھی یوں بند کر رکھی تھی گویا کہ ان کے دستِ مبارک میں کوئی چیز ہو۔ میں نے عرض کیا: اے رسولؐ خدا! کیوں آپؐ اس طرح سے غبار آلود ہیں؟!

انھوں نے فرمایا: آج رات مجھے عراق کی سرزمین کے ایک حصے پر لے گئے

ہیں کہ جسے کربلا کہتے ہیں اور مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں پر میرے بیٹے حسینؑ اور میرے اہلِ بیتؑ کے کئی دوسرے افراد کو قتل کیا جائے گا۔ میں نے وہاں سے ان کا خون اُٹھایا ہے جو اَب میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد ہاتھ کھولا اور فرمایا: یہ لے لو اور اسے سنبھال کر رکھو۔ میں نے وہ پکڑا تو کیا دیکھا کہ سرخ خاک کی مانند ہے۔ میں نے اسے ایک بوتل میں ڈالا اور اس کا ڈھکنا بند کر کے اسے محفوظ جگہ پر رکھ دیا۔

جب حسینؑ مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو میں ہر روز و شب اس بوتل کو اُٹھاتی، سونگھتی اور دیکھتی اور ان کے مصائب پر گریہ کرتی یہاں تک کہ محرم کی دسویں ہوگئی۔ یہ وہی دن تھا کہ جس میں (امام) حسینؑ قتل ہوگئے تھے۔ میں نے دن کے آغاز میں وہ بوتل اُٹھائی، وہ ہمیشہ کی طرح تھی۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی رُونما نہیں ہوئی، لیکن دن ختم ہونے پر جب میں نے وہ بوتل اُٹھائی تو وہ تازہ خون میں تبدیل ہو چکی تھی۔ میں نے اپنے ہی گھر میں چیخ و پکار اور گریہ وزاری کی۔ اپنے غم پر اس خوف سے قابو پایا کہ اگر اہلِ بیتؑ کے دشمنوں کو پتا چل گیا تو وہ میری سرزنش کرنا شروع کر دیں گے۔ میں نے اس وقت اور دن کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر مدینہ میں آئی تو معلوم ہوا کہ (امام علیہ السلام کی شہادت) وہی دن تھا جس روز سرخ خاک وخون میں تبدیل ہوئی تھی۔

۸ روایت نقل ہوئی ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا تشریف فرما تھے اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام بھی ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا:

(اب تو آپ لوگ ایک دوسرے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں) کیسا ہوگا جب تم دنیا سے چلے جاؤ گے اور تمھاری قبریں پراگندہ ہوں گی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام

نے پوچھا: کیا ہمیں قدرتی موت آئے گی یا ہم قتل ہوں گے؟ آں حضرتؐ نے فرمایا: اے میرے لال! تم ناحق قتل کیے جاؤ گے، تمھارا بھائی بھی ظلم سے مارا جائے گا اور تمھاری اولاد زمین پر پراگندہ ہو جائے گی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: اے رسولؐ خدا! ہمیں کون قتل کرے گا؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گندے اور شریر لوگ۔

امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: کیا ہمارے قتل ہونے کے بعد کوئی ہماری زیارت کرنے کو آئے گا؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: ہاں میرے لال! میری اُمت کا ایک گروہ تمھاری زیارت کر کے ہماری طرف سے نیکی اور صلہ کا اُمیدوار ہوگا۔ لہٰذا جب قیامت کا دن ہوگا تو مَیں موقف میں اس کے پاس جاؤں گا اور ان لوگوں کے بازوؤں کو پکڑ پکڑ کر انھیں موقف کے خوف اور سختیوں سے نجات دوں گا۔

﴿۹﴾ عبداللہ بن شریک عامری یوں نقل کرتا ہے: مَیں نے امام علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب سے سنا ہے کہ عمر بن سعد جب بھی مسجد میں داخل ہوتا تو وہ کہتے: یہ وہی ہے جو حسینؑ بن علی علیہ السلام کا قاتل ہے۔ یہ واقعہ حضرتؑ کے قتل ہونے سے کچھ مدت پہلے کا ہے۔

﴿۱۰﴾ سالم بن ابی حفصہ یوں نقل کرتا ہے: (ایک دن) عمر بن سعد نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: اے ابا عبداللہؑ! ہمارے ہاں کچھ ایسے احمق اور بے وقوف لوگ ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آپؑ کا قاتل مَیں ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: وہ احمق اور بے وقوف نہیں ہیں بلکہ اہلِ حلم ہیں اور وہ چیز جو میری آنکھوں کی روشنی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ تُو مجھے قتل کرنے کے بعد عراق کی تھوڑی سی گندم کے علاوہ کچھ نہیں کھا سکے گا (اور بہت

جلد موت کا مزہ چکھے گا)"۔

⑪ یوسف بن عبدہ یوں نقل کرتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا: آسمان پر نظر آنے والی سرخی نہیں دیکھی گئی مگر قتلِ امام حسینؑ کے بعد۔

⑫ سعد اسکافی یوں نقل کرتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یوں فرمایا: "یحییٰؑ بن زکریا کا قاتل زنازادہ تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا قاتل زنازادہ تھا اور آسمان سرخ نہیں ہوا مگر ان دونوں کے لیے"۔

⑬ سفیان بن عیینہ، علی بن یزید سے اور وہ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے یوں نقل کرتے ہیں: میں حسینؑ بن علی علیہما السلام کے ہمراہ نکلا، وہ کسی بھی منزل پر نہیں اُترے اور نہ ہی کسی مقام سے کوچ کیا مگر یہ کہ انھوں نے یحییٰ بن زکریاؑ کے قتل ہونے کا تذکرہ کیا۔

ایک دن فرمایا: خدا کے نزدیک دنیا کی پستی وخواری کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یحییٰ بن زکریاؑ کا سر بنی اسرائیل کے ستم گروں اور سرکشوں میں سے ایک کو بطور ہدیہ دیا گیا۔

اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قاتلوں میں سے کوئی ایک بھی اپنی موت سے پہلے قتل یا کسی بلا اور آزمائش کے باعث ذلیل ورُسوا ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکا۔

❁❁❁

فصل ہشتم

فضائل زیارتِ امام حسین علیہ السلام

وَمَضَى الْحُسَيْنُ عليه السلام فِي يَوْمِ السَّبْتِ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّينَ مِنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْهُ قَتِيلًا مَظْلُومًا ظَمْآنَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا عَلَى مَا شَرَحْنَاهُ، وَسِنُّهُ يَوْمَئِذٍ ثَمَانٌ وَخَمْسُونَ سَنَةً، أَقَامَ مِنْهَا مَعَ جَدِّهِ رَسُولِ اللهِ سَبْعَ سِنِينَ، وَمَعَ أَبِيهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليهما السلام ثَلَاثِينَ سَنَةً، وَمَعَ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَشْرَ سِنِينَ، وَكَانَتْ مُدَّةُ خِلَافَتِهِ بَعْدَ أَخِيهِ إِحْدَى عَشْرَةَ سَنَةً، وَكَانَ عليه السلام يَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَقُتِلَ عليه السلام وَقَدْ نَصَلَ الْخِضَابُ مِنْ عَارِضَيْهِ۔

وَقَدْ جَاءَتْ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ فِي فَضْلِ زِيَارَتِهِ بَلْ فِي وُجُوبِهَا۔

① فَرُوِيَ عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عليهما السلام أَنَّهُ قَالَ: ﴿زِيَارَةُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مَنْ يُقِرُّ لِلْحُسَيْنِ بِالْإِمَامَةِ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ﴾۔

② وَقَالَ: ﴿زِيَارَةُ الْحُسَيْنِ عليه السلام تَعْدِلُ مِائَةَ حَجَّةٍ مَبْرُورَةٍ، وَمِائَةَ عُمْرَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ﴾۔

۳ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ : ﴿مَنْ زَارَ الْحُسَيْنَ بَعْدَ مَوْتِهِ فَلَهُ الْجَنَّةُ﴾۔

وَالْأَخْبَارُ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ أَوْرَدْنَا مِنْهَا جُمْلَةً كَافِيَةً فِي كِتَابِنَا الْمَعْرُوفِ بِمَنَاسِكِ الْمَزَارِ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ہفتے کے دن محرم ۶۱ ہجری کو نماز ظہر کے بعد اس حالت میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ وہ تشنہ کام تھے، صبر کا دامن نہ چھوڑا اور ان کا خدا پر بھروسہ تھا۔ ان کی شہادت کا واقعہ وہی ہے کہ ہم جس کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

اس وقت حضرتؑ کا سنِ مبارک اٹھاون سال تھا۔ انھوں نے اپنی زندگی کے سات سال اپنے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سائے میں، تیس سال اپنے پدر گرامی امیر المومنینؑ کے ہمراہ اور دس سال اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ گزارے۔ اپنے برادر محترم کے بعد آپ کی مدت امامت گیارہ برسوں پر محیط تھی۔

حضرتؑ عام طور پر اپنی ریش مبارک کو حنا یا وسمہ لگاتے تھے۔ جب ان کی شہادت واقع ہوئی (چونکہ ایک عرصہ تک انھوں نے خضاب نہیں لگایا تھا) تو اس وقت ان کے دونوں رخساروں سے خضاب ختم ہو چکا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت بلکہ زیارت کے وجوب کے بارے میں معصومین علیہم السلام سے بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں۔

۱ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”ہر اس شخص پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا واجب ہے جو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ان کی امامت خداوند متعال کی جانب سے ہے“۔

۲ ایک اور روایت میں فرمایا: ”حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت خلوص

سے انجام دیے گئے سو حجوں، اور خدا کی بارگاہ میں مورد قبول سو عمروں کی برابری کرتی ہے"۔

۳ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کی زیارت کرے، جنت اس کے لیے ہے"۔

اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں کہ ان میں سے بعض کو ہم نے اپنی مشہور و معروف کتاب "مناسکِ المزار" میں بیان کیا ہے۔

❁❁❁

فصل نہم

حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد

ذِكْرُ وَلَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہما السلام:

وَكَانَ لِلْحُسَيْنِ علیہ السلام سِتَّةُ أَوْلَادٍ: عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَكْبَرُ علیہما السلام، كُنْيَتُهُ أَبُو مُحَمَّدٍ، وَأُمُّهُ شَاهُ زَنَانٍ بِنْتُ كِسْرَى يَزْدَجِرْدَ۔

وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَصْغَرُ علیہما السلام، قُتِلَ مَعَ أَبِيهِ بِالطَّفِّ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ فِيمَا سَلَفَ، وَأُمُّهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي مُرَّةَ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّةُ۔

وَجَعْفَرُ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام، لَا بَقِيَّةَ لَهُ، وَأُمُّهُ قُضَاعِيَّةٌ، وَكَانَتْ وَفَاتُهُ فِي حَيَاةِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام۔

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام، قُتِلَ مَعَ أَبِيهِ صَغِيرًا، جَاءَهُ سَهْمٌ وَهُوَ فِي حِجْرِ أَبِيهِ فَذَبَحَهُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ فِيمَا مَضَى۔

وَسُكَيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام، وَأُمُّهَا الرَّبَابُ بِنْتُ امْرِئِ الْقَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ، كَلْبِيَّةٌ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحُسَيْنِ۔

وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام، وَأُمُّهَا أُمُّ إِسْحَاقَ بِنْتُ

طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ تَیمِیَّةٌ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی چھے اولادیں تھیں:

۱) علی بن حسین اکبرؑ (امام سجاد علیہ السلام) کہ جن کی کنیت ابومحمد اور والدہ کسری یزدگرد کی بیٹی شاہ زنان تھی (کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا لقب تھا)۔

۲) علیؑ بن حسین اصغرؑ، المعروف علی اکبرؑ، کہ جو میدانِ طف (کربلا) میں اپنے والدگرامی کے ہمراہ شہید ہوئے تھے۔ ان کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی لیلیٰ تھیں۔

۳) جعفر بن حسینؑ، کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ان کی والدہ قضاعیہ تھی جو قبیلہ قضاع کی ایک خاتون تھیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حیات ہی میں ان کی وفات ہوگئی تھی۔

۴) عبداللہ بن حسینؑ، المعروف علی اصغرؑ، کہ جو اپنے پدر کے ہمراہ اس حال میں شہید ہوئے کہ وہ ایک کم سن بچے تھے۔ وہ اپنے پدر کے دامن میں تھے کہ انھیں ایسا تیر لگا جس نے انھیں ذبح کر دیا۔ ان کی سرگزشت بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

۵) سکینہ بنت الحسین علیہا السلام کہ ان کی والدہ کا نام رُبابؑ تھا جو امرء القیس بن عدی کلبی کی بیٹی تھیں۔ رباب، عبداللہ بن حسینؑ کی والدہ بھی تھیں۔

۶) فاطمہ بنت حسین علیہا السلام کہ ان کی والدہ، طلحہ بن عبیداللہ تمیمیہ کی بیٹی اُم اسحاق تھیں۔

۲ جنوری ۲۰۱۴ء، ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ

بروز جمعہ، مشہدالرضاؑ



ادارہ منہاج الصالحین لاہور